سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2017

جمعرات،16-مارچ2017

(یوم الخمیس،16-جمادی الثانی1438ھ)

سولھویں اسمبلی: ستائیسواں اجلاس

جلد 27: شمارہ 9

695

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ16-مارچ2017

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات صنعت، تجارت وسرمایہ کاری اور امداد باہمی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤنوٹس

سرکاری کارروائی

عام بحث

پری بجٹ بحث جاری رہے گی۔

697

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا ستائیسواں اجلاس

جمعرات،16۔مارچ2017

(یوم الخمیس،16۔جمادی الثانی1438ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر25منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور احمد چشتی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا ؕ لَہَا مَا کَسَبَتۡ وَ عَلَیۡہَا مَا اکۡتَسَبَتۡ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَاۤ اِصۡرًا کَمَا حَمَلۡتَہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ ۚ وَ اعۡفُ عَنَّا ٝ وَ اغۡفِرۡ لَنَا ٝ وَ ارۡحَمۡنَا ٝ اَنۡتَ مَوۡلٰىنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۲۸۶﴾

سُوۡرَۃُ الۡبَقَرَۃ آیت 286

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا بُرے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار! اگر ہم سے بھول یا چوک ہو گئی ہو تو ہم سے مؤاخذہ نہ کیجیو۔ اے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے پروردگار! جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرما (286)

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

لوگ تو گرا کے خُوش ہوئے
مصطفیٰ اُٹھا کے خُوش ہوئے

ابو بکرؓ نبی کے دین پر
سارا گھر لُٹا کے خُوش ہوئے

پیارے مصطفیٰ حسینؓ کو
کاندھوں پر بٹھا کے خُوش ہوئے

خانہ خُدا سے مصطفیٰ
سارے بُت گرا کے خُوش ہوئے

میرے آقا ایسے ہیں سخی
غیر کو کھلا کے خُوش ہوئے

سوالات

(محکمہ جات صنعت، تجارت و سرمایہ کاری اور امداد باہمی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات صنعت، تجارت و سرمایہ کاری اور امداد باہمی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال نمبر8122 محترمہ حنا پرویز بٹ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو وقفہ سوالات تکpending کیا جاتا ہے اگر وہ وقفہ سوالات کے دوران آ گئیں تو اس سوال کوtake up کر لیں گے بصورت دیگر یہ سوالdispose of ہو جائے گا۔ اگلا سوال نمبر8383 جناب آصف محمود کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی وقفہ سوالات تکpending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر8481 حاجی ملک عمر فاروق کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو وقفہ سوالات تکpending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر8438 ڈاکٹر محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ) کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں تو اس سوال کو بھی وقفہ سوالات تکpending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 8482 حاجی ملک عمر فاروق کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اس سوال کو بھی وقفہ سوالات تکpending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر8439 ڈاکٹر محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ) کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں تو اس سوال کو بھی وقفہ سوالات تکpending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 8516 محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں نے ابھی اس سوال کا جواب نہیں دیکھا۔ مجھے اس کو پڑھ لینے دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے آپ پہلے اس سوال کو پڑھ لیں اور کچھ دیر بعد اس سوال کوtake up کر لیں گے۔ اگلا سوال نمبر8445 جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اس سوال کو بھی وقفہ سوالات تکpending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر8446 ڈاکٹر صلاح الدین خان کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی وقفہ سوالات تکpending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر8451 محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے لہٰذا اس سوال کو بھی کچھ دیر کے لئےpending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر8497 ڈاکٹر صلاح الدین خان کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی وقفہ سوالات تکpending کیا جاتا ہے۔ اگر وقفہ سوالات تک معزز ممبران تشریف لے آئے تو ان کے سوالtake

up کر لئے جائیں گے بصورت دیگر یہ سوال dispose of ہو جائیں گے۔اب محترمہ فائزہ احمد ملک کے پہلے والے سوال کو لیتے ہیں۔جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! سوال نمبر 8516 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پروگرام / پراجیکٹ کے ملازمین اور ان کی کارکردگی سے متعلقہ تفصیلات

*8516: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پراجیکٹ ڈائریکٹر ایمر جنگ ٹیکنالوجی ڈی ایم جی کارپوریٹ افیئرز اور liaison آفیسر ترکی پروگرام tika کون کون ہیں ان کے نام گریڈ اور تعلیمی قابلیت مع تجربہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان پروگرام / پراجیکٹ کے سال 16-2015 اور 17-2016 کے اخراجات بتائیں؟

(ج) ان سالوں کی ان پروگرام / پراجیکٹ کی کارکردگی فراہم کریں؟

(د) ان کے کتنے ملازمین ہیں ان کے اخراجات سالانہ بتائیں؟

(ہ) کتنے ملازمین ایسے ہیں جن کے پاس ایک سے زائد اسامیوں کا چارج ہے اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (شیخ علاؤالدین):

(الف) ٹیکا (ترکش کوآپریشن و کوآرڈینیشن ایجنسی) کی لائیزون آفیسر میڈم عائشہ قاضی جو کہ بطور ڈپٹی جنرل مینجر (کارپوریٹ افیئرز) ٹیوٹا سیکرٹریٹ اپنی خدمات فراہم کر رہی ہیں۔ان کے پاس پراجیکٹ ڈائریکٹر گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف ایمر جنگ ٹیکنالوجی ٹاؤن شپ کا اضافی چارج ہے۔مذکورہ آفیسر گریڈ 18 کی ہیں۔مزید یہ کہ ان کے پاس ڈی ایم جی گریڈ 20 اور پراجیکٹ ڈائریکٹر کے اضافی چارج ہیں۔محترمہ نے انگلش لینگویج میں ماسٹر ڈگری حاصل کر رکھی ہے اور ٹیکنیکل ایجوکیشن میں اکیس سال کا وسیع تجربہ رکھتی ہیں۔

(ب)

2015-16

اس پروگرام کے لئے اس سال میں کنسٹرکشن، آٹو موٹیو اور **ہاسپیٹیلیٹی** کے کورسز میں 141 اساتذہ کی فنی تربیت کے لئے ٹیوٹا نے تقریباً 8 ملین روپے خرچ کئے ہیں۔

2016-17

اس پروگرام کے لئے ترکی نے نقد رقم کی بجائے مشینری و آلات مہیا کئے۔ جس کی کل لاگت تقریباً 100 ملین روپے ہے جبکہ گارمنٹس سنٹر میں مشینری و آلات کو نصب کرنے، فرنیچر اور ٹیوٹا اساتذہ کو ٹیکا ماسٹر ٹرینرز کی جانب سے دی گئی ٹریننگ کی مد میں تقریباً 30 ملین روپے ٹیوٹا کے بجٹ سے حاصل کئے گئے ہیں۔

(ج)

2015-16

اس سال ٹیکا نے **ہاسپیٹیلیٹی**، کنسٹرکشن اور آٹو موٹیو سیکٹرز میں ٹیوٹا کے 141 اساتذہ کو فنی تربیت فراہم کی ہے۔ تاکہ ان سیکٹرز میں طلباء کو بہتر انداز میں ٹریننگ فراہم کی جاسکے۔

2016-17

ٹیکا نے اگست 2016 میں گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف ایمر جنگ ٹیکنالوجی، ٹاؤن شپ لاہور میں گارمنٹس (ڈینم) سنٹر کے لئے سلائی اور ڈرائی اینڈ ویٹ پروسس کے لئے بین الاقوامی معیار کی مشینری و آلات مہیا کئے ہیں جن کی لاگت تقریباً 100 ملین روپے ہے۔ ان مشینری و آلات پر 37 اساتذہ کو فنی تربیت فراہم کی گئی ہے اور گیارہ اساتذہ کو ترکی میں گارمنٹس کی تربیت بھی فراہم کی۔ جس کے اخراجات ٹیکا نے برداشت کئے ہیں جبکہ ڈینم سلائی کے کورس کی کلاسز کا اجراء ٹیکا کے تربیت یافتہ اساتذہ کی زیر نگرانی عمل میں آچکا ہے اور ڈرائی اینڈ ویٹ پروسس کی کلاسز بھی جلد شروع کر دی جائیں گی۔ پانچ عدد اساتذہ کو پانچویں سالانہ ہاؤس کیپنگ اولمپک گیمز میں ترکی مدعو کیا جس میں ٹیوٹا نے دوسری پوزیشن حاصل کی۔ اس کے بھی تمام تر اخراجات ترکی نے برداشت کئے۔

(د) گارمنٹس سنٹر میں پانچ اساتذہ اور دس غیر نصابی عملہ تعینات ہیں جن کے سالانہ اخراجات 6.08 ملین روپے ہیں۔

(ہ) میڈم عائشہ قاضی کے پاس پراجیکٹ ڈائریکٹر گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف ایمر جنگ ٹیکنالوجی ٹاؤن شپ کا اضافی چارج ہے۔ اس ادارہ میں ٹیکا کے تعاون سے عالمی معیار کا گارمنٹس سنٹر

بنایا گیا ہے اور اس سنٹر کو بہتر انداز سے چلانے اور اس ادارہ کو مزید فعال کرنے کے لئے آفیسر ہذا کو اس ادارہ کا اضافی چارج دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں نے اس سوال میں محکمہ کے متعلقہ افسران کے بارے میں تھوڑی سی تفصیل مانگی تھی۔ اس سوال کے جواب کے جز (الف) میں لکھا گیا ہے کہ "ٹیکا (ترکش کوآپریشن و کوآرڈینیشن ایجنسی) کی لائیزون آفیسر میڈم عائشہ قاضی جو کہ بطور ڈپٹی جنرل (کارپوریٹ افیئرز) ٹیوٹا سیکرٹریٹ اپنی خدمات فراہم کر رہی ہیں"۔ میں جاننا چاہوں گی کہ میڈم عائشہ قاضی کس عہدہ پر تعینات ہیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (شیخ علاؤالدین): جناب سپیکر! میڈم عائشہ قاضی پراجیکٹ ڈائریکٹر ہیں اور ان کو یہاں ان کی قابلیت کی بناء پر تعینات کیا گیا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پراجیکٹ ڈائریکٹر کا گریڈ کون سا ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (شیخ علاؤالدین): جناب سپیکر! ان کا گریڈ-18 ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یہ تو جواب میں بھی لکھا ہوا ہے کہ مذکورہ آفیسر گریڈ-18 کی ہیں۔ وہ جس عہدے پر یہ کام کر رہی ہیں کیا یہ گریڈ-18 کا نان ٹیکنیکل عہدہ ہے؟ میری معلومات کے مطابق میڈم عائشہ قاضی جس عہدہ پر کام کر رہی ہیں وہ ایک ٹیکنیکل یعنی انجینئر نگ سے related عہدہ ہے جبکہ اس خاتون نے ماسٹر کیا ہوا ہے تو کیا یہ اس عہدے کے لئے اہل ہیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (شیخ علاؤالدین): جناب سپیکر! اس خاتون نے ماسٹر کرنے کے بعد ہوم اکنامکس کالج سے اپنے پروفیشن کا آغاز کیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے باہر سے تین سالہ کورس کیا ہے۔ یہ ادارے کی اپنی صوابدید ہے کہ وہ کسی عہدہ پر مناسب آفیسر کو تعینات کرے۔ یہ فیصلہ ادارے نے خود کرنا ہوتا ہے کہ کس سیٹ پر کون سے مناسب candidate کو تعینات کرنا ہے۔ اس اسامی پر ادارے کے پاس جو مناسب ترین candidate ہے اس کو لگایا گیا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اس تحریری جواب میں بتایا گیا ہے کہ ڈی ایم جی گریڈ 20 اور پراجیکٹ ڈائریکٹر کے اضافی چارج بھی ان کے پاس ہیں۔ یہ گریڈ 18 کی ملازمہ ہیں جبکہ ان کے پاس چارج گریڈ 20 کی اسامی کا ہے اور یہ میڈم عرصہ دراز سے اس عہدے پر کام کر رہی ہیں۔ ان کے پاس

انگلش لینگوئج میں ماسٹر ڈگری ہے۔ یہ ٹیکنیکل ایجوکیشن میں 21 سال کام کرنے کا تجربہ ضرور رکھتی ہیں لیکن ان تینوں اسامیوں کے لئے جس ڈگری کی requirement ہے وہ ان کے پاس نہیں ہے یعنی یہ اس اسامی کے لئے eligible نہیں ہیں لیکن ان کو تین اسامیوں کا چارج دیا گیا ہے اور یہ تینوں جگہ سے facilities avail کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (شیخ علاؤالدین): جناب سپیکر! ایسی بات نہیں ہے۔ میں نے آپ کے توسط سے فاضل ممبر کو ابھی گزارش کی ہے کہ انہوں نے تین سالہ غیر ملکی courses بھی کئے ہوئے ہیں اور ان کو جس عہدے پر لگایا گیا ہے وہ اُس عہدے کی اہل ہیں۔ جہاں تک اس چیز کا تعلق ہے کہ ان کو گریڈ-20 پر کیوں لگایا گیا ہے؟ یہ ادارے کا اپنا prerogative ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ کون سا شخص یا خاتون اس عہدے کے اہل ہے تو ہم نے ادارے کی بہتری دیکھنی ہے ہم نے لوگوں کی خواہش پر اُن کو عہدے نہیں دینے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! بڑی عجیب سی بات ہے کہ منسٹر صاحب بھی ادارے کی صوابدید کی بات کر رہے ہیں۔ ادارے کی صوابدید نہیں ہوتی، کچھ قانون بھی ہوتا ہے۔ وزیر اعلیٰ کی صوابدید کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ادارے شُتر بے مہار ہو جائیں اور وزیر اعلیٰ جس کو چاہیں گریڈ-17 سے گریڈ-20 یا گریڈ-21 دے دیں۔ اُسی طرح ہمارے محکمے جس من پسند آفیسر کو چاہیں اُس کو گریڈ-17 سے اُٹھا کر گریڈ-20 یا گریڈ-21 دے دیں۔ ایسے نہیں ہوتا کیونکہ کچھ Rules and Regulations ہوتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ کوئی قاعدہ یا قانون ہمارے اداروں کو یہ اجازت نہیں دیتا۔ یہ صورتحال ہمارے سامنے ہے کہ ان کو favouritism کے طور پر تعینات کیا گیا اور میں ان کو کوئی target نہیں کر رہی بلکہ میں صرف یہ بتا رہی ہوں کہ TEVTA کے اندر جو نااہلیاں ہیں جن کی وجہ سے ہم اپنے targets achieve نہیں کر رہے، جس طرح سے سفارشی بھرتیاں ہو رہی ہیں تو یہ سفارشی بھرتیوں کی ایک واضح مثال ہے۔ کسی خاتون یا کسی فرد کو target کرنا میرا مقصد نہیں ہے لیکن اس محکمے نے Rules and Regulations کی جو دھجیاں اُڑائی ہیں یہ خاتون اُس کی زد میں آ رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (شیخ علاؤالدین): جناب سپیکر! محترمہ میرے لئے بہت قابل احترام ہیں لیکن یہ میرے سے سوال کریں تو میں اُس کا جواب دینے کے لئے حاضر ہوں لیکن اس میں محترمہ نے وزیراعلیٰ کی discretionary powers کو چیلنج کیا ہے میں تو اس کا جواب نہیں دے سکتا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں نے کسی کو چیلنج نہیں کیا میں نے تو صرف یہ گزارش کی ہے کہ اگر وزیراعلیٰ پنجاب کی powers کے مطابق من پسند لوگوں کو گریڈ-18 سے گریڈ-20 میں لگایا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہمارے ادارے بھی شُتر بے مہار ہو جائیں۔ میں اپنے الفاظ دہرا رہی ہوں کہ ہمارے اداروں کے Rules and Regulations موجود ہیں ہمیں اُن کی پاسداری کرنی چاہئے اور جب تک ہمارے اداروں کی کارکردگی کے اوپر check and balance نہیں ہوگا، favouritism ختم نہیں ہوگا تب تک ہمارے ادارے deliver نہیں کر پائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (شیخ علاؤالدین): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ وزیراعلیٰ نے 2018 تک ہمیں 20 لاکھ skilled force کا target دیا ہے جس میں سے الحمدللہ کل تک کی latest position یہ ہے کہ تقریباً 6 لاکھ لوگوں کو skilled کیا گیا ہے اُس میں Punjab Skill Programme بھی ہے اور TEVTA بھی ہے۔ معزز ممبر کو TEVTA کے کسی ادارے کے حوالے سے اگر کوئی شکایت ہے تو میں حاضر ہوں۔ مجھے یہ فرمائیں کہ فلاں جگہ پر ایجوکیشن میں یہ substandard ہے یا فلاں جگہ کے اوپر کوئی اس قسم کی بات ہو رہی ہے جس سے ادارے کا یا حکومت کا وہ مقصد حاصل نہیں ہو رہا جس کے لئے یہ ادارہ بنایا گیا ہے تو میں اُس کا تدارک کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن معزز ممبر خود بار بار کہہ رہی ہیں وہ کسی کو target نہیں کرنا چاہتیں لیکن محترمہ عائشہ قاضی جن کے بارے میں بات ہو رہی ہے یہ وہاں پر بہت پہلے سے تعینات ہیں اور ان کو کوئی favour نہیں دی گئی کیونکہ اُن کے مقابلے میں کوئی اور بہتر شخصیت نہیں ہیں اس لئے اُن کو رکھا گیا۔ اگر محکمے سے کسی نے محترمہ ممبر موصوف کو کہا کہ ان کو غلط لگایا گیا ہے تو محترمہ مجھے بتائیں کہ اُن سے بہتر ہمارے پاس کوئی آدمی یا کوئی خاتون ہے تو میں ان سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر کوئی اُن سے بہتر ہوا تو ہم اُس کو consider کر لیں گے لیکن بتائیں تو سہی کہ ہم نے کیا کیا ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! مجھے وزیر موصوف کی یہ بات سُن کر ہنسی آ رہی ہے انہوں نے ابھی ابھی یہ charge سنبھالا ہے اور میں ان کی بات سے بھی agree کرتی ہوں کہ یہ خاتون وہاں پر پہلے سے تعینات ہیں۔ یہاں پر نشاندہی کرنے کا میرا مقصد صرف یہ تھا کہ اگر کوئی چیز غلط ہو رہی ہے تو ان محترمہ جیسا لائق بندہ اُس محکمے کا charge سنبھال سکتا ہے تو پھر وہاں پر ہونے والی بے ضابطگیوں کو وزیر موصوف check کریں۔ سالہا سال سے وہاں پر جو غلط کام ہو رہے ہیں اُن کا تدارک بھی تو انہوں نے ہی کرنا ہے اور انہیں اُس محکمے کا وزیر اسی لئے بنایا گیا ہے کہ اُس محکمے کا جو آوا بگڑا ہوا ہے اُس کو درست کریں۔ میں یہ بات مان ہی نہیں سکتی کہ اُس محکمے میں کوئی بھی ٹیکنیکل ڈگری رکھنے والا یا کوئی ایسا capable engineer نہیں ہے جس کو گریڈ-20 کی اسامی پر لگایا جائے۔ میں یہاں پر اگر کسی کا نام لوں گی تو پھر کہیں گے کہ میں شاید اُس کو promote کرانے کے لئے کہہ رہی ہوں۔ محکمے کے اندر بے شمار ایسے لوگ ہیں جو سالہا سال سے postings کے لئے wait کر رہے ہیں لیکن چونکہ محکمے میں favouritism بہت زیادہ ہے اس لئے اُن لوگوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے جن کی اس وقت ضرورت ہے۔ اسی تعیناتیوں کے اوپر سپریم کورٹ کے فیصلے بھی آئے ہوئے ہیں۔ آپ اخبارات پڑھیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ اس حکومت نے گریڈ-22 پر جو promotions کی ہیں اُنہیں بھی سپریم کورٹ نے رد کر دیا ہے کیونکہ promotions کرتے وقت favouritism کیا گیا اور سینئر لوگوں کو نظر انداز کیا گیا، یہ اچھی روایت نہیں ہے جو ڈالی جا رہی ہے اور میرا نشاندہی کرنے کا مقصد بھی یہ تھا تو میرا خیال ہے کہ ان چیزوں کو check کرنا بہت ضروری ہے اور میں جو نشاندہی کر رہی ہوں اس کو دیکھیں اگر آپ کہتے ہیں کہ آپ کو نظر نہیں آتا کہ وہاں پر گریڈ-20 کے افسران اپنی postings کے لئے wait کر رہے ہیں تو میں آپ کو نام بتا دیتی ہوں۔ ایک کا نام مجھے پتا ہے لیکن اور بھی کئی لوگ موجود ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! وزیر صاحب تو آپ کو کہہ رہے ہیں کہ ہمیں بتا دیں تو آپ انہیں بتا دیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میڈم عائشہ قاضی کے پاس کوئی ٹیکنیکل ڈگری نہیں ہے۔ میں نے محکمہ سے پوچھا تھا کہ وہ محترمہ باہر سے جو diplomas لے کر آئی ہیں اُن کے نام ہی بتا دیں لیکن وہ انجینئر نہیں ہیں اور میرا خیال ہے کہ اس پوسٹ کے لئے صرف انجینئرز ہی eligible ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(شیخ علاؤالدین): جناب سپیکر! اصل بات تو سمجھ میں آگئی کہ کوئی صاحب ہیں جن کو محترمہ اس قابل سمجھتی ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں، محترمہ ایسی بات نہیں کر رہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی کہا کہ میں کسی کا نام نہیں لے رہی۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(شیخ علاؤالدین): جناب سپیکر! میں نے بھی یہ نہیں کہا کہ محترمہ نے کسی کا نام لیا ہے لیکن انہوں نے کہا ہے کہ ایک شخص وہاں ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں نے ایک شخص نہیں کہا، میں نے کہا ہے کہ وہاں پر کئی لوگ موجود ہیں کیونکہ ایسے کبھی ہو نہیں سکتا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(شیخ علاؤالدین): جناب سپیکر! میں وعدہ کرتا ہوں کہ محترمہ جس شخص کا کہیں گی کہ اس کو consider کروں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں نے کسی کا نام لیا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! محترمہ آپ کے سارے محکمے کی بات کر رہی ہیں۔ وہ کہہ رہی ہیں کہ آپ اپنے محکمے میں دیکھیں اُس میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو کافی سینئر ہیں اور اُن کی حق تلفی ہوئی ہے کہ گریڈ-20 میں اس محترمہ کو تعینات کر دیا اور باقی لوگ اپنی promotions and postings کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(شیخ علاؤالدین): جناب سپیکر! محترمہ نے سپریم کورٹ کے جس فیصلے کا ذکر کیا ہے میں وہ بھی ریکارڈ کی درستی کے لئے عرض کر رہا ہوں کہ اُس فیصلے کے اندر بھی سندھ گورنمنٹ کو کہا گیا ہے کہ انہوں نے جو امتحان لئے ہیں وہ سارے غلط ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! [***************]

جناب سپیکر: جی، اس کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے کیونکہ نیشنل اسمبلی، independent ہے آپ اُس پر بات نہیں کر سکتیں۔ شیخ صاحب! محترمہ عائشہ قاضی کے پاس گریڈ-20 کا اضافی چارج ہے؟

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (شیخ علاؤالدین): جناب سپیکر! جی ہاں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال جناب آصف محمود کا ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! سوال نمبر 8383 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

راولپنڈی: ائیرپورٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی سے متعلقہ تفصیلات

*8383: جناب آصف محمود: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ائیرپورٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی راولپنڈی کے رہائشی علاقوں میں ناجائز طریقے سے کمرشل پلازے تعمیر کئے جا رہے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کتنی جگہوں پر رہائشی علاقوں میں کمرشل پلازے تعمیر کئے گئے ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان ناجائز کمرشل بلڈنگ کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم):

(الف) ڈسٹرکٹ آفیسر کوآپریٹو راولپنڈی نے رپورٹ کی ہے کہ یہ تاثر درست نہیں کہ ائیرپورٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی راولپنڈی کے رہائشی علاقوں میں ناجائز طریقے سے کمرشل پلازے تیار کئے جا رہے ہیں۔ البتہ سوسائٹی کی انتظامیہ نے عرصہ 2005 سے 2013 تک کل 37 پلاٹوں کو رہائشی سے کمرشل تبدیل کر کے این او سی جاری کئے۔ گو کہ سوسائٹی انتظامیہ اپنے تئیں یہ منظوری دیتی رہی ہے مگر متعلقہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی یعنی راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی سے اس کی منظوری نہ لی گئی۔ 2013 میں ہونے والی انکوائری جس کو محکمہ امدادِ باہمی اور چیف منسٹر انسپکشن ٹیم نے مشترکہ طور پر کنڈکٹ کیا جس میں یہ بات سامنے آئی کہ ایسے تمام پلاٹس جن کا سٹیٹس رہائشی سے کمرشل کیا گیا ان کو راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی سے فوری طور پر منظور کروایا جائے ان سفارشات کی روشنی میں محکمہ امدادِ باہمی نے سوسائٹی انتظامیہ کو بذریعہ حکم نامہ نمبری DOC/DR/H/1006 مورخہ 17.04.2014 کو ایسی تمام مزید

کنورشنز سے روک دیا۔تاوقتیکہ راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی اس ضمن میں باقاعدہ منظوری نہ دے۔

(ب) اوپر دیئے گئے جواب کی روشنی میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ کل 37 ایسے پلاٹس کی نشاندہی کی گئی ہے کہ جنھیں سوسائٹی انتظامیہ نے کمرشل کیا۔

(ج) راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی سے کیس کے فائنل ہونے تک مزید کارروائی ممکن نہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ معزز پارلیمانی سیکرٹری نے جس طرح جواب پڑھا ہے۔ انہوں نے پہلے بتایا ہے کہ یہ تاثر درست نہیں کہ ائر پورٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی راولپنڈی کے رہائشی علاقوں میں ناجائز طریقے سے کمرشل پلازے تیار کئے جا رہے ہیں۔ پھر خود ہی کہہ رہے ہیں کہ سوسائٹی کی انتظامیہ نے عرصہ 2005 سے 2013 تک کل 37 پلاٹوں کو اپنے تئیں رہائشی سے کمرشل تبدیل کر کے این او سی جاری کئے۔ ہمارے ایوان کے ممبر جناب عارف عباسی کی بھی وہاں رہائش ہے۔ ان کا اپنا گھر اسی issue کی وجہ سے متاثر ہوا ہے۔ میری اطلاع ہے کہ 2014 میں جو آپ کی انکوائری ہوئی تھی اس کی روشنی میں راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو تو روک دیا گیا لیکن سوسائٹی انتظامیہ نے آج تک بہت سے مزید پلاٹوں کو کمرشل کرنے کے این او سی دیئے ہیں۔ انہوں نے گلیوں کے اندر رہائشی پلاٹوں کو کمرشل کر کے اونچے اونچے پلازے بنوا دیئے ہیں۔ وہاں ایک مخصوص پراپرٹی مافیا اور مخصوص طبقے کے یہ سارے پلاٹ ہیں۔ اس سوسائٹی کے رہائشیوں نے اس issue پر کئی دفعہ احتجاج بھی کیا ہے۔ اس کا 2014 status سے اسی طرح ہے کہ راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے پاس انکوائری ہے۔

جناب سپیکر! میری آپ سے درخواست ہے کہ یہاں پر خوش قسمتی سے جناب عارف عباسی بیٹھے ہوئے ہیں جو اس issue کی وجہ سے خود effect ہوئے ہیں۔ اس سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہے لہٰذا اس سوال کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ اس پر مزید interrogation ہو سکے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ترمیم نقشہ کی منظوری کا اختیار راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو ہے۔ ہم نے رپورٹ بنا کر ان کو بھیج دی ہوئی ہے۔ راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی enforcement agency ہے اس پر further کارروائی وہی کر سکتی ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ جس طرح میں نے کہا ہے کہ آپ یہ سوال کمیٹی کے سپرد کریں تو میں انہیں مزید شواہد دوں گا کہ 2014 کے بعد بھی بہت سے پلاٹوں کو سوسائٹی انتظامیہ نے کمرشل کیا ہے۔ میری آپ سے دوبارہ مودبانہ درخواست ہے کہ اس سوال کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ اس پر مزید interrogation ہو سکے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ جواب قطعی غلط ہے۔ میرے گھر سے ایک گھر چھوڑ کر سینیٹر مالک قادری صاحب کا گھر ہے اس کے دونوں طرف بارہ پندرہ سال سے جو رہائشی پلاٹ تھے انہیں کمرشل کیا گیا ہے اور ان کے تین تین فلور تیار ہو چکے ہیں جس سے سارے ارد گرد کے گھروں کی privacy ختم ہو گئی ہے۔ وہاں سے لوگ صرف ان کمرشل پلازوں کی وجہ سے اپنے گھر چھوڑ کر جا رہے ہیں اور shift ہو رہے ہیں۔ انہوں نے زیادہ فلور بنانے کی اجازت دے دی ہے جبکہ سوسائٹی میں گراؤنڈ اور فسٹ فلور کی اجازت ہے۔ 2014 کے بعد دو دو کنال کے دو پلازے بنے ہیں جن کی وجہ سے پندرہ سے بیس گھر effect ہو رہے ہیں جن کی privacy ختم ہو گئی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس جواب میں کوئی بھی ایسی چیز ہے جو مطمئن کر سکے۔ یہ بالکل اندھا قانون ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ یہ اس جواب میں یہ کیا کہنا چاہ رہے ہیں مجھے تو سمجھ نہیں آئی۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ رہائشی علاقے میں پلاٹوں کو کیوں کمرشلائز کیا گیا ہے اور کیوں زیادہ فلور بنانے کی اجازت دی گئی ہے؟ ہماری سوسائٹی کے ممبران کی سالانہ میٹنگز ہوتی ہیں اس میں کوئی approval نہیں لی گئی وہاں اچانک کام شروع ہوا ہے اور دو دو کنال کے دو پلاٹوں پر construction شروع کر دی گئی۔ اس وقت سب سے اہم مسئلہ پارکنگ کا ہے اور دوسرا وہاں privacy ختم ہو گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس سوال کو seriously لیا جائے کیونکہ بہت سے لوگ متاثر ہوئے ہیں لہٰذا اس کا کوئی حل نکلنا چاہئے۔

جناب سپیکر: اس سوال کو کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ رپورٹ دو ماہ کے اندر ایوان میں پیش کی جائے گی۔ اگلا سوال حاجی ملک عمر فاروق کا ہے۔ جی، ملک صاحب!

حاجی ملک عمر فاروق: جناب سپیکر! سوال نمبر 8481 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹیکسلا: گندھارا آرٹ گیلری سے متعلقہ تفصیلات

*8481: حاجی ملک عمر فاروق: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرماری کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹیکسلا میں گندھارا آرٹ گیلری کے قیام کے لئے اراضی ایکوائر کی جارہی ہے اگر ہاں مذکورہ آرٹ گیلری کتنی مالیت سے کتنے رقبہ پر کتنے عرصہ میں مکمل ہوگی؟

(ب) مذکورہ آرٹ گیلری میں حکومت کن کن مضامین پر مشتمل گیلریز قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (شیخ علاؤالدین):

(الف) پراجیکٹ کا نام گندھارا آرٹ village ہے اور اس کے قیام کے لئے تین ایکڑ اراضی ایکوائر کی جاچکی ہے مذکورہ آرٹ village 155.870 ملین کی لاگت سے مکمل ہوگا اور یہ پراجیکٹ 30۔جون 2018 تک مکمل ہوگا۔

(ب) گندھارا آرٹ village میں بلیک سٹون/ٹیکسلا سٹون پر کام ہوگا اور کام کرنے والے کاریگروں کو مالی و تکنیکی معاونت فراہم کی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی ملک عمر فاروق: جناب سپیکر! جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ گندھارا آرٹ village میں بلیک سٹون/ٹیکسلا سٹون پر کام ہوگا اور کام کرنے والے کاریگروں کو مالی و تکنیکی معاونت فراہم کی جائے گی۔ مالی سے مراد کیا بلا سود قرضے ہیں یا سود کے ساتھ قرضے ہیں اور تکنیکی معاونت سے مراد کیا کاریگروں کو جدید تکنیک دی جائے گی؟ منسٹر صاحب اس کی وضاحت فرمادیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (شیخ علاؤالدین): جناب سپیکر! اس میں ان لوگوں کو تکنیکی سمجھا جائے گا جنہوں نے ٹریننگ حاصل کرلی ہے اور ان کو مالی معاونت کی جائے گی تاکہ وہ ایسی چیزیں بنا سکیں جن کو value added addition کہتے ہیں تاکہ ان کی مارکیٹ میں بہتر قیمت مل سکے تو ان کو ہی یہ سہولت ملے گی جن کو یہ کام آتا ہوگا۔

حاجی ملک عمر فاروق: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے وہاں کاریگر جب پرائمری یا مڈل کلاس سے فارغ ہو کر اپنے باپ کے ساتھ سر راہ روڈ پر بیٹھتا ہے اور وہاں بارہ، اٹھارہ سال کی عمر سے لے کر ستر سال کی عمر

تک الحمدللہ کاریگر بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ ایسے کاریگر ہیں کہ اگر ان کو اس ایوان کی ایک تصویر دیں تو مہینے بعد وہ same اسی طرح کا ایوان سنگ تراشی کے ساتھ آپ سامنے پیش کر دیں گے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ ان کی مالی معاونت کیا قرضے کی صورت میں بلاسود یا سود کے ساتھ ہو گی اور وہاں جن کو گیلری میں پلاٹ یا دکان الاٹ ہو گی ان کو کن بنیادوں پر را میٹیریل دیا جائے گا یا ان سے گورنمنٹ خود خرید کر sale کرے گی تو مجھے اس کی تھوڑی سی وضاحت فرما دیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (شیخ علاؤالدین): جناب سپیکر! حکومت پنجاب کی پالیسی کے تحت یہ جو قرضہ دیا جائے گا یہ بلاسود بھی ہو گا اور اگر حکومت سمجھے گی کہ یہ واقعی قابل قدر اضافہ ہو گا تو اس کے markup کو حکومت پنجاب خود بھی برداشت کرنے کو تیار ہو گی۔

جناب سپیکر: یہ تو اچھی بات آ گئی ہے۔ اگلا سوال نمبر 8438 ڈاکٹر محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ) کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال حاجی ملک عمر فاروق کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

حاجی ملک عمر فاروق: جناب سپیکر! سوال نمبر 8482 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹیکسلا: انڈسٹریل اسٹیٹ سے متعلقہ تفصیلات

*8482: حاجی ملک عمر فاروق: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) باتر روڈ ٹیکسلا پر قائم سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کب کتنے رقبہ پر قائم کی گئی؟

(ب) اس میں کتنے انڈسٹریل اور پبلک سروس کے لئے کتنے پلاٹ بنائے گئے ہیں ان میں سے کتنے الاٹ ہو چکے ہیں؟

(ج) مذکورہ انڈسٹریل اسٹیٹ میں اس وقت کتنے یونٹ چالو حالت میں ہیں اور ان میں کون کون سی پراڈکٹ تیار ہو رہی ہیں؟

(د) کیا اس میں کوئی کیمیکل یونٹ بھی کام رہا ہے نیز کیمیکل یونٹ لگانے کا معیار کیا ہے؟

(ہ) مذکورہ اسٹیٹ میں سوئی گیس کب تک لگ جائے گی؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (شیخ علاؤالدین):

(الف) باتر روڈ ٹیکسلا پر قائم سمال انڈسٹری اسٹیٹ 1991 میں قائم کی گئی اور اس کا کل رقبہ 838 کنال 14 مرلہ ہے۔

(ب) اس میں کل انڈسٹریل پلاٹ 384 جو کہ تمام الاٹ ہو چکے ہیں پبلک سروس کے پلاٹس کی تفصیل درج ذیل ہے:

پٹرول پمپ، تین کنال گیارہ مرلہ، گرڈ سٹیشن، بارہ کنال، ٹیلیفون ایکسچینج۔ تین کنال، ڈسپنسری، ایک کنال نو مرلہ بنک، ایک کنال گیارہ مرلہ، ڈاکخانہ، ایک کنال گیارہ مرلہ، فائر سٹیشن، ایک کنال سولہ مرلہ۔

(ج) مذکورہ انڈسٹریل اسٹیٹ میں اس وقت 39 یونٹس چالو حالت میں ہیں جن میں الیکٹریکل کیبل، آرئس کریم، سٹون گرائنڈنگ، آئرن مینوفیکچرنگ، فوڈ پراسیسنگ، ماربل پراسیسنگ، ادویات، پلاسٹک دانہ، منرل واٹر، سویاں، مکھن، فلور ملز، الیکٹریکل کیبل، ہائیڈرالک انجینئرنگ، استریاں اور آئل ریسائیکلنگ کی فیکٹریاں کام کر رہی ہیں۔

(د) ٹیکسلا انڈسٹریل اسٹیٹ میں کوئی کیمیکل یونٹ کام نہیں کر رہا۔

(ہ) مذکورہ اسٹیٹ میں سوئی گیس کی سہولت موجود نہ ہے۔ اس سلسلہ میں دفتر ہذا نے بذریعہ چٹھی نمبری پی ایس آئی سی/آر او آر/اسٹیٹ/392 مورخہ 28-11-2001 انچارج ڈرائنگ سیکشن سوئی نادرن گیس پائپ لائن لمیٹڈ اسلام آباد کو سمال انڈسٹریل اسٹیٹ ٹیکسلا میں سوئی گیس کی لائن بچھانے کی درخواست دی جس کے جواب میں سیلز آفیسر ایس این جی پی ایل لاہور نے مورخہ 12-09-2004 کو 14.937 ملین کا تخمینہ زیادہ ہونے کی وجہ سے محکمہ ہذا نے جنرل مینجر ایس این جی پی ایل اسلام آباد کو مورخہ 25-06-2011 کو تخمینہ دوبارہ بھیجنے کا کہا جس کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی ملک عمر فاروق: جناب سپیکر! میرے سوال کے جز (ب) میں پبلک سروس کے لئے جو پلاٹ رکھے گئے ہیں اس کی تفصیل فراہم کی گئی ہے۔ اس میں پٹرول پمپ، گرڈ سٹیشن، ٹیلیفون ایکسچینج، ڈسپنسری، بنک، ڈاکخانہ اور فائر سٹیشن کے لئے پلاٹس ہیں۔ میں وزیر موصوف سے پبلک interest

کے حوالے سے ایک کام کے لئے امید کرتا ہوں کہ اگر انہیں rules and policies اجازت دیں تو وہ مدد کریں گے۔ وہاں اس علاقے میں پولیس سٹیشن کرائے کی بلڈنگ میں ہے۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب! آپ ضمنی سوال کریں۔

حاجی ملک عمر فاروق: جناب سپیکر! ان میں سے ایک پلاٹ جو انہوں نے کہا ہے کہ فائر فائٹنگ کے لئے ہے تو وہاں ایک کلو میٹر کے فاصلے پر 1122 ابھی establish ہوئی ہے لہٰذا وہاں ایمبولینس، فائر بریگیڈ اور تمام ناگہانی آفات سے نمٹنے کے لئے سروس موجود ہے تو اس جگہ کو convert کر کے ہمیں پولیس سٹیشن کے لئے جگہ دے دیں جو کہ انڈسٹری کے لئے بھی فائدہ مند ہو گی۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ پوچھ رہے ہیں کیا یہ جگہ پولیس سٹیشن کو دی جا سکتی ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (شیخ علاؤالدین): جناب سپیکر! جو میرے بھائی نے کہا ہے کہ اس بات پر غور کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

حاجی ملک عمر فاروق: جناب سپیکر! میرے سوال کے جز (ہ) میں سوئی گیس کے حوالے سے بات کی گئی ہے تو اس میں کہا گیا ہے کہ آخری چٹھی محکمے کی طرف سے مورخہ 25-06-2011 کو لکھی گئی جس کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا تو کیا محکمے نے دوبارہ اس کو pursue کیا یا کوئی reminder دیا؟ وہاں اگر industry کو سوئی گیس کی سہولت مل جاتی تو اللہ کی مہربانی سے 100 فیصد وہ آباد ہو جاتی اور لاکھوں لوگوں کو روزگار ملتا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب کو اس حوالے سے پوچھتے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (شیخ علاؤالدین): جناب سپیکر! اس کی جو صحیح صورتحال ہے وہ یہ ہے کہ 12-09-04 کو 14 ملین کا تخمینہ لگا اور اس پر بات چیت ہوئی۔ اس کے بعد 31-07-08, 01-11-08,8-11-08,25-06-11 اور اب 16-02-2017 recently کو دوبارہ تخمینہ لگا لیکن اس میں ایک مسئلہ ہے کہ یہ جو ٹیکسلا اسٹیٹ ہے وہاں پر ایک شخصیت کے ساتھ demarcation کا مسئلہ ہے اور اس وجہ سے ابھی تک اس کی صحیح dimensions قائم نہیں ہو سکیں۔

جناب سپیکر! میں اپنے بھائی سے درخواست کروں گا کیونکہ یہ ان سیاسی شخصیت کو جانتے ہیں لہٰذا ہمارے ساتھ ان کا معاملہ طے کروائیں کیونکہ حکومت نے اس پر کئی مرتبہ نشاندہی کی ہے تو میں جان

بوجھ کر اس شخصیت کا نام نہیں لے رہا وہ اس نشاندہی کو نہیں مانتے جس کی وجہ سے وہاں پر یہ تمام ڈویلپمنٹ رُکی ہوئی ہے۔ اگر یہ ہمارا ساتھ دیں اور ان کو سمجھائیں کہ جناب! یہ حکومت کی جگہ ہے اور یہاں پر ہمیں دیوار بنا لینے دیں تو وہاں مقامی طور پر ہم یہ نہیں چاہتے کہ کوئی مسئلہ کھڑا ہو اس وجہ سے وہاں پر delay ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب! اس شخصیت کا نام منسٹر صاحب نے بھی نہیں لیا لہٰذا آپ بھی ان کا نام نہیں لیں گے۔

حاجی ملک عمر فاروق: جناب سپیکر! میں بھی ان کا نام نہیں لوں گا۔ گزارش یہ ہے کہ میں منسٹر صاحب سے on the floor of the House یہ commitment کرتا ہوں کہ یہ گیس کی زبان کریں تو ان کی مرضی کے مطابق demarcation کروانے کی میں زبان کرتا ہوں۔ یہ منسٹر صاحب کھڑے ہو کر commitment کریں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اب بتائیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (شیخ علاؤالدین): جناب سپیکر! پہلے demarcation ہو گی تو اس کے بعد گیس آئے گی لیکن انشاء اللہ ضرور آئے گی لہٰذا پہلے یہ اپنی بات تو پوری کریں۔

حاجی ملک عمر فاروق: جناب سپیکر! مجھ سے time frame لے لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو وقت مجھے دیں گے میں اس سے چار گنا زیادہ وقت ان کو دینے کے لئے تیار ہوں لیکن آ جائے گی سے مراد تو لمبا کام ہے لہٰذا مہربانی فرمائیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (شیخ علاؤالدین): جناب سپیکر! یہ گیس بالکل آئے گی۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ایسے نہ کریں یہ آپ کا اور اس ملک کا نقصان ہو رہا ہے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (شیخ علاؤالدین): جناب سپیکر! جی، میں بالکل حاضر ہوں۔ میرے بھائی سمجھتے ہیں کہ میں ان کا نام نہیں لے رہا لہٰذا یہ demarcation کروا دیں تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ میں انشاء اللہ وہاں پر گیس پہنچا دوں گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! جلد از جلد پہنچا دیں۔

حاجی ملک عمر فاروق: جناب سپیکر! یہ محکمانہ طور پر demarcation کی application دیں۔ جن کے ساتھ تنازعہ تھا وہ فوت ہو گئے ہیں اللہ ان کو ایمان بخشے ان کی اولاد کے ساتھ میری بات ہوئی ہے لہٰذا میں اِن کو وہ جگہ clear کروا دوں گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! جی، وہ clear کروا دیں گے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (شیخ علاؤالدین): جناب سپیکر! اس کا مطلب بات طے ہو گئی ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 8438 ڈاکٹر محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ) کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب سپیکر: سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 8445 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب احسن ریاض فتیانہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کے دفاتر سے متعلقہ تفصیلات

*8445: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کے ہیڈ آفس اور زونل آفس کہاں کہاں ہیں؟

(ب) زونل انچارج اور ہیڈ انچارج کون کون ہیں اور ان کے عہدہ جات کیا ہیں؟

(ج) ان کی تعیناتی کے لئے کیا معیار اور تجربہ درکار ہے؟

(د) ہیڈ آفس اور زونل آفسز کے سال 16-2015 اور 17-2016 کے اخراجات کیا ہیں؟

(ہ) ان کے زیر استعمال گاڑیوں کی تفصیلات مع اخراجات دو سالوں کے فراہم کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم):

(الف) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کا ہیڈ آفس بمقام سن لائٹ بلڈنگ، بنک سکوائر، دی مال، لاہور اور اس کے 9 زونل آفسز بمقام لاہور، گوجرانوالہ، فیصل آباد، سرگودھا، راولپنڈی، ساہیوال، ملتان، بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان میں واقع ہیں۔

(ب) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کے زونل انچارج اور ہیڈ انچارج کے نام اور ان کے عہدہ جات کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان کی تعیناتی کے لئے جو معیار اور تجربہ درکار ہے اس کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(د) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کے ہیڈ آفس اور زونل آفسز کے سال 16-2015 اور 17-2016 کے اخراجات درج ذیل ہیں:

سال	ہیڈ آفس	زونل آفسز
2015-16	22,07,17,351	14,28,83,708
2016-17	13,79,56,670	9,18,75,725

(ہ) زونل انچارج اور ہیڈ انچارج کے زیر استعمال گاڑیوں کی تفصیلات مع اخراجات برائے دو سال تتمہ (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جز (الف) میں پوچھا گیا تھا کہ پراونشل کوآپریٹو بنک۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ اگر گپ شپ کرنی ہے تو لابی میں تشریف لے جائیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جز (الف) میں پوچھا گیا تھا کہ پراونشل کوآپریٹو بنک کے ہیڈ آفس اور زونل آفس کہاں کہاں ہیں؟ یہ بتادیں کہ یہ کب سے قائم ہیں اور ان کا مقصد کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم): جناب سپیکر! مجھے اتنا علم تو نہیں ہے کہ یہ کب سے قائم ہیں لیکن جو بھی ہیں یہ عوام کی خدمت کے لئے ہیں اور عوام کے لئے کام کر رہے ہیں۔ انہوں

نے پوچھا ہے کہ یہ زونل آفس کب سے قائم ہیں؟ اب اس چیز کا جواب تو اس وقت میرے پاس موجود نہیں ہے۔ دوسرا انہوں نے پوچھا تھا کہ یہ کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جو آپ کو پتا ہے وہ بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم): جناب سپیکر! اس کی تفصیل ابھی میرے پاس نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ نے اُن کا سوال سن لیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم): جناب سپیکر! سن لیا ہے۔

جناب سپیکر: جو آپ کر رہے ہیں وہ جواب دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم): جناب سپیکر! میں نے کہا ہے کہ یہ اُدھر عوام کی خدمت کر رہے ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس وقت الحمدللہ وزیراعظم پاکستان سے لے کر وزیراعلیٰ بھی عوام کی خدمت کر رہے ہیں۔ یہ specific بتا دیں کہ یہ کوآپریٹو بنک عوام الناس کے لئے کیا کر رہا ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (شیخ علاؤالدین): جناب سپیکر! سب سے زیادہ ان کو بھی پتا ہے کہ کوآپریٹو بنک کیا کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم): جناب سپیکر! محکمہ کوآپریٹو کے جتنے زونل آفس ہیں یہ ہمارے کسان بھائیوں کی فصلوں پر قرضہ فراہم کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کا interest rate کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم): جناب سپیکر! 16 فیصد ہے لیکن باقی بنکوں سے تقریباً کم ہی ہے۔

جناب سپیکر: کون سے بنک سے کم ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم): جناب سپیکر! زرعی بنک سے کم ہے۔

جناب سپیکر: یہ 16 فیصد کون کون سے بنک سے کم ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم): جناب سپیکر! جو ہمارا زرعی بنک ہے اس سے کم ہے۔

جناب سپیکر: میں وہی پوچھ رہا ہوں کہ اس کا interest rate کس کس بنک سے کم ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم): جناب سپیکر! اس کی تفصیل موجود نہیں ہے لیکن میں نے اس حوالے سے محکمہ سے پوچھا تھا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، اِدھر سے بھی ضمنی سوال آگیا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے سوال کا ابھی جواب نہیں آیا لیکن میرے سوال کے بعد میاں صاحب کر لیں گے۔ زمینداروں اور کسانوں کے لئے یہ کوآپریٹو بنک ہے۔ میرے بڑے بھائی شیخ علاؤالدین کی مہربانی ہے کہ وہ پیار کرتے ہیں، چونکہ یہ خود businessman ہیں اور فنانس کو بہتر سمجھتے ہیں---

جناب سپیکر: یہ businessman کے ساتھ کاشتکار بھی ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ماشاء اللہ۔ یہ سب کچھ ہی ہیں۔ آج کے دَور میں 16 فیصد ریٹ کیسے ہو گیا حالانکہ یہ کمرشل اور kibor plus کا دَور ہے لہٰذا یہ کس بنک سے کم دے رہے ہیں؟ ہمارے کسانوں اور زمینداروں کو تو یہ لوٹ رہے ہیں۔ مہربانی کر کے پہلے یہ بتائیں کہ یہ کسان اور زمیندار کو فی ایکڑ کتنا قرضہ دیتے ہیں، واپسی کا کیا طریق کار ہے اور یہ interest باقی بنکوں سے کتنا زیادہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم): جناب سپیکر! یہ سوال دوبارہ جمع کرا دیں تو تفصیل کے ساتھ جواب دے دیا جائے گا لیکن تفصیلاً ان کی باتوں کا جواب ابھی میرے پاس نہیں ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ بہت اہمیت کا حامل سوال ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ذرا غور سے بات سنیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جس طرح آپ نے شیخ علاؤالدین کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ زمیندار کسان ہیں تو الحمدللہ آپ بھی زمیندار کسان ہیں۔ آپ دیکھیں کہ یہ کیا کر رہے ہیں؟ اتنی اہمیت کا حامل اور پورے پنجاب کے کسانوں اور زمینداروں کے متعلق یہ سوال ہے، کسان بے چارے راتوں کی نیند خراب کر کے اپنی فصلوں کو پانی لگانے جاتے ہیں، کھاد ڈالتے ہیں اور ادویات لے کر آتے ہیں جبکہ یہ قرضے کی مد میں ان سے سارے پیسے بٹور لیتے ہیں۔ اب یہ کہتے ہیں کہ نیا سوال دیں تو نئے سوال کے آنے میں چھ ماہ لگ جائیں گے لہٰذا آپ یہ سوال کمیٹی کے سپرد کریں کیونکہ پنجاب کی سطح پر بڑی اہمیت کا اور زمینداروں کا یہ بنیادی سوال ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، دیکھتے ہیں۔ جی، میاں محمد اسلم اقبال!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ سٹیٹ بنک آف پاکستان کی ایک مانیٹرنگ پالیسی ہے جس کے تحت interest rate کا ایک level for all banks نکالا جاتا ہے جس کو kibor بھی بولتے ہیں اور اس کے اوپر مختلف بنک interest charge کرتے ہیں۔ اب جب کسان کی بات آتی ہے تو گورنمنٹ کا دعویٰ ہے کہ ہم ان کو آسان شرائط پر آسان قرضے مہیا کرتے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری موصوف یہ فرمادیں کہ عام بنک کا ریٹ 5.7 kibor plus interest ہوتا ہے تو یہ 16 فیصد کس کی منظوری سے کسانوں کے اوپر اُن کا خون چوسنے کے لئے لگایا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم): جناب سپیکر! پہلی بات یہ ہے کہ اس کا mark up ریٹ پوچھا گیا ہے جس کا میں نے بتادیا ہے لیکن یہ کب سے ہے، کیوں ہے یا زیادہ ہے تو اس کی تفصیل ابھی میرے علم میں نہیں ہے۔ اگر یہ تفصیل چاہتے ہیں تو دوبارہ سوال کر دیں تب میں اس میں یہ تفصیل مہیا کر دوں گا۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (شیخ علاؤالدین): جناب سپیکر! میں نے اس پر کچھ کہنا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آج کے دور میں 16 فیصد interest کہاں پر ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (شیخ علاؤالدین): جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس پر کچھ عرض کر دوں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے جواب لینے دیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (شیخ علاؤالدین): جناب سپیکر! چونکہ میرا نام دو دفعہ آیا ہے اس لئے اگر آپ کہتے ہیں تو میں جواب دے دیتا ہوں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ان کا نام تو محبت میں آیا ہے۔ جز(د) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کے اخراجات کتنے ہوئے ہیں جس کے حوالے سے سن لیں کہ 16-2015 میں ہیڈ آفس کے اخراجات 22 کروڑ 7 لاکھ 17 ہزار 351 روپے، زونل آفس کے اخراجات 14 کروڑ 28 لاکھ 83 ہزار 708 روپے ہیں جبکہ 17-2016 میں یہ اخراجات کم ہو کر ہیڈ آفس کے 13 کروڑ 79 لاکھ 56 ہزار 670 روپے اور زونل آفس کے اخراجات 9 کروڑ 18 لاکھ 75 ہزار 725 روپے ہیں۔ یہ راتوں رات کیسے فرق آ گیا، 16-2015 کے اخراجات کی تفصیل اور اس میں کمی کیسے آئی ہے یہ بتادیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم): جناب سپیکر! میں معزز ممبر سے گزارش کروں گا کہ سال 17-2016 ابھی جاری ہے، یہ اخراجات سات آٹھ ماہ کے ہیں لیکن جب یہ سال پورا ہو گا تو یہ تقریباً برابر ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: اب قتیانہ صاحب بھی آ گئے ہیں جن کا یہ سوال ہے۔ میرے خیال میں اُن کو بھی سوال کرنے دیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے اس کی صرف تفصیل دے دیں۔ میں نے پہلے آپ سے اجازت لی ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! کوئی مسئلہ نہیں، ان کو سوال کرنے دیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مہربانی۔ معزز پارلیمانی سیکرٹری اس کی تفصیل بتادیں اور سب سے اہم سوال یہ ہے کہ کسانوں و زمینداروں کا جو خون چوس رہے ہیں اِن کو کس نے اجازت دی ہے کہ اس دَور میں بھی یہ 16 فیصد لے رہے ہیں جبکہ آپ کو پتا ہے کہ کم سے کم ریٹ پر بنک قرضے دینے کے لئے بڑے بے چین ہوتے ہیں، کیا یہ 16 فیصد سے کم ریٹ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور کتنا کم کر دیں گے؟ میری اس کے لئے آپ سے ادب سے التماس ہے کہ یہ انتہائی اہمیت کا حامل سوال ہے لہٰذا اسے آپ کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں اس میں یہ بھی add کرنا چاہوں گا کہ جہاں تک میری انفارمیشن ہے کہ سٹیٹ بنک کا kibor ریٹ 5.7 فیصد ہے اور تمام بنک اس سے ایک یا دو فیصد اوپر

نیچے رکھ کر maximum interest charge کر سکتے ہیں لہٰذا کون سے قانون اور پالیسی کے تحت کسانوں کا خون چوسا جا رہا ہے کہ 16 فیصد interest لے رہے ہیں؟ میرے خیال میں یہ سوال کمیٹی کے سپرد ہونا چاہئے کیونکہ آپ خود بھی کسان ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں۔ میں اس میں biased نہیں ہونا چاہتا لیکن میں نے آپ سب کی بات سن لی ہے اس لئے یہ سوال کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے اور دو ماہ کے اندر کمیٹی اپنی رپورٹ پیش کرے۔ اگلا سوال ڈاکٹر صلاح الدین خان کا ہے۔

MR MUHAMMAD ANEES QURESHI: On his behalf.

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! سوال نمبر 8446 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے ڈاکٹر صلاح الدین خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

میانوالی: محکمہ امداد باہمی کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*8446: ڈاکٹر صلاح الدین خان: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع میانوالی میں محکمہ امداد باہمی کے کتنے دفاتر اور ملازمین ہیں ان کے کام کیا ہیں؟

(ب) ضلع ہذا میں امداد باہمی کی انجمن ہائے امداد باہمی برائے زرعی قرضہ جات کتنی ہے؟

(ج) اس ضلع میں محکمہ امداد باہمی کے تحت کوآپریٹو بنک کی کتنی شاخیں کس کس جگہ قائم ہیں؟

(د) ان بنکوں سے یکم جنوری 2015 سے آج تک کتنا قرض جاری ہوا ہے؟

(ہ) ان بنکوں کے کتنے ڈیفالٹر ہیں پانچ لاکھ سے زیادہ کے ڈیفالٹر کے نام، پتا جات مع رقم کی تفصیل بتائیں؟

(و) سال 2016-17 میں کتنا قرض کسانوں کو جاری کرنے کا ارادہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم):

(الف) ضلع میانوالی میں محکمہ امداد باہمی کے 9 دفاتر اور ملازمین کی تعداد 59 ہیں کام تفصیلات درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	نام عہدیدار	تعداد	کام تفصیلات
1	سرکل رجسٹرار	01	انچارج ضلعی دفتر امداد باہمی
2	اسسٹنٹ رجسٹرار	02	رجسٹریشن کوآپریٹو سوسائٹیز، منظوری حد قرضہ، عدالتی سماعت ثالثی کیسز وفیصلہ جات
3	اسسٹنٹ / ہیڈ کلرک	01	دفتری امور کے کام
4	انسپکٹرز کوآپریٹو سوسائٹیز	07	تحریک امداد باہمی کی ترغیب دینا اور انجمن ہائے باہمی کے کاروبار کا معائنہ کرنا اور اجراء قرضہ کی سفارش کرنا
5	سب انسپکٹرز کوآپریٹو سوسائٹیز	17	انجمن امداد باہمی کی کتب کا معائنہ کرنا، اجراء قرضہ کی سفارش کرنا اور وصولی کا تقاضا کرنا
6	سینئر کلرک	02	دفتری امور کے کام
7	جونیئر کلرک	12	دفتری امور کے کام
8	ڈرائیور	01	گاڑی چلانا
9	نائب قاصد	11	دفتری امور کے کام
10	مالی	01	پودوں کی دیکھ بھال کرنا
11	چوکیدار	02	دفتری ریکارڈ و سامان کی حفاظت کرنا
12	خاکروب	02	دفتر کی صفائی کرنا
میزان		59	

(ب) ضلع ہذا میں امداد باہمی کی انجمن ہائے امداد باہمی برائے زرعی قرضہ جات کی تعداد 395 ہیں۔

(ج) اس ضلع میں محکمہ امداد باہمی کے تحت کوآپریٹو بنک کی شاخیں درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	نام بنک	پتا
1	دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ میانوالی برانچ	بنک سٹریٹ میانوالی شہر، تحصیل و ضلع میانوالی
2	دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ لیاقت آباد برانچ	غلہ منڈی لیاقت آباد، تحصیل پپلاں ضلع میانوالی

(د) ان بنکوں سے یکم جنوری2015 سے مورخہ 2017-02-27تک درج ذیل قرضہ جات قسم وار جاری ہوا۔

نمبر شمار	قسم / تفصیل قرضہ جات	میانوالی برانچ	لیاقت آباد برانچ	ٹوٹل ڈسٹرکٹ میانوالی
1	فصلی قرضہ جات	54025261	10578000	64603261
2	لائیو سٹاک فنانس	39040339	35072010	74112349
3	گولڈ فنانس	50675884	58310180	108986064
	میزان	143741484	103960190	247701674

(ہ) ضلع میانوالی کی دونوں برانچوں کے کل31ڈیفالٹر ہیں۔ پانچ لاکھ سے زیادہ ڈیفالٹرز کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	نام سوسائٹیز	پتا	اصل زر	مارک اپ	کل قرضہ
1	داؤد خیل محلہ میرے خیل	انجمن امداد باہمی داؤد خیل محلہ میرے خیل، تحصیل وضلع میانوالی	213,040	605,987	819027
2	گلی محمد اکبر خان خنکی خیل	انجمن امداد باہمی گلی محمد اکبر خان خنکی خیل، تحصیل وضلع میانوالی	377,910	1,159,338	1537248
3	میانوالی محلہ مظفر سٹریٹ	انجمن امداد باہمی میانوالی محلہ مظفر سٹریٹ، تحصیل وضلع میانوالی	174,890	979,064	1153954
4	ڈیرہ ملک زاہد والا	انجمن امداد باہمی ڈیرہ ملک زاہد والا، تحصیل وضلع میانوالی	120,544	582,623	703167
5	ڈیرہ ہاتھی خیلاں والا	انجمن امداد باہمی ڈیرہ ہاتھی خیلاں والا، تحصیل وضلع میانوالی	349,504	1,012,908	1362412
6	میانوالی بلوچ سٹریٹ	انجمن امداد باہمی میانوالی بلوچ سٹریٹ، تحصیل وضلع میانوالی	298,900	860,539	1159439

7	موسیٰ خیل محلہ خلاص خیل	انجمن امداد باہمی موسیٰ خیل محلہ خلاص خیل، تحصیل وضلع میانوالی		224,730	490,014	714744
8	مہانے خیلاں والا	انجمن امداد باہمی مہانے خیلاں والا، تحصیل وضلع میانوالی		299,700	377,284	676984
میزان				2059218	6067757	8126975

(و) سال 17-2016 میں قرض کسانوں کو جاری کرنے کا ارادہ ہے۔

نمبر شمار	قسم/تفصیل قرضہ جات	میانوالی برانچ	لیاقت آباد برانچ	ٹوٹل ڈسٹرکٹ میانوالی
1	فصلی قرضہ جات	24300000	5906500	30206500
2	لائیوسٹاک فنانس	29000000	15838000	44838000
3	گولڈ فنانس	25000000	24048100	49048100
	میزان	78300000	45792600	124092600

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! جز(ب) پر میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ کوآپریٹو سوسائٹی بنانے کا معیار کیا ہے کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ محکمہ کے بندے کسی سے consult ہی نہیں کر رہے بلکہ اپنے favourite اور پسندیدہ لوگوں کو ملا کر خود ہی سوسائٹی بناتے ہیں اور خود ہی قرضے جاری کرتے ہیں اور کاشتکاروں سے تو کجا کسی سے consult ہی نہیں کرتے تو سوسائٹی بنانے کا کیا معیار ہے؟

جناب سپیکر: قریشی صاحب! آپ جز(ب) سے متعلق سوال کریں ناں۔ یہ تو آپ جنرل پالیسی پوچھ رہے ہیں کیونکہ سوال ضلع میانوالی سے متعلق ہے جس کا جواب دیا گیا ہے۔ اگر آپ اس سے متعلق سوال کریں گے تو میں بھی ان سے کہوں گا کہ وہ جواب دیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم): جناب سپیکر! کوآپریٹو سوسائٹی بنانے کے متعلق ضمنی سوال کیا گیا ہے تو میری گزارش ہے کہ 1997 سے نئی سوسائٹی بنانے پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے پابندی لگائی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: اب تو نئی کوآپریٹو سوسائٹی نہیں بنتی۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! میرا مقصد یہی ہے کہ پرانے favourite بندے جو چلے آ رہے ہیں وہی سوسائٹی کے ممبر رہیں گے، نئے کاشتکار یا کسان شامل ہی نہیں ہو سکتے تو اس سے بڑی اور کیا گڑبڑ ہو سکتی ہے تو اس حوالے سے وضاحت کر دیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم): جناب سپیکر! سوسائٹی کے اپنے الیکشن ہوتے ہیں اور ہم تو الیکشن کروانے کی اتھارٹی ہیں جبکہ سوسائٹی کے ممبران تو انہوں نے ڈالنے ہیں تو وہی اپنی پالیسی خود بناتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! سوال نمبر 8451 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: پنجاب لیکوڈیشن بورڈ کی اراضی و دیگر تفصیلات

*8451: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کی حدود میں پنجاب لیکوڈیشن بورڈ کے تحت ڈیفالٹر کوآپریٹو فنانس کارپوریشنز کی کتنی اراضی پلازے اور دکانیں ہیں؟

(ب) ان سے سالانہ کتنی رقم موصول ہوتی ہے، کتنی دکانیں، پلازے اور اراضی پر لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے اور یہ قبضہ کب سے ہے۔

(ج) پنجاب لیکوڈیشن بورڈ میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ اور سالانہ اخراجات کی تفصیل بتائیں نیز اس کا دفتر کس جگہ واقع ہے اور اس کے مالک کا نام کیا ہے۔ پنجاب لیکوڈیشن بورڈ کے پاس کتنے افراد کے کیسز زیر التواء ہیں اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم):

(الف) پنجاب کوآپریٹو بورڈ برائے لیکوڈیشن PCBL 06.11.1991 کو متعدد کوآپریٹو فنانس کارپوریشنز میں ہونے والی مبینہ بد عنوانوں کے نتیجے میں معرض وجود میں آیا۔

اب یہ Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution) Act, 1993 کے تحت کام کر رہا ہے۔ کل 102 فنانس کارپوریشنز کو ناپسندیدہ قرار دے کر مذکورہ ایکٹ کے شیڈول میں شامل کیا گیا۔

لاہور کی حدود میں متعدد اراضی ہائے، پلازہ جات اور دکانات پی سی بی ایل کی ملکیت ہیں۔ ان جائیدادوں کی تعداد میں کمی و بیشی ہوتی رہتی ہے مثلاً کچھ جائیدادیں فروخت کر دی گئیں اور لوگوں کے کلیم نمٹائے گئے۔ کچھ جائیدادیں عدالتوں کے حکم کے نتیجے میں کسی اور کی ملکیت قرار پائیں۔ اس طرح سے عوام الناس پی سی بی ایل کی جائیدادوں کی نشاندہی بھی کرتے رہتے ہیں۔ ابھی ان جائیدادوں کے کوائف کی تصدیق کا عمل جاری ہے۔

(ب) سالانہ آمدنی بصورت کرایہ / لیز = 2,03,45,193/- روپے

جہاں تک قبضہ کے سوال کا تعلق ہے اس بارے میں عرض ہے کہ پی سی بی ایل کی کچھ جائیدادوں پر قبضہ نہیں ہے اور کچھ پر جزوی یا مکمل قبضہ ہے۔ قبضہ جات کے عرصہ کے بارے میں مکمل کوائف کی تصدیق کی جا رہی ہے۔

(ج) ملازمین کے نام، عہدہ اور سالانہ اخراجات کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب کوآپریٹوز بورڈ برائے لیکوڈیشن (پی سی بی ایل) کا دفتر بنک سکوائر مال ویو پلازہ نیلا گنبد لاہور میں واقع ہے اور یہ پی سی بی ایل کی ملکیت ہے۔ ادارہ ہذا میں کل 19,529 کلیم کیسز زیر التواء ہیں۔ دعوے داران نے اپنے واجبات / جزوی بقایا جات / منافع / پراویڈنٹ فنڈ حاصل کرنے کے لئے ادارہ ہذا کی یاددہانی (بذریعہ اخباری اشتہارات اور نوٹسز) کے باوجود رابطہ نہیں کیا ہے۔ جو رابطہ کر رہا ہے اسے ادائیگی کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے معزز پارلیمانی سیکرٹری سے یہ جاننا چاہوں گی کہ اس محکمہ کو بنانے کا مقصد کیا تھا اور کیوں حکومت پنجاب نے بنایا تھا؟

جناب سپیکر: یہ آج تو نہیں بنا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جب بھی بنا تو اس محکمہ کو بنانے کا مقصد کیا تھا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم): جناب سپیکر: میں اپنی بہن سے کہوں گا پنجاب کوآپریٹو بورڈ برائے لیکوڈیشن 06.11.1991 PCBL متعدد کوآپریٹو فنانس کارپوریشنز میں ہونے والی مبینہ بدعنوانیوں کے نتیجے میں معرض وجود میں آیا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! معزز پارلیمانی سیکرٹری کی مہربانی کہ انہوں نے مجھے پڑھ کر جواب سنا دیا۔ جو محکمہ اداروں کے اندر ہونے والی بدعنوانیوں کو چیک کرنے کے لئے بنایا جائے تو اگر وہ خود ہی بدعنوانی اور مالی بے ضابطگیوں و کرپشن کا شکار ہو جائے تو پھر اس کا ایسی صورت میں کیا حل ہے؟ میں اس کی ایک مثال بھی ساتھ ہی دے دیتی ہوں تو انہیں وہاں سے بوٹی لینے میں آسانی ہو جائے گی کہ کچھ روز قبل اخبار میں اس محکمہ کے چیئرمین اور باقی تین چار افسران کو برطرف کیا گیا جنہیں ہمارے ایک ادارے نے گرفتار بھی کیا ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ معزز پارلیمانی سیکرٹری ان لوگوں کے نام ایوان میں بتائیں جو افسران اس محکمہ کو اور باقی محکموں کو صحیح کرنے کے لئے تعینات کئے گئے تھے لیکن کرپشن کی وجہ سے وہ خود گرفتار ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم): جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ یہ محکمہ 1991 میں معروض وجود میں آیا اور اس دوران کئی افسران آئے اور کئی گئے۔ محترمہ میری بہن ابھی جو ذکر کر رہی ہیں تو یہ افسران کسی کرپشن پر معطل نہیں ہوئے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے محکمہ سے لسٹ مانگی کہ محکمہ کی کتنی properties ہیں تو محکمہ کے پاس کوئی حتمی لسٹیں نہیں ہوتیں۔ جب انہیں لسٹ فراہم کی گئی تو بعد میں ان کی تعداد میں کچھ اضافہ ہو گیا جس کی بابت وزیر اعلیٰ صاحب کے علم میں بات آئی تو انہوں نے متعلقہ افسران کو معطل کر کے انکوائری لگا دی۔ محترمہ کا سوال تھا کہ لاہور میں محکمہ کی کتنی properties ہیں تو ان کے متعلق کوئی ضمنی سوال کریں گی تو ان کا جواب دینے کے ہم پابند ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں نے جو بات کی ہے وہ اس کا جواب کچھ اور دے رہے ہیں۔ میں نے پوچھا ہے کہ اخبارات میں شائع ہونے والی خبر کے مطابق چند روز پہلے اس محکمہ کے چیئرمین اور چند افسران کو کرپشن اور بدعنوانی کے معاملات پر ہمارے ایک ادارے نے گرفتار کیا ہے جس پر معزز پارلیمانی سیکرٹری کہہ رہے ہیں کہ وزیر اعلیٰ نے معطل کیا ہے۔ وزیر اعلیٰ کا تو اس سے تعلق ہی نہیں

کیونکہ میں نے تو اخبار میں خبر پڑھی ہے جس پر میں ضمنی سوال کر رہی ہوں کہ ان لوگوں کے نام تو ہمیں بتائیں کہ وہ کون لوگ ہیں؟ اگر وزیر اعلیٰ ان لوگوں کو کرپشن پر معطل کریں تو میرا خیال ہے کہ محکمے صحیح کام کرنا شروع کر دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس حوالے سے آپ تحریک التوائے کار دے دیں تو محکمہ سے ساری بات پوچھ لیں گے اور بہتر یہی رہے گا۔ اس سوال کے متعلق آپ ضمنی سوال کر سکتی ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! بات صرف اتنی ہے کہ میں سوال گندم کر رہی ہوں اور جواب چنا دیا جا رہا ہے تو یہ کوئی جواب نہیں ہے۔ میں نے پوچھا ہے کہ برطرف جو لوگ گرفتار ہوئے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ گرفتار نہیں ہوئے بلکہ وزیر اعلیٰ نے معطل کئے ہیں۔ اخبارات جھوٹ بولتے ہیں یا معزز پارلیمانی سیکرٹری بے چارے جنہیں آج پہلی دفعہ ذمہ داری ملی ہے کیونکہ اس سے پہلے تو محکمہ کی طرف سے انہوں نے کبھی جواب نہیں دیئے۔ سوال کو خود re-check کر لیں محکمہ کے لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں تو اسے re-check کر لیں کہ جو بات میں کہہ رہی ہوں وہ غلط ہے یا جو جواب یہ دے رہے ہیں وہ غلط ہے؟ اس طرح تو نہیں کہ میں تحریک التوائے کار لاؤں۔ میں نے ڈیڑھ سال پہلے سوال کیا تھا جس کی باری اب آئی ہے۔ ہماری تحریک التوائے کار تو پہلے ہی اتنی زیادہ pending پڑی ہوئی ہیں جن کے جواب محکمے نہیں دے رہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ہماری محترمہ بہن نے جو سوال کیا ہے کہ لاہور کی حدود میں پنجاب کوآپریٹو۔۔۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یہ جز (ب) ہے جبکہ میں نے جز (الف) کے حوالے سے پوچھا ہے کہ چیئرمین اور چند افسران گرفتار ہیں تو ان کے نام بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم): جناب سپیکر! کوئی افسر گرفتار نہ ہوا ہے صرف چیئرمین مشتاق انجم کو برطرف کیا گیا ہے اور مزید انکوائری ایک محکمہ کے زیر التواء ہے۔ اگر کوئی بے ضابطگی سامنے آئے گی تو قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جز(ب) کے حوالے سے ضمنی سوال ہے کہ سالانہ آمدن اور کرایہ لیز کی جو تفصیل دی گئی ہے یہ کن کن پلازوں کی ہے اور کون کون سی دکانیں وزرعی اراضی اس میں آتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم): جناب سپیکر! لاہور کی زرعی اراضی کی تعداد 26 ہے، پلازہ جات کی تعداد 6 ہے، دکانات 44 ہیں جن کی یہ آمدن ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! معزز پارلیمانی سیکرٹری سے آپ کے توسط سے جاننا چاہوں گی کہ Hospitality Inn Hotel کے ساتھ نیشنل ٹاور کے ساتھ محکمہ کی کچھ دکانیں اور دفاتر ہیں تو وہاں سے محکمہ کو کتنی آمدن ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم): جناب سپیکر! اس وقت میرے پاس اس حوالے سے کوئی معلومات نہیں ہیں تو میں یہ کہوں گا کہ یہ اس حوالے سے fresh question کر لیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں نے سوال میں تفصیل ہی تو مانگی ہے تو مجھے تفصیل نہیں دی گئی اس لئے میں ضمنی سوال کر کے دوبارہ تفصیل مانگ رہی ہوں کیونکہ میں نے سوال ہی یہ پوچھا ہے کہ مجھے detail بتائیں کہ کتنی دکانیں ہیں اور ان سے کتنی آمدن ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم): جناب سپیکر! نیشنل ٹاور کے ساتھ ہماری پندرہ دکانیں ہیں۔

جناب سپیکر: آمدن بھی بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (خواجہ محمد وسیم): جناب سپیکر! میرے پاس فی الحال اس کا جواب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 8497 ڈاکٹر صلاح الدین خان کا ہے ---موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے، اگلا سوال نمبر 8122 محترمہ حنا پرویز بٹ کا ہے--- موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 8438 ڈاکٹر محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ) کا ہے--- موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 8439 بھی ڈاکٹر محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ) کا ہے--- موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔تمام سوالات ختم ہوئے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سرگودھا: بھیرہ میں ٹیکنیکل اداروں سے متعلقہ تفصیلات

*8122: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سرگودھا تحصیل بھیرہ میں واقع ٹیکنیکل اداروں اور ان کے سربراہوں کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بتائیں؟

(ب) ان ادارہ جات میں طلباء کو جو تعلیم دی جا رہی ہے، اس کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ان ادارہ جات سے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کو مالی امداد کس شرح سے کتنی دی جاتی ہے؟

(د) ان ادارہ جات کو حکومت نے مالی سال 16-2015 میں کیا کیا سہولیات اور فنڈز فراہم کئے تفصیل فراہم کی جائے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(شیخ علاؤالدین):

(الف) ضلع سرگودھا تحصیل بھیرہ میں صرف ایک عدد ٹیکنیکل ادارہ ہے:

نام ادارہ:	گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ بھیرہ
نام سربراہ:	میاں مصباح الدین
عہدہ:	انچارج پرنسپل
گریڈ:	17
تعلیمی قابلیت:	ایم ایس سی انجینئرنگ

(ب) گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ بھیرہ میں درج ذیل کورسز کی تعلیم دی جاتی ہے۔

24ماہ دورانیہ کے کورسز

1- ایچ وی اے سی آر 2- الیکٹریشن

3- الیکٹرانکس 4- ویلڈنگ

06ماہ دورانیہ کے کورسز

1- کوانٹٹی سرویئر 2- ایچ وی اے سی آر

3- ویلڈنگ 4- آٹوکیڈ

(ج) درج ذیل شارٹ کورسز (انڈسٹری ڈیمانڈ ڈرون) میں فی طالب علم ایک ہزار روپے فی ماہ مالی امداد دی جاتی ہے۔

1- کوانٹٹی سرویئر 2- ایچ وی اے سی آر

3- ویلڈنگ 4- آٹوکیڈ

(د) طلباء کو ٹریننگ مٹیریل کے علاوہ شارٹ کورسز میں ایک ہزار روپے فی ماہ مالی امداد دی جاتی ہے۔مالی سال16-2015میں مندرجہ ذیل فنڈز فراہم کئے گئے۔

1- نان سیلری: 1169000

2- شارٹ کورسز کی مد میں فراہم کردہ رقم= 1963145

فنانس کارپوریشنز کے ملازمین کو ادائیگیوں سے متعلقہ تفصیلات

*8438: ڈاکٹر محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

کیا یہ درست ہے کہ فنانس کارپوریشنز کے ملازمین کو لیکوڈیشن بورڈ پنجاب ان کے بقایا جات کلیم کی ادائیگیاں نہیں کر رہا اس کی وجوہات بیان کی فرمائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ):

بحوالہ لیکوڈیشن بورڈ میٹنگ بتاریخ 30.04.2009 کو یہ فیصلہ ہوا کہ برانچ کے قرضہ جات ادائیگی کی ذمہ داری کالعدم کارپوریشنز کے ملازمین پر تھی اور انہوں نے لون لیجر ادارہ ہذا کو فراہم نہیں کئے جس کی بناء پر بورڈ نے ان کے ذاتی بقایا جات کلیم کی ادائیگی روک دی تھی۔ تاہم جن کالعدم کارپوریشنز کے اثاثہ جات ان کے قرضہ جات سے زائد تھے ان کے ملازمین کو ادائیگی کرنے کے لئے اگلے بورڈ کی میٹنگ میں یہ معاملہ بورڈ کے سامنے رکھا جائے گا۔

سیالکوٹ: ڈسکہ میں انجمن ہائے امداد باہمی سے متعلقہ تفصیلات

*8439: ڈاکٹر محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سیالکوٹ کی تحصیل ڈسکہ میں کتنی منظور شدہ انجمن ہائے امداد باہمی ہیں ان کی مکمل تفصیلات دی جائیں۔

(ب) کتنی غیر قانونی انجمن ہائے امداد باہمی ہیں اور ان کے خلاف کیا کیا قانونی کارروائی کی گئی ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع سیالکوٹ کی تحصیل ڈسکہ میں کل 208 منظور شدہ انجمن ہائے امداد باہمی ہیں جن کی قسم وار تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	قسم انجمن ہائے امداد باہمی	تعداد انجمن ہائے
1۔	غیر محدود ذمہ داری قرضہ کی انجمن ہائے	146
2۔	محدود ذمہ داری قرضہ کی انجمن ہائے	6
3۔	کوآپریٹو انڈسٹریل رورل ڈویلپمنٹ پروگرام	9
4۔	کوآپریٹو سروس انجمن ہائے	2
5۔	کوآپریٹو سروس ڈویلپمنٹ انجمن ہائے	6
6۔	کوآپریٹو ڈویلپمنٹ انجمن ہائے	2
7۔	کوآپریٹو فارم سروس انجمن ہائے	5
8۔	کوآپریٹو کمیشن شاپ	1
9۔	کوآپریٹو اربن انجمن ہائے	1
10۔	کوآپریٹو ٹریکٹر آپریشن انجمن ہائے	1
11۔	کوآپریٹو ویلیج آرگنائزیشن تحفظ خوراک وفروغ پیداوار پروگرام	29

(ب) ضلع سیالکوٹ کی تحصیل ڈسکہ میں کوئی بھی غیر قانونی انجمن ہائے امداد باہمی نہ ہے، تمام انجمن ہائے امداد باہمی محکمہ امداد باہمی سے رجسٹرڈ شدہ ہیں۔

میانوالی: محکمہ امداد باہمی کے جاری کردہ قرضہ جات اور وصولی سے متعلقہ تفصیلات

*8497: ڈاکٹر صلاح الدین خان: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) میانوالی میں محکمہ امداد باہمی کے ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کیا ہیں؟

(ب) اس ضلع میں سال 16-2015 کے دوران کسانوں کو کتنی رقم کس کس فصل کے لئے فراہم کی گئی؟

(ج) یہ رقم کتنی شرح سود پر دی گئی تھی؟

(د) کتنے افراد سے رقم وصول کر لی گئی ہے اور کتنے افراد سے وصول کرنی ہے۔

(ہ) کیا جن افراد سے یہ رقم وصول کرنی ہے وہ حکومت ان کو معاف کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) محکمہ امداد باہمی، ضلع میانوالی کے ملازمین کے نام عہدہ اور گریڈ کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع میانوالی میں سال 16-2015 فصل ربیع کے لئے مبلغ ایک کروڑ 59 لاکھ 74 ہزار 500 روپے اور فصل خریف کے لئے مبلغ ایک کروڑ 56 لاکھ 60 ہزار 940 روپے کا قرض جاری کیا گیا۔

(ج) جز (ب) میں جو رقم قرضہ دی گئی ہے اس پر شرح مارک اپ 16 فیصد ہے۔

(د) قرضہ کی رقم 100 فیصد وصول کر لی گئی ہے۔

(ہ) کیونکہ رقم قرضہ 100 فیصد وصول ہو چکی ہے لہٰذا کوئی نادہندہ نہیں ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ساہیوال: زونل آفس کوآپریٹو بنک میں ملازمین سے متعلقہ تفصیلات

1103: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) زونل آفس کوآپریٹو بنک ساہیوال میں کس گریڈ کے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ و عرصہ تعیناتی سے آگاہ کریں؟

(ب) ان ملازمین کی بھرتی کب ہوئی اور ان کی تعلیم کیا ہے؟

(ج) زونل آفس ساہیوال کے لئے 14-2013 اور 15-2014 کے لئے کس کس مد میں کتنا کتنا بجٹ مختص کیا گیا اور کہاں کہاں خرچ ہوا؟

(د) مذکورہ بالا عرصہ کا آڈٹ کروایا گیا؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ ساہیوال کے زونل آفس میں کام کرنے والے ملازمین کے گریڈ، نام، عہدہ و عرصہ تعیناتی کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان ملازمین کی تاریخ بھرتی اور تعلیم کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان میں سے زیادہ تر منیجرز کی تعلیم ماسٹرز ہے چند لوگ میٹرک یا انٹر ہیں کیونکہ ان لوگوں کے پاس برانچ میں کام کرنے کا وسیع تجربہ ہے اور سٹاف سروس رولز کے تحت کم تعلیم والے افراد کو بنک سے فارغ نہیں کیا جا سکتا۔ بنک میں کوالیفائیڈ منیجرز اور آفیسرز بھرتی کئے گئے جن کا تحریری امتحان نیشنل ٹیسٹنگ سروس (NTS) اور پینل انٹرویو انسٹیٹیوٹ آف بنکرز پاکستان (IBP) / بنک پینل کے ذریعہ کروایا گیا بعد میں ان کی ٹریننگ بھی کروائی گئی اور مستقبل میں بھی ایسی ہی بھرتیاں کی جائیں گی۔ مرحلہ وار پرانے سٹاف کو نئے کوالیفائیڈ سٹاف سے تبدیل کر دیا جائے گا۔ ان ملازمین کی تاریخ بھرتی اور تعلیم کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) چونکہ مورخہ 01.04.2014 کو زونل آفس ساہیوال کو الگ زون کی حیثیت دی گئی اس لئے سال 14-2013 کے بجٹ اور خرچہ کی تفصیل نہ ہے اور 15-2014 کے لئے جس مد میں جو بجٹ مختص کیا گیا اور جتنا خرچ ہوا اس کی مدوار تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ساہیوال زون کی تمام برانچوں کے ساتھ ڈسٹرکٹ کورٹس ساہیوال برانچ کا آڈٹ بھی کروایا گیا تھا۔ مزید برآں 2015 کے منظور شدہ پلان کے مطابق بھی آڈٹ کیا جائیگا۔

ڈسکہ: نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو کارپوریشن کے متاثرین کو ادائیگی سے متعلقہ تفصیلات

1758: ڈاکٹر محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو کریڈٹ کارپوریشن جنرل بس سٹینڈ ڈسکہ برانچ کے کتنے اکاؤنٹ ہولڈرز کو 100 فیصد ادائیگی ہو چکی ہے (لیکویڈیشن بورڈ پنجاب) اور کتنے اکاؤنٹ ہولڈر ایسے

ہیں جن کے بقایا جات ابھی ادا ہونے والے ہیں ان کو ادائیگیاں کیوں نہیں کی گئیں، وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ):

نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو کریڈٹ کارپوریشن جنرل بس سٹینڈ ڈسکہ برانچ میں کل 125 اکاؤنٹ ہولڈرز کے کلیم واجب الادا تھے۔ جن میں سے 122 اکاؤنٹ ہولڈرز کو ادائیگی کی جاچکی ہے باقی افراد نے ادارہ ہذا کی یاد دہانی کے باوجود اپنے بقایا جزوی کلیم کی ادائیگی کے لئے رابطہ نہیں کیا۔

سیالکوٹ: ڈسکہ میں کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی سے متعلقہ تفصیلات

1760: ڈاکٹر محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

ڈسکہ میں جو منظور شدہ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز ہیں کیا ان میں بجلی اور سوئی گیس کی سہولیات فراہم کر دی گئی ہیں اگر نہیں تو وجہ بتائی جائے؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ):

سرکل رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز سیالکوٹ نے رپورٹ کی ہے کہ ضلع سیالکوٹ کی تحصیل ڈسکہ میں کوئی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی نہ ہے۔

ضلع لیہ میں ڈسٹرکٹ آفیسر / ڈسٹرکٹ مینجر (ٹیوٹا) کی تعیناتی سے متعلق تفصیلات

1775: چودھری اشفاق احمد: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ میں ڈسٹرکٹ آفیسر / ڈسٹرکٹ مینجر (ٹیوٹا) کی تعیناتی کا طریق کار، تعلیم اور عرصہ تعیناتی بتائیں؟

(ب) ڈسٹرکٹ مینجر / ڈسٹرکٹ آفیسر ٹیوٹا ضلع لیہ میں موجودہ آفیسر سے قبل گزشتہ دس سال میں تعینات رہنے والے آفیسرز کے نام اور ان کا عرصہ تعیناتی بتائیں کتنے اور کون کون سے آفیسر حکومت کی پالیسی کے عرصہ تعیناتی سے زیادہ عرصہ تعینات رہے اور ان کو ضلع لیّہ میں عرصہ تعیناتی کی میعاد سے زیادہ تعینات رکھنے کی وجوہات بتائیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (شیخ علاؤالدین):

(الف) ٹیوٹا سروس ریگولیشن 2011 کے تحت ٹیوٹا کے ڈسٹرکٹ مینجر کی تقرری کے قواعد و ضوابط درج ذیل ہیں:

(i) تعیناتی بذریعہ اشتہار ہو گی (Flag–A) کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ii) تعلیم اور تجربہ حسب ذیل ہیں:۔

متعلقہ شعبہ میں ماسٹر ڈگری۔ گریجویٹ انجینئر یا متعلقہ شعبہ کی پیشہ ورانہ قابلیت کا حامل ہو اور متعلقہ شعبہ میں چار سال کا تجربہ مع کمپیوٹر سے واقفیت (Flag–B) کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(iii) ایسی تمام تقرریاں مخصوص جگہ /ادارہ کے حوالے سے ہوتی ہیں لیکن اتھارٹی کو مکمل اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ حسب ضرورت ڈیوٹی / ذمہ داریاں تبدیل کر دے (Flag–C) کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب)

(i) ضلع لیہ میں گزشتہ دس سال کے دوران مندرجہ ذیل افسران تعینات رہے:۔

1. انجینئر محمد فاروق اعوان (26.06.2002 تا 18.05.2005) 2 سال 11 ماہ
2. انجینئر محمد اسد خان (19.05.2005 تا 28.10.2016) گیارہ سال پانچ ماہ
3. انجینئر محمد فاروق اعوان (29.10.2016 سے تعینات ہیں) 4 ماہ تا حال

(ii) ٹیوٹا میں کسی آفیسر کے عرصہ تعیناتی کے حوالے سے کوئی خصوصی ضابطہ نہ ہے تاہم ادارہ مقامی ضروریات اور افسران کی کارکردگی کے پیش نظر ان کی تعیناتی کسی ایک سٹیشن پر جاری رکھ سکتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب ابوحفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔

معزز ممبران اسمبلی کا مشاہرہ دیگر اسمبلیوں کے ممبران کے برابر کرنے کا مطالبہ

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں معزز ممبران نے اپنے مشاہرہ کے متعلق بات کی تھی کہ ہمارا مشاہرہ پاکستان کے دیگر صوبہ جات کے ممبران کے برابر ہی کر دیا جائے۔ ہمارے وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان نے کہا تھا کہ جملہ اراکین کی رائے لے لی جائے چنانچہ سب کے دستخط ہو گئے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا مشاہرہ دیگر صوبوں کے برابر کر دیا جائے۔ اگر اور نہیں تو کم از کم خیبر پختونخوا کے ممبران کے برابر ہی ہمارا مشاہرہ اور الاؤنسز کے ساتھ کر دیا جائے۔ تمام صوبوں سے کم ہمارا مشاہرہ ہے بڑا بھائی ہونے کے ناتے ہمیں یہ سزا مل رہی ہے کہ ہمارا مشاہرہ ہماری تنخواہ تمام صوبوں سے کم ہے لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ دیگر صوبوں کے برابر ہی ہمارا مشاہرہ کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جنہوں نے آپ سے وعدہ کیا تھا وہ آتے ہیں تو پھر پوچھ لیتے ہیں۔

معزز ممبران: جناب سپیکر! یہ ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: مہربانی کریں، ایسا نہ کریں۔ ابھی وہ بھی موجود نہیں جنہوں نے وعدہ کیا تھا۔ نہیں ایسا نہ کریں آپ کی مہربانی۔ اب توجہ دلاؤ نوٹس کا وقت ہے لیکن انہیں وزیر قانون کے آنے تک pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہاں پر منسٹر صاحب نہیں ہیں، معزز پارلیمانی سیکرٹری بھی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: کس کے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جہلم میں سپیشل بچوں کا سکول ہے میں disable بچوں سے متعلق تھوڑی سی بات کرنا چاہتی ہوں اور توجہ بھی چاہتی ہوں کہ وہاں ایک اقصیٰ شاہد لڑکی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ جی، فرمائیں!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! بلال ٹاؤن جہلم میں Government High School for Deaf and Dumb ہے، ابھی ڈیٹ شیٹ دی گئی ہے جس کے مطابق ان بچوں نے اپنا امتحان راولپنڈی میں دینا ہے۔ ڈیٹ شیٹ کے مطابق 17-03-16 کو پہلا پرچہ ہے۔

جناب سپیکر: آپ تحریک لائیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ابھی اس میں ٹائم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کل لے آئیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جی، ٹھیک ہے۔ شکریہ

چودھری اشفاق احمد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1775 ٹیوٹا سے متعلق ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کے بعد آفس سے رابطہ کر لیں۔

چودھری اشفاق احمد: جی، کیا فرمایا؟

جناب سپیکر: اس سوال پر یہاں بات نہیں ہو سکے گی چونکہ یہ غیر نشان زدہ سوال ہے۔ آپ آفس میں مل لیں پھر بات کر لیں گے۔

چودھری اشفاق احمد: جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 176/17 چودھری اشرف علی انصاری کی ہے۔ جی، انصاری صاحب!

وزیر آباد کے سینکڑوں گورنمنٹ پرائمری سکول بنیادی سہولیات سے محروم

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "ایکسپریس" کی اشاعت مورخہ 14۔فروری 2017 کی خبر کے مطابق وزیر آباد درجنوں پرائمری سکول سہولیات سے محروم، طلباء مشکلات کا شکار، 71 چار دیواری، 40 بجلی کے بغیر ہیں۔ 91 سکولز چلانے کے لئے صرف ایک ایک ٹیچر تعینات ہے۔ صاف پانی بھی دستیاب نہیں۔ متعدد سکولز میں سکیورٹی کا کوئی انتظام نہیں نوٹس لیا جائے عوامی حلقے۔" تفصیلات کے مطابق وزیر آباد کے سینکڑوں گورنمنٹ پرائمری سکولز بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔ وزیر آباد میں گورنمنٹ پرائمری سکولز کی تعداد 535 ہے جن میں سے 91 سکول سنگل ٹیچر چلا رہے ہیں۔ پانچ کلاسز کو ایک ہی میل یا

فی میل ٹیچر پڑھا رہے ہیں۔ 71 سکول چار دیواری اور 40 سکول بجلی جیسی بنیادی ضرورت کے بغیر چلائے جا رہے ہیں، ستم ظریفی کی بات یہ ہے کہ صاف پانی کی عدم دستیابی سارے پرائمری سکولز کا مسئلہ ہے۔ حکومت پنجاب نے پرائمری سکولز کی حالت بہتر بنانے کے لئے اربوں روپے کے فنڈز مہیا کئے ہیں مگر تا حال محکمہ تعلیم کے افسران کی ناقص تعلیمی پالیسیوں کی بدولت پرائمری سکولز کی حالت تسلی بخش نہ ہے۔ سکولز میں سکیورٹی کا کوئی انتظام نہیں ہے چوکیدار نہ ہونے کی وجہ سے بچے خود ہی گیٹ پر ڈیوٹی دیتے نظر آتے ہیں۔ متعدد سکولز کے باہر گندگی کے ڈھیر ہیں جس کی وجہ سے بچے بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ عوامی سماجی حلقوں نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت دیگر شعبہ جات کے ساتھ ساتھ سکولز کے حالات پر بھی توجہ دے تاکہ بچوں کو معیاری تعلیم کی فراہمی کو یقینی بنایا جاسکے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ **اگلی تحریک التوائے نمبر 51/17** جناب احمد خان بھچر کی ہے اس تحریک التوائے کار کا جواب آنا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی سال 2009 سے لاہور شہر اور۔۔۔

جناب سپیکر: ذرا آرام آرام سے پڑھیں۔

لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کی طرف سے مناسب انتظام نہ ہونے کی وجہ سے سینکڑوں بسیں ناکارہ ہونے کا انکشاف

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی سال 2009 سے لاہور شہر اور گردونواح جن میں شیخوپورہ، مریدکے، کامونکے، پتوکی اور قصور کے لئے عوام الناس کو سفری سہولیات فراہم کر رہی ہے اور ہزاروں مسافر خواتین و حضرات اس معیاری اور سستی سروس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ علاوہ ازیں ساٹھ سال سے زائد عمر کے مسافروں کے لئے مفت سفری سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔ معزز ایوان کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ شہر میں چلنے والی سی این جی، اے سی بسیں چائنا سے منگوائی گئی ہیں نہ کہ ترکی سے اور اس وقت شہر اور گردونواح میں 25 روٹوں پر 350 بسیں چلائی جا رہی ہیں۔ مزید یہ کہ اس خبر میں کوئی صداقت نہ ہے کہ بادامی باغ پر کھڑی بسیں ناکارہ ہو

رہی ہیں بلکہ بسوں کو پارک کرنے کے لئے مناسب انتظامات موجود ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ لاہور ریلوے سٹیشن ڈپوPunjab Mass Transit Authority کے حوالے کیا گیا ہے جس کی وجہ سے شہر میں مزید200 نئی اے سی ڈیزل بسوں کی شمولیت ہے جو عنقریب عوام الناس کو بہترین سروسز مہیا کر سکیں گی۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ حجاب کے بارے میں لاء منسٹر اور وزیر تعلیم کے درمیان کافی contradiction پایا جاتا ہے۔ میری استدعا ہے کہ ہمیں بتایا جائے کہ اس پر حکومت کی کیا پالیسی ہے؟ لاء منسٹر صاحب یا وزیر تعلیم ایوان میں آ کر ہمیں اعتماد میں لیں کیونکہ میڈیا اور ہمارے مذہبی حلقوں کی جانب سے مختلف آراء آ رہی ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ وزیر تعلیم یا لاء منسٹر کو بلائیں اور حکومت کا پالیسی بیان دیں کہ حکومت کیا چاہتی ہے؟

جناب سپیکر: اس پر کل بات ہو گئی تھی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! وہ یہاں ایوان میں آ کر بات کریں کہ اس پر حکومت کی پالیسی کیا ہے؟

جناب سپیکر: اس پر کل بات ہو گئی تھی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 181/17 محترمہ سعدیہ سہیل رانا کی ہے۔ جی، محترمہ!

ڈینٹل ہسپتال لاہور میں طبی سہولیات کا فقدان

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "سماء" کی اشاعت مورخہ 16-فروری 2017 کی خبر کے مطابق پنجاب ڈینٹل ہسپتال کوڑے کا ڈھیر بن گیا۔ سینئر ڈاکٹرز اپنے مہنگے پرائیویٹ کلینک چلانے میں مصروف،

غریب مریضوں میں ہیپاٹائٹس بانٹنے لگا، ہسپتال میں دانت بنانے والی لیبارٹری میں بلیوں اور چوہوں کا راج، لیبارٹری میں ہر طرف گندگی ہی گندگی، لیبارٹری میں پانی کھڑا ہونے سے کام کرنے والے ڈاکٹرز کو مشکلات کا سامنا، ڈینٹل ہسپتال کے شعبہ آرپیٹو ڈینٹسٹری میں طبی آلات خراب، بیشتر ڈینٹل یونٹس عرصہ دراز سے بند، ہسپتال میں ناقص آلات سے مریضوں کا علاج کیا جانے لگا، ہسپتال میں آلات کی صفائی کا کوئی انتظام نہیں، محکمہ صحت اور انتظامیہ کی بے حسی کے باعث ہسپتال میں مریضوں کے لئے طبی سہولیات ناکافی ہیں۔ پنجاب کے سب سے بڑے ڈینٹل ہسپتال میں سہولیات کا فقدان ہے۔ حکومت اور محکمہ صحت نے متعدد بار ہسپتال کی حالت زار بہتر بنانے کے اعلانات تو کئے ہیں لیکن ٹھوس پیشرفت نہیں ہو سکی لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار پڑھی جا چکی ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 182/17 محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ باسمہ چودھری اور جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے۔ جی، محترمہ خدیجہ عمر!

مانانوالہ میں زیر تعمیر ہسپتال مکمل ہونے سے قبل کھنڈرات میں تبدیل

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جہان پاکستان" کی اشاعت مورخہ 22۔فروری 2017 کی خبر کے مطابق مانانوالہ جو کہ پانچ یونین کونسلز پر مشتمل ہے اور ایک تاریخی قصبہ ہے جو کہ شیخوپورہ فیصل آباد روڈ کے سنگم میں واقع ہے اور آبادی بھی تقریباً پانچ لاکھ سے زائد ہے مگر ستم ظریفی کی انتہا ہے کہ شہریوں کے لئے چھ کروڑ کی گرانٹ سے زائد رقم سے زیر تعمیر سول ہسپتال چار سال میں بھی پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔ عمارت افتتاح سے قبل ہی کھنڈرات کا نمونہ پیش کرنے لگی۔ افسران نے کمیشن کے چکر میں مشینری قبل از وقت خرید لی جو مختلف ہسپتالوں میں پڑی زنگ آلود ہو رہی ہے۔ حکومت کی فروغ صحت کی پالیسی کے دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے ہیں۔ عوام بے چاری عطائی ڈاکٹرز اور پرائیویٹ مہنگے ہسپتالوں میں علاج معالجہ کرانے پر مجبور غریب شہری مزید بیماریوں کا شکار ہو کر لقمہ اجل بن رہے ہیں جن کا کوئی

بھی پرسان حال نہیں ہے۔ شہریوں نے حکام سے نوٹس کی اپیل کی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو جواب آنے تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 195/17 ڈاکٹر مراد راس کی ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

جان بچانے والی ادویات کی تیاری میں غیر معیاری اجزاء کا استعمال

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" کی اشاعت مورخہ 21- فروری 2017 کی خبر کے مطابق ملک بھر میں جان بچانے والی ادویات سمیت دیگر بیماریوں سے بچاؤ کے لئے استعمال ہونے والی ادویات کی تیاری کے دوران غیر معیاری اجزاء کا استعمال ہونے کا خوفناک انکشاف ہوا ہے۔ ملک کی نامور فارماسیوٹیکل کی 67 بڑی کمپنیز کی تیار ہونے والی مختلف ادویات کا رزلٹ غیر معیاری ثابت ہونے کے باوجود Provincial Quality Control Board اور Drug Regulatory Authority بااثر مافیا کے خلاف کارروائی کرنے سے قاصر ہو گئی ہے۔ انسانی جانوں کے لئے خطرناک قرار دی جانے والی غیر معیاری ادویات کی فراہمی پر سال 16-2015 میں غیر معیاری ادویات ثابت ہونے کے باوجود پابندی کا سامنا کرنے والی کمپنیز کو سال 17-2016 میں نئی خرید و فروخت سمیت مبینہ رشوت کے عوض مزید نئی ادویات کی خرید اور مستعد قرار دے کر نئے ٹھیکے بھی جاری کر دیئے گئے۔ غیر معیاری ادویات کا استعمال کرنے پر شہری سستی موت لینے پر مجبور ہو گئے ہیں جبکہ 67 ادویات میں سے صرف 23 ادویات کے بیچ کو مارکیٹ میں فروخت کے لئے روکا گیا جبکہ باقی 44 ادویات میں غیر معیاری اجزاء کی موجودگی کی رپورٹس کو منظر عام پر نہیں لایا گیا لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو جواب آنے تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 241/17 ملک محمد وارث کلو کی ہے وہ اپنی تحریک التوائے کار out of turn پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جی، ملک محمد وارث کلو اپنی تحریک پیش کریں۔

صوبہ بھر کے سکولوں اور کالجوں میں منشیات کے استعمال میں اضافہ

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ بھر میں خصوصی طور پر سکولز اور کالجز میں منشیات کی بڑھتی ہوئی لعنت نے جہاں ایک طرف والدین کے لئے شدید مشکلات پیدا کر دی ہیں تو دوسری طرف نشہ آور اشیاء سے چھٹکارا پانے کے لئے جو علاج گاہیں بنی ہوئی ہیں ان کے ناروا سلوک نے تو والدین کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ نشہ سے چھٹکارا کی علاج گاہوں میں مریضوں کا علاج کرنے کی بجائے ان کے والدین کی جیبوں پر نظر رکھی جاتی ہے۔ بد قسمتی کے مارے یہ لوگ جب ایسی علاج گاہوں میں جاتے ہیں تو اُن سے بہت ناروا سلوک کیا جاتا ہے۔ اکثر علاج گاہوں میں 100 دن کے علاج کے تقریباً 18 لاکھ روپے صرف ایک مریض سے وصول کئے جاتے ہیں۔ یہاں پر جو ادویات مریضوں کو دی جاتی ہیں ان کے استعمال سے مریض ہر وقت نشے میں رہتا ہے ان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت تقریباً ختم ہو جاتی ہے اور علاج گاہ سے discharge ہونے کے بعد بھی مریض کو مسلسل دوائی کھانا پڑتی ہے۔ وہ ادویات کا نسخہ بھی مریض کو نہیں دیتے اور کہتے ہیں کہ یہ ادویات صرف انہی کے ہاں دستیاب ہیں اور اس پر ستم ظریفی یہ کہ ان علاج گاہوں میں مریضوں کو نشہ آور چیزوں کے حصول میں کوئی مشکل نہیں ہوتی وہاں باقاعدہ منشیات سپلائی کی جاتی ہے۔ ایسی علاج گاہیں سر فہرست ہیں جو والدین کا خون نچوڑنے کے علاوہ مریضوں کو بھی موت کی وادی میں دھکیل دیتے ہیں۔ ایسے بہت سے لوگوں کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں جو اس طرح کی زیادتیوں کا شکار ہوئے۔ ایسی مہنگی علاج گاہوں بلکہ موت کے سوداگروں کو عبرت کا نشان بنا دینا چاہئے اور ان کے خلاف فوری طور پر کارروائی ہونی چاہئے تاکہ نوجوان نسل کو تباہی سے بچایا جا سکے۔ یہ لوگ علاج کی بجائے موت بانٹتے ہیں اور دکھوں کے مارے والدین سے ان کی زندگی کی جمع پونجی بھی چھین لیتے ہیں۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد لوگ نفسیاتی مریض بن جاتے ہیں اور دکھوں کے مارے والدین جیتے جی مر جاتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے اس پر قابو پانے کی ضرورت ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اس میں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے اس میں ایک جو نام لیا ہے۔ میرے خیال میں آپ اس کو دوبارہ درست ہی کر لیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ اس نام کو delete کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو next week تک pending کیا جاتا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! اس کے علاوہ وہ جواب پڑھ دیں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! میں نے ایک قرارداد جمع کروائی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، قرارداد؟

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! جی، میں نے ایک تحریک التوائے کار جمع کروائی ہے۔ اگر آپ اس تحریک التوائے کار کو out of turn لے لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ دونوں آپس میں بات کر لیں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم issue ہے۔ آپ رولز relax کر کے مجھے یہ out of turn پڑھنے کی اجازت دیں۔ وہ ادارے جو 70 سے 80۔ ارب روپے سالانہ منافع کما رہے ہیں۔۔۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1293 میاں طارق محمود کا ہے۔ جی، میاں صاحب!

گوجرانوالہ: تھانہ صدر کامونکی کی حدود میں مبشر بیگ نامی شہری کے قتل سے متعلقہ تفصیلات

1293: میاں طارق محمود: جناب سپیکر! کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 6۔ جنوری 2017 کو تھانہ صدر کامونکی ضلع گوجرانوالہ کی حدود میں مبشر بیگ نامی شہری کو ڈاکوؤں نے کار روک کر فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کا مقدمہ نمبر17/7 تھانہ صدر کامونکی میں درج ہے مگر ملزمان گرفتار نہیں ہوئے اس کی وجوہات بتائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے خیال میں اس میں تھوڑی سی میاں طارق محمود کو confusion ہوئی ہے۔ یہ وقوعہ اس طرح سے نہیں ہوا جس طرح انہوں نے اپنے توجہ دلاؤ نوٹس میں بیان کیا ہے کہ یہ گاڑی میں جا رہے تھے اور ڈاکوؤں نے کار روک کر فائرنگ کی اور ہلاک کر دیا بلکہ یہ مقدمہ نمبر17/7 مورخہ 6۔جنوری2017 بجرم 302، 109، 148، 149 تھانہ صدر کامونکی ضلع گوجرانوالہ میں درج ہوا۔ اس میں مدعی مقدمہ عدنان اشرف نے لوگوں کو باقاعدہ نامزد کیا ہے اور ان کے ساتھ ان کی پرانی عداوت تھی اس کی بنیاد پر انہوں نے کہا کہ مسمیان نوید اختر جنگل ولد سردار خان قوم گجر سکنہ باہوچ پورہ، ظہیر الدین، جلال الدین پسران اللہ دتہ اور اس طرح سے دوسرے ملزمان ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ ملزمان باقاعدہ انتظار میں تھڑا لگا کر بیٹھے تھے اور جب ان کی گاڑی ان کے قریب پہنچی تو باقاعدہ ایک ملزم نے نیچے اتر کر للکارا مارا کہ مبشر کو ہلاک کر دیا جائے اور یہ بچنے نہ پائے۔ اس پر انہوں نے فائرنگ کر کے اس کو قتل کیا۔ اس بنیاد پر جن ملزمان کے خلاف درج ایف آئی آر ہیں وہ نوید جنگل، اس کے والد سردار محمد کو شامل تفتیش کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں تمام کارروائی جیو فینسنگ، گواہان کے بیان، فرانزک لیبارٹری سے جو مدد مل سکتی ہے تو ان تمام procedure کو بروئے کار لایا جا رہا ہے اور کچھ clue بھی ایسے ملے ہیں کہ ان ملزمان کو انشاء اللہ جلد گرفتار کر کے عدالت کے کٹہرے میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، اس توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب آ گیا ہے لہذا اس توجہ دلاؤ نوٹس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، اگلا توجہ دلاؤ نوٹس محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے۔ جی، محترمہ!

لاہور: بابر بٹ کے قتل سے متعلقہ تفصیلات

1295: محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تمام ٹی وی چینلز کی مورخہ 13۔مارچ 2017 کی خبروں کے مطابق لاہور لکھوڈیر کے علاقہ میں پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکن بابر بٹ کو ان کے گھر میں نامعلوم افراد نے گھس کر فائرنگ کر کے قتل کر دیا؟

(ب) اس واقعہ کے بارے میں مکمل تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جہاں تک مقتول بابر بٹ کے پیپلز پارٹی کے کارکن ہونے یا اس کا ٹکٹ ہولڈر ہونے کی بات ہے تو اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ ہمیں ایک سیاسی کارکن کے قتل ہونے پر انتہائی افسوس ہے اور اس سلسلے میں تمام تر procedures کو بروئے کار لایا جا رہا ہے۔ اس قتل کے مقدمے میں ملزمان کو عدالت کے کٹہرے میں پیش کیا جائے گا تاکہ ان کو قرار واقعی سزا ملے لیکن اس مقدمے کو یا اس قتل کو جس ایک اور رنگ سے پیش کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، اسے politicize کیا جا رہا ہے اور اس کے تانے بانے کسی اور طرف ملانے کی کوشش کی جا رہی ہے اس لئے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کی وہ ایف آئی آر جو مقتول کے حقیقی بھائی نے درج کروائی ہے وہ میں من و عن اور لفظ بالفظ اسے پڑھ دوں تاکہ اس سے ساری صورتحال پریس گیلری میں بیٹھا معزز میڈیا پرسن اور اس معزز ایوان میں یہ معاملہ clear ہو جائے۔

جناب سپیکر! ایف آئی آر قیصر سہیل بٹ ولد محمد سلیم بٹ قوم کشمیری سکنہ کھوڈیر مناواں لاہور کی طرف سے درج کروائی گئی ہے۔ مقدمہ نمبر 157/17 مورخہ 17-03-13 جرم 302، 149، 148، 452، 788 ہے۔ اس میں قیصر سہیل بٹ نے جو درخواست دی ہے اس کے مطابق انہوں نے یہ کہا ہے کہ مورخہ 2017-03-12 کو رات ساڑھے گیارہ بجے اپنے گھر کے ڈرائنگ روم میں، میں اور میرے بھائی بابر سہیل بٹ، انعام الحق اور وحید بٹ بیٹھے ہوئے تھے اور بلاول بھٹو زرداری کی لاہور آمد کا پروگرام ترتیب دے رہے تھے کہ اچانک عاطف عرف عاطی بٹ ولد نور بٹ مسلح کلاشنکوف اور عرفان جٹ ولد محمد انور مسلح کلاشنکوف زبردستی گھر میں داخل ہوئے۔ آتے ہی اپنے اپنے اسلحہ سے جان سے مار دینے کی نیت سے میرے بھائی بابر سہیل بٹ پر فائرنگ شروع کر دی جس کے نتیجے میں میرے بھائی کے ماتھے، سینے اور جسم کے مختلف حصوں پر فائر لگے اور وہ شدید زخموں ہو کر صوفہ پر گر پڑا۔ میں اور میرے بھائی انعام الحق اور وحید بٹ نے دوسرے کمروں میں چھپ کر اپنی جانیں بچائیں۔ حملہ آور ملزمان فائرنگ کرتے ہوئے گھر کی پچھلی گلی کی جانب فرار ہو گئے۔ ملزمان بھاگتے ہوئے بھی فائرنگ کرتے جا رہے تھے جنہیں فائرنگ کرتے اور بھاگتے ہوئے محمد یونس نے بھی دیکھا۔ میں، میرے بھائی اور وحید بٹ بابر سہیل کو فوری طور پر سروسز ہسپتال لے گئے جو زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گیا۔ یہ بہت اہم ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پوری چیز واضح ہو جاتی ہے

کیونکہ یہ کچھ اس مقتول کا بھائی کہہ رہا ہے۔ وجہ عناد یہ ہے کہ ملزمان کے ساتھ دیرینہ دشمنی چلی آرہی ہے۔ ملزمان نے قبل ازیں میرے والد محمد سلیم بٹ کو قتل کیا تھا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایف آئی آر کی کاپی محترم بلاول بھٹو زرداری کو دینی چاہئے اور ان کو بتانا چاہئے کہ اصل حقائق کیا ہیں اور میرے بھائی بابر سہیل بٹ مقتول پر قبل ازیں چار دفعہ قاتلانہ حملے ہو چکے ہیں تو جس سے وہ زخمی ہوا جس کی ایف آئی آرز مختلف تھانہ جات میں درج ہیں۔ یہ بات بڑی اہم ہے کہ ملزمان کی طرف سے اکثر اوقات جان سے مار دینے کی دھمکیاں ملتی رہی ہیں کہ اپنے والد کے مقدمہ کی پیروی سے باز آ جاؤ۔

جناب سپیکر! اب اس کے بعد اگر مقتول کا بھائی یہ بات کہتا ہے تو پھر اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو اسی انداز میں رہنا چاہئے جس انداز میں یہ واقعہ ہوا ہے۔ باقی اس بارے میں مقدمہ درج کیا گیا ہے اور ایک high power team under the supervision of DIG(Investigation) بنا دی گئی ہے جو دن رات ملزمان کے جو ٹیلیفون ڈیٹا اور دوسری چیزیں ہیں ان کو لے کر ان کو گرفتار کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد, within days, not weeks or months ان ملزمان کو گرفتار کیا جائے گا اور ان کا مقدمہ انسداد دہشت گردی کی عدالت میں پیش کیا جائے گا تاکہ انصاف کے تقاضے پورے ہوں۔

جناب سپیکر: جی، انصاف ہونا چاہئے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گی کہ وزیر قانون نے جو ایف آئی آر پڑھی ہے ایک تو اس کی کاپی مجھے دی جائے کیونکہ میں بابر بٹ صاحب کے گھر جب فاتحہ کے لئے گئی تو ان کے بھائی نے مجھے کہا کہ ہم نے ایف آئی آر کے اندر ایم این اے سہیل شوکت اور جو ایس ایچ او مناواں ہیں ان کو نامزد کیا ہے۔ مطلب یہ بات اگر انہوں نے مجھے نہ کہی ہوتی تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ جو ایف آئی آر پڑھ رہے ہیں اس کی کاپی مجھے دیں میں اس کو tally کروں گی اور میں ان سے بھی ایف آئی آر لوں گی جو انہوں نے ہمیں کہا ہے۔ مجھے انہوں نے WhatsApp کیا تھا لیکن پتا نہیں میرا WhatsApp اس وقت نہیں کھل رہا یا مجھے وہ نہیں مل رہی۔ انہوں نے مجھے کہا ہے کہ میں آپ کو اس کی کاپی WhatsApp کر رہا ہوں، یہ بات انہوں نے مجھے نام لے کر کہی ہے کہ ایس ایچ او مناواں اور سہیل شوکت بٹ جو ایم این اے sitting ہیں ان کو ہم نے نامزد کیا ہے کیونکہ ہمارا جو موجودہ ایس ایچ او ہے ان کے ساتھ کچھ دن پہلے جھگڑا ہوا تھا اور انہوں نے murder کرنے یا مارنے کی دھمکیاں دی تھیں،

یہ الفاظ انہوں نے ادا کئے تھے، میں چاہوں گی کہ مجھے اس کی کاپی دے دی جائے تاکہ میں ان کی ایف آئی آر بھی دیکھ سکوں۔اس توجہ دلاؤنوٹس کوpendingکر دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک میں نے ایف آئی آر پڑھی ہے اس ایف آئی آر کی جو آخری لائنیں ہیں ان میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ مندرجہ بالا ملزمان نے سہیل شوکت بٹ ولد شوکت علی بٹ سکنہ دھینس، شفقت علی عرف بگابٹ، صابی ولد نور بٹ کے ایماء پر قتل کیا ہے، ملزمان نے ہم مشورہ ہو کر ہمارے گھر میں داخل ہو کر میرے بھائی بابر سہیل بٹ کو قتل کر کے اور شدید فائرنگ کر کے علاقہ میں خوف وہراس پھیلا کر سخت زیادتی کی ہے۔اب ان میں سے کوئی ایس ایچ او ہے مجھے اس بارے میں تو علم نہیں ہے لیکن یہ ایف آئی آر کی کاپی بھی میرے پاس ہے، میں ان کو دے دیتا ہوں اور یہ درخواست جو ہے یہ ان کی دستخط شدہ ہے، یہ کوئی اس میں یہ نہیں ہے کہ اس پر دستخط نہیں ہیں۔یہ جو لکھا ہے کہ چار دفعہ قاتلانہ حملے ہو چکے ہیں جس میں وہ زخمی ہوا ہے اور ملزمان دھمکیاں دیتے رہے ہیں کہ اپنے والد کے مقدمے کی پیروی سے باز آ جاؤ، یہ میں نے نہیں لکھا، یہ انہوں نے درخواست میں لکھا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ کو کاپی تو دے دیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یہ جو لائنیں انہوں نے آخر میں اب میرے اصرار پر پڑھی ہیں، اگر یہ وہ پہلے پڑھ دیتے تو معاملہ سب کے سامنے آ جاتا۔جب ایک بندے کو نامزد کیا گیا ہے تو پھر اس کو گرفتار کیوں نہیں کیا گیا، اس کی ابھی تک انوسٹی گیشن کیوں نہیں کی گئی؟

جناب سپیکر: یہ تو انوسٹی گیشن آفیسر کی مرضی ہے ناں۔اگر وہ اس کی نظروں میں گنہگار ثابت ہو گا تو یقیناً وہ پکڑیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اگر کوئی ایف آئی آر میں نامزد کیا جاتا ہے تو اس سے ابتدائی انوسٹی گیشن نہیں ہوتی؟

جناب سپیکر: جی، ہوتی ہے، ضرور ہوتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ واضح کر دوں کہ جن ملزمان پر پرانی دشمنی کا، والد کو قتل کرنے کا، مقدمے کی پیروی سے باز رکھنے کا الزام ہے اور یہ مقدمہ جو ہے یہ سہیل شوکت بٹ کے ایم این اے منتخب ہونے یا پتا نہیں سیاست میں بھی آنے سے پہلے کی یہ ساری دشمنی چل رہی ہے۔ ان ملزمان میں ان کا نام نہیں ہے، ان کا نام صرف یہ ہے کہ انہوں نے ایماء کی ہے ان ملزمان سے جنہوں نے گھر پر جا کر فائرنگ کر کے قتل کیا ہے۔ ان ملزمان کو جب گرفتار کر لیا جائے گا، انوسٹی گیشن ہو گی تو پتا چل جائے گا، اگر انہوں نے کسی کے ایماء پر کیا ہو گا، کسی کے کہنے پر کیا ہو گا، اپنی دشمنی کی وجہ سے نہ کیا ہو گا، کوئی اور وجہ ہو گی تو وہ ساری چیزیں سامنے آ جائیں گی۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اس میں جو نامزد لوگ ہیں ان کو تو پکڑیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! اس میں جو ایم این اے نامزد ہوا ہے کیا اس ایم این اے نے کوئی bail کرائی ہے یا پولیس نے اس کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے؟ چاہے کوئی ایم این اے ہے یا چاہے کوئی منسٹر ہے وہ جب ملزم ہے تو پھر اس کے خلاف کیا کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر: جی، جو بھی ملزم ہے اس کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس پہ جو ایم این اے کے والد قتل ہوئے تھے ان کے قتل کا الزام اس مقتول فریق کے اوپر تھا۔ ایم این اے صاحب بالکل شامل تفتیش ہوئے ہیں، انہوں نے اپنی صفائی، اپنا بیان دیا ہے، انہوں نے اس بات کو categorically deny کیا ہے کہ ان ملزمان کے ساتھ ان کا کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے۔ پولیس اس سلسلے میں انوسٹی گیشن کر رہی ہے، جب اصل ملزمان گرفتار ہوں گے تو پھر اس کے بعد یہ سب چیزیں سامنے آئیں گی کہ ایماء کی حد تک کسی کا کوئی عمل دخل ہے یا نہیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! وہ bail کرا کر شامل تفتیش ہوئے ہیں یا bail کرائے بغیر ہوئے ہیں، صرف یہ بتا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وہ شامل تفتیش ہوئے ہیں، جیسے ہی ان کے خلاف قابل گرفتاری شہادت آئے گی تو پھر ان کو گرفتار کیا جائے گا۔ اگر قابل شہادت گرفتاری نہیں آئے گی تو پھر ان کو گرفتار نہیں کیا جائے گا اور ان کو bail کرانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! اس کا مطلب ہے کہ ایک جو ایم این اے ہے اس کے لئے قانون اور ہے، وزیر کے لئے قانون اور ہے، عام آدمی کے لئے قانون اور ہے۔

جناب سپیکر: قانون سب کے لئے ایک ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! اب عام آدمی کے لئے قانون اور ہے، جب کسی پر قتل کا الزام لگتا ہے تو وہ bail کرا کر شامل تفتیش ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سب کے لئے قانون ایک ہے اور جب تک کسی کے خلاف قابل گرفتاری، شہادت صفحہ مسل پر نہ آئے، اس کے اوپر الزام جو مرضی ہو، اس کو گرفتار نہیں کیا جا سکتا اور یہ ہر آدمی کا right ہے کہ بغیر ثبوت کے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جائے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! قانون کے مطابق جس پر قتل کا الزام لگتا ہے وہ پہلے bail کراتا ہے پھر شامل تفتیش ہوتا ہے۔ اس میں بہت بڑی contradiction ہو رہی ہے، اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ اس میں حکومت کی منشاء کیا ہے۔

جناب سپیکر: سب کی ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں، جو اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں وہ اس پارٹی کے بڑے پولیٹیکل آدمی تھے، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! الیکشن کمیشن نے ابھی تھوڑی دیر پہلے جناب عمران خان اور جناب جہانگیر ترین کے خلاف جو ریفرنس سپیکر نے بھیجا تھا اس کو مسترد کر دیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حق اور سچ کی فتح ہے اور اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ سپیکر قومی اسمبلی کا جو فیصلہ تھا وہ عبث تھا اور انہوں نے discrimination کرتے ہوئے غلط حقائق کی بنیاد پر یہ ریفرنس بھیجا تھا، ہم الیکشن کمیشن کے اس فیصلے کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور انہیں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سرکاری کارروائی

بحث

پری بجٹ بحث

(---جاری)

جناب سپیکر: اب سرکاری کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ آج کے ایجنڈے پر پری بجٹ بحث ہے، اس پر باقی جن صاحبان کے نام ادھر ہیں وہ بات کریں گے، وزیر خزانہ بعد میں wind up کریں گی۔ جی، محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں! پانچ منٹ میں اپنی بات کر لیں پلیز۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آج ہم پری بجٹ بحث میں حصہ لے رہے ہیں اور منسٹر صاحبہ کی یہاں پر موجودگی میں سمجھتی ہوں کہ بڑی اچھی بات ہے، میں ان کو بھی تحسین پیش کرتی ہوں اور اس امید کے ساتھ کہ وہ ہماری valid تجاویز جو آج ہم پیش کریں گے ان کو consider کرتے ہوئے آئندہ آنے والے بجٹ میں شامل کریں گی،

جناب سپیکر! پنجاب کے اندر ہم سمجھتے ہیں کہ جو ہماری عوام کے بنیادی مسائل ہیں ہم ان کے اوپر سب سے پہلے بات کریں اور میں سمجھتی ہوں کہ اس میں ایجوکیشن جو ہے اس کا جو معیار ہونا چاہئے وہ اس وقت درست نہیں ہے، اس کے لئے پنجاب کی ایک رپورٹ بھی شائع ہوئی کہ پنجاب کے 2300 سکولوں کی عمارتیں خستہ حال ہیں جو کسی وقت بھی گر سکتی ہیں۔ میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحبہ کو بھی آگاہ کرنا چاہوں گی کہ لاہور شہر کے 153 سکول اس میں شامل ہیں۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ پری بجٹ میں آج میں جو تجویز دے رہی ہوں کہ ان سکولوں کی حالت کو بہتر بنایا جائے اور اس کے لئے پہلے پچھلے بجٹ میں بھی بڑی رقم مختص کی گئی لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ابھی تک بجٹ کا صرف 13 فیصد حصہ جو ہے وہ اس میں خرچ ہو سکا ہے جو ایک سروے کے مطابق میرے علم میں آیا ہے۔

جناب سپیکر! میں جناب کے توسط سے منسٹر صاحبہ سے کہوں گی کہ میں امید کرتی ہوں کہ اگر میں یہ بات کر رہی ہوں تو منسٹر صاحبہ اسے note بھی کریں گی۔ میں یہ بات بھی add کروں گی کہ جب بجٹ allocate کیا جاتا ہے تو اس کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ ہم صرف بجٹ allocate کر کے اپنی واہ واہ کرا لیں بلکہ ہمیں بجٹ کی صحیح utilization کا mechanism بھی بنا کر سامنے رکھنا چاہئے۔ میرے ضلع ساہیوال میں جو ساہیوال یونیورسٹی بنائی گئی میں اس کا ذکر بھی ضروری سمجھتی ہوں کہ وہاں پر یونیورسٹی

تو بن گئی لیکن وہاں ابھی تک faculties پوری نہیں ہیں، اساتذہ پورے نہیں ہیں، سٹاف پورا نہیں ہے۔ اگر میں وائس چانسلر کی بات کروں تو وہاں کے وائس چانسلر کے پاس بہت سارے کیمپس اور یونیورسٹی کا چارج ہے وہ دو دو، تین تین مہینے یونیورسٹی کا چکر ہی نہیں لگاتے۔

جناب سپیکر! میں کہوں گی کہ یونیورسٹی کے لئے ایک independent وائس چانسلر کی appointment کی جائے جو صرف اور صرف یونیورسٹی کے لئے ہو تاکہ وہ یونیورسٹی کے حالات بہتر بنائے مزید برآں سٹاف اور اساتذہ کی کمی بھی پوری کی جائے۔

جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ساہیوال میں عمارت زیر تعمیر ہے کچھ نئے بلاکس بھی بنائے جا رہے ہیں لیکن میں یہ گزارش کروں گی کہ اس وقت ڈی ایچ کیو کے اندر equipments کی حالت بہت بُری ہے وہ بہت پرانا ہو چکا ہے۔ وہاں پر ابھی تک ڈائیلسز کی سہولت بھی نہیں ہے ابھی اسے پرائیویٹ لوگ ہی چلا رہے ہیں لیکن گورنمنٹ کے بجٹ سے چلتا ہوا کوئی ڈائیلسز کا سسٹم موجود نہیں ہے لہٰذا میری تجویز ہے کہ ساہیوال میں سٹی سکین اور اسی طرح امراض قلب کے حوالے سے جو سہولیات ناپید ہیں بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں اس لئے لوگوں کو پرائیویٹ ہسپتالوں میں جانا پڑتا ہے جو لوگ afford نہیں کر سکتے لہٰذا یہ تمام سہولتیں ڈی ایچ کیو ہسپتال ساہیوال میں مہیا کی جائیں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میری گزارش ہو گی کہ BHUs پر بھی توجہ دی جائے۔ ہم SDG کی بات کرتے ہیں اور پنجاب گورنمنٹ میں جب Millennium Development Goals(MDGS) کا target achieve کرنا تھا تو اس کے لئے ایک پنجاب ٹاسک فورس بنائی گئی تھی جس میں مجھے بھی ممبر بنایا گیا تھا لیکن بد قسمتی سے اس ٹاسک فورس کے بارے میں آگاہ نہیں کیا گیا کہ ہم نے Millennium Goals achieves کئے یا نہیں لیکن بعد میں رپورٹ سے پتا لگا کہ ہم اپنے targets achieve نہیں کر سکے۔ اس کے بعد ایک نئی term introduce کرائی گئی جس میں Sustainable Development Goals رکھا گیا اس کے لئے دوبارہ پنجاب اسمبلی کی ٹاسک فورس بن چکی ہے لیکن ابھی تک ہمیں اس کے بارے میں بھی آگاہ نہیں کیا گیا کہ ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی کو جو oversight کیا جا رہا ہے اور وہاں پر کارکردگی کے حوالے سے کس حد تک ہم اپنے targets achieve کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اگر آنے والے بجٹ میں Sustainable Development Goals کے حوالے سے بجٹ allocate کیا جائے تو پھر اس کا properly دھیان بھی رکھا جائے۔

جناب سپیکر! اسی طرح ضلع ساہیوال اور پنجاب کے تمام اضلاع کے لئے گزارش کروں گی کہ ہر ضلع میں چلڈرن ہسپتال بنایا جائے تاکہ بچوں کے جو مسائل ہیں ان کے لئے لوگوں کو لاہور ملتان نہ جانا پڑے بلکہ انہیں یہ سہولتیں اپنے شہروں میں میسر آ سکیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحبہ سے پری بجٹ کے حوالے سے گزارش کروں گی کہ ساہیوال میں سوشل سکیورٹی ہسپتال بن چکا ہے لیکن وہاں کی حالت بھی اسی طرح ہے کہ وہاں پر ڈاکٹرز نہیں ہیں، سٹاف نہیں ہے even then وہاں پر جو ایم ایس appoint کئے گئے ہیں ان کا تعلق لاہور سے ہے جو کہ وہاں پر جاتے ہی نہیں ہیں اور ابھی تک اس ہسپتال کو operational ہی نہیں کیا جا سکا۔

جناب سپیکر: مہربانی، ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں مختصر کرنے لگی ہوں، پنجاب کا بڑا مسئلہ صاف پانی کا ہے اور اس حوالے سے اتنا بڑا issue بن چکا ہے کہ آئندہ آنے والے وقت میں ہمیں یہ بھی سوچنا پڑے گا۔ میری گزارش ہے کہ آئندہ آنے والے بجٹ میں نہ صرف ساہیوال بلکہ پورے پنجاب کے لئے صاف پانی کی سہولیات مہیا کی جائیں اس کے لئے لوکل گورنمنٹ بن چکی ہے، لوکل باڈی سسٹم آ چکا ہے ان کو فنڈز allocate کئے جائیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ مہربانی۔ جناب آزاد علی تبسم!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ حاجی محمد الیاس انصاری!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، جناب شہزاد منشی صاحب پانچ منٹ میں اپنی بات مکمل کریں۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: جی، جناب شہزاد منشی!

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے تو وزیر اعلیٰ پنجاب کا شکریہ ادا کروں گا کہ ہر سال بجٹ میں minorities کے لئے ایک مخصوص رقم رکھی جاتی ہے۔ میں آج اس ایوان میں آپ کے توسط سے یہ بات کرنا چاہوں گا کہ 1998 کی مردم شماری کے مطابق پنجاب میں اقلیتوں کی تعداد تین سے پانچ فیصد ہے جبکہ اب یہ تعداد بہت زیادہ ہو چکی ہے لیکن بجٹ میں minorities کے لئے ایک

مخصوص رقم مختص کی جاتی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ رقم ناکافی ہوتی ہے لیکن اس پر ایک اور ستم ظریفی یہ ہے کہ ہمیں جو فنڈ دیا جاتا ہے اس کے بعد جب سمری بھیج دی جاتی ہے تو اس کا پچاس فیصد ہمیں minority package کے لئے دیا جاتا ہے لیکن وہ بھی بروقت نہیں ملتا۔ 17-2016 میں جو بجٹ تقریر محترمہ وزیر خزانہ نے پڑھی اس میں minorities کے لئے ایک ارب 60 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی۔ اس کے بعد سمری منظور ہونے کے بعد 80 کروڑ روپے کی رقم آئی جس میں سے 5 کروڑ روپے ہمارے ایک سکھ بھائی کو دے دیئے گئے اور 75 کروڑ روپیہ ابھی تک minorities کے پارلیمنٹیرینز کو نہیں ملا۔

جناب سپیکر! میں محترمہ وزیر خزانہ سے ملتمس ہوں کہ اسے note کریں کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ ہمارے ساتھ ہی یہ discrimination کیوں کرتا ہے، ہمیں یہ پیسے جون جولائی یا اگست تک deliver ہونے چاہئیں لیکن فروری میں ہمیں سمری ملتی ہے جبکہ ہم نے ابھی تک اس فنڈ میں سے ایک روپیہ تک خرچ نہیں کیا۔ یہ بڑا اہم پوائنٹ ہے آپ کے توسط سے محترمہ وزیر خزانہ سے ملتمس ہوں کہ اس کو note کریں اور فنانس ڈیپارٹمنٹ پر لازم قرار دیں کہ minority جو پاکستان کا اہم حصہ ہے اور آئین پاکستان بھی کہتا ہے کہ پاکستان میں بسنے والی اقلیتوں کو ان کے حقوق دینے چاہئیں لیکن عالم یہ ہے کہ مسیحی یا minority کی جو بستیاں ہیں وہاں کی حالت بہت خراب ہے اس لئے اگر بروقت یہ فنڈز ملیں اور وہاں پر لگ جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ان علاقوں کی حالت بہتر ہو گی۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی درخواست کرنا چاہوں گا کہ اس مرتبہ بجٹ میں جو رقم مختص کی جائے براہ مہربانی پاکستان اور خاص طور پر پنجاب میں minorities کی تعداد کے مطابق جس میں ہندو ہیں، سکھ ہیں پارسی اور مسیحی ہیں ان کے لئے اس بجٹ کو زیادہ کیا جائے تاکہ جو سابقہ محرومیاں ہیں وہ ختم ہو سکیں۔ ہمیں Minority Package میں سے ہی students scholarships بھی دیئے جاتے ہیں اور اس کی رقم بہت کم رکھی جاتی ہے۔ مہربانی کر کے Minority Package میں ایک خاص حصہ اقلیتی طالب علموں کے لئے مختص کیا جائے تاکہ جو بچے پیسے نہ ہونے کی وجہ سے تعلیم حاصل نہیں کر سکتے وہ اس رقم سے اپنی تعلیم و تربیت مکمل کر سکیں۔ اس کے علاوہ وہ بچے جو تعلیم حاصل نہیں کر سکتے یا اعلیٰ تعلیم تک نہیں جا سکتے انہیں ٹیوٹا میں skilled education دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترمہ وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ ٹیوٹا میں minorities کے لوگوں کو ہنر سکھانے یا انہیں ہنر مند بنانے کے لئے ایک خاص رقم مختص کی جائے۔ اگر اس سال ان بچوں کے لئے ایک بڑی رقم مختص کر دی جائے تو minorities کے لوگ وزیر اعلیٰ پنجاب اور خاص طور پر محترمہ وزیر خزانہ کے مشکور ہوں گے۔

جناب سپیکر! کرسمس گرانٹ یا Christmas Package کے نام سے ایک صوابدیدی فنڈ ہے جو غریب غرباء، یتیم اور بیواؤں کے لئے رکھا جاتا ہے۔ یہ بجٹ کا حصہ نہیں لیکن یہ وزیر اعلیٰ کا ایک صوابدیدی فنڈ ہوتا ہے۔ جس طرح طلباء وظائف کی رقم اقلیتی ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے scrutinize کر کے دی جاتی ہے اسی طرح کرسمس گرانٹ کی رقم بھی اقلیتی ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے دی جائے تو یہ رقم لوگوں تک بروقت پہنچ جائے گی جو کہ اس سال ابھی تک لوگوں کو نہیں مل سکی۔

جناب سپیکر! سب سے اہم بات عرض کروں گا کہ پنجاب میں ہندوؤں کے شمشان گھاٹ اور مسیحیوں کے قبرستان ہوتے ہیں۔ ہمارے لوگ چونکہ اتنی زیادہ approach نہیں رکھتے جس کی وجہ سے قبضہ مافیا کے لوگ ہمارے قبرستانوں پر قبضہ کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: شہزاد منشی صاحب! wind up کر لیں۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ minorities کے قبرستانوں کے لئے ایک خاص رقم مختص کی جائے تاکہ ہم اپنے قبرستانوں کی چار دیواری تعمیر کر سکیں۔ اس سے ہمارے قبرستان محفوظ ہو جائیں گے اور لوگ آسانی کے ساتھ اپنے مردے دفنا سکیں گے۔

جناب سپیکر: شہزاد منشی صاحب! اب تشریف رکھیں کیونکہ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اگلا نام محترمہ سعدیہ سہیل رانا کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا نام جناب جاوید اختر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا نام ڈاکٹر نوشین حامد کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اس کے بعد محترمہ شُنیلا رُوت کا نام ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سردار وقاص حسن مؤکل!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ چوتھی پری بجٹ بحث ہے۔ میرا یہ پہلا سیاسی tenure ہے اور میری expectations یہ تھیں کہ اس ایوان کے اندر جو معاملات بھی point out کئے جائیں گے انہیں ذمہ داری کے ساتھ take up کیا جائے گا جبکہ عملی طور پر ایسا نہیں ہوتا۔ میں یہ بھی ذمہ داری سے کہہ سکتا ہوں کہ پچھلے چار سالوں میں ہر پری بجٹ سیشن کے اندر پنجاب کے تقریباً

تمام معزز ممبران نے اپنی طرف سے تجاویز دیں کہ بجٹ کو کیسے بہتر کیا جائے اور آنے والا بجٹ کس طریقے سے اس صوبے کے عوام کے لئے بہتری لا سکتا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین (جناب ماجد ظہور) کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: وقاص حسن موکل! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب چیئرمین! اس رواں مالی سال کا بجٹ 1681۔ارب روپے کا ہے۔ اس میں تعلیم، صحت، انفراسٹرکچر، سڑکیں اور دوسری تمام priorities دی ہوئی ہیں۔ میرے چند سوالات ہیں اور میں چاہوں گا کہ محترمہ وزیر خزانہ اپنی wind up speech میں ان کا جواب دے دیں۔ میرا پہلا سوال یہ ہے کہ اس 1681۔ارب روپے کے بجٹ میں سے collectively حزب اختلاف کے ممبران کے حلقہ جات کے اندر کتنے پیسے allocate کئے گئے ہیں؟ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا حزب اختلاف کے ممبران پنجاب کا حصہ نہیں ہیں؟ اس کا ہاں یا ناں میں جواب دے دیں۔

جناب چیئرمین! میرا تیسرا سوال یہ ہے کہ ایوان کے تمام معزز ممبران کی طرف سے سفارشات دی گئیں اور ایک سوالنامہ بھی دیا گیا تھا جس کو معزز ممبران نے fill کر کے واپس کیا تھا تو اس میں سے کتنی سفارشات actually اس 1681۔ارب روپے کے بجٹ کے اندر incorporate کی گئی ہیں؟ محترمہ وزیر خزانہ مجھے دو تین مثالیں دے دیں تو میں مطمئن ہو جاؤں گا کیونکہ میرے نقطہ نظر میں یہ بجٹ ادھر بنتا ہے اور نہ ہی ادھر کی تجاویز incorporate ہوتی ہیں۔ یہ کام بابوؤں کے ذمے لگا ہوا ہے۔ وہ کیلکولیٹر میں دو جمع دو پانچ کریں یا ایک جمع ایک گیارہ کریں کوئی ان کو پوچھنے والا نہیں ہے۔ ADP کی سکیمیں آتی ہیں، proposals آتی ہیں، سکولوں اور ہسپتالوں کی باتیں ہوتی ہیں۔ اگر ہر سال بجٹ کی allocations properly ہو رہی ہیں تو پھر یہاں حکومتی ممبران کی طرف سے تو کوئی بھی ممبر کھڑا ہو کر تقریر ہی نہ کرے اور اگر تمام مسائل حل ہو رہے ہیں تو پھر یہاں یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے کہ ہمیں پینے کا صاف پانی، کالجوں، سکولوں اور فلاں فلاں سڑک کی ضرورت ہے؟

جناب چیئرمین! میں بطور اپوزیشن نہیں بلکہ بطور ممبر parliament یہ درخواست کروں گا کہ اب تک جو utilization ہوئی ہے وہ کہاں پر کی گئی ہے؟

جناب چیئرمین! میں ذمہ داری سے کہہ سکتا ہوں کہ پچھلے تین سالوں میں ہر دفعہ بجٹ under-utilize ہوا ہے۔ قائد حزب اختلاف نے بات کی، انہوں نے چونکہ اپوزیشن کا کردار ادا کرنا تھا اس لئے انہوں نے بالکل صحیح identify کیا کہ اب بھی ہسپتالوں میں ایم آر آئی مشینیں،

وینٹی لیٹرز اور beds نہیں ہیں۔ درحقیقت جو بجٹ یا فنڈز allocate ہو چکے ہیں وہ اس متعلقہ ڈیپارٹمنٹ تک نہیں پہنچ رہے۔

جناب چیئرمین! میں ہر دفعہ یہ کہتا ہوں اور آج پھر ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ اس وقت بھی میرے حلقہ کے اندر سکولوں کی چار دیواری نہیں ہے۔ آپ جس کی مرضی ڈیوٹی لگا دیں میں باقاعدہ ایسے سکول دکھانے کو تیار ہوں۔ سکولوں کی عمارتوں میں cracks ہیں اور وہ dangerous declare ہو چکی ہیں لیکن کوئی پوچھنے والا ہی نہیں۔ ہمارے اُوپر لیبل لگا ہوا ہے کہ یہ اپوزیشن کے ممبران ہیں اس لئے ان کا تو کام ہی تنقید یا تبصرہ کرنا ہے۔ میں تبصرہ کر رہا ہوں اور میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ ہمارا کام صرف یہ رہ گیا ہے کہ یہاں پر پانچ منٹ تقریر کرنی ہے۔

جناب چیئرمین! میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ کسی وقت کسی کے دل میں یہ بات ضرور آنی چاہئے کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ میں محترمہ وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب سے کہتا ہوں کہ آپ اپنا title بدل لیں اور آپ اب اپنے آپ کو 247 حلقہ جات کا وزیر اعلیٰ declare کر لیں۔ جب آپ نے حزب اختلاف کو acknowledge ہی نہیں کرنا کہ وہ exist کرتی ہے تو پھر آپ اپنے آپ کو پورے پنجاب کا وزیر اعلیٰ کیسے کہہ سکتے ہیں اور آپ کس طرح سے کہہ سکتے ہیں کہ میں خادم اعلیٰ پنجاب ہوں؟ خادم اعلیٰ پنجاب کا title آپ کو privileges نہیں دیتا بلکہ آپ کے اُوپر ذمہ داری ڈالتا ہے کہ اگر میرے حلقہ کے اندر کسی شخص کو کوئی مسئلہ ہے تو اس کو حل کرنا بھی آپ کی ذمہ داری ہے۔ اگر انہوں نے اپنا title وزیر اعلیٰ سے خادم اعلیٰ رکھا ہے تو اس کو prove بھی کریں۔ ہم یہاں پر پالیسی اور equal distribution کی بات کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں بالکل یہ نہیں کہہ رہا کہ آپ وقاص حسن موکل، جناب خرم جہانگیر وٹو یا میاں صاحب کی جیب میں فنڈز ڈالیں۔ میں پچھلے چار سالوں سے بار بار یہ کہہ رہا ہوں کہ ہم سے صرف یہ پوچھ لیا جائے کہ ہمارے حلقوں میں ضرورت کیا ہے؟ آپ اربوں روپے وہاں پر لگا رہے ہیں لیکن ان سے پوچھنے والا کوئی نہیں۔ حکومتی بنچوں سے تعلق رکھنے والے ممبران کو پھر بھی یہ privilege حاصل ہے کہ اگر ان کے حلقہ میں کسی قسم کی کوئی misappropriation ہو رہی ہے تو وہ اپنے متعلقہ وزیر کو کہہ دیتے ہیں یا وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ چلے جاتے ہیں لیکن ہم کس کے پاس جائیں؟ ہم آپ کے پاس جاتے ہیں یا اس ایوان میں بات کرتے ہیں۔ کاغذات میں لکھا جاتا ہے کہ پوری dictation لی جا رہی ہے، ساری باتیں نوٹ کی جا رہی ہیں جبکہ عملی طور پر ایسا کچھ بھی نہیں ہو رہا۔

جناب چیئر مین! میں کہتا ہوں کہ اس پری بجٹ بحث کے اندر اگر کسی کا فائدہ ہو رہا ہے تو وہ ردی والے کا ہو رہا ہے کیونکہ یہ سب کاغذات ردی میں جا رہے ہیں۔ ردی والے کے پیسے بن رہے ہیں اور وہ ان پیسوں سے دو چار دن کے لئے اپنے بیوی بچوں کو بہتر کھانا کھلا سکے گا۔ اس کے علاوہ اس پری بجٹ بحث کی اور کوئی utility نہیں ہے۔

جناب چیئر مین: سردار وقاص حسن موکل! آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب چیئر مین! اب آپ ہمیں پانچ منٹ بات بھی نہیں کرنے دے رہے۔ حزب اقتدار کے معزز ممبران نے تو یہی بات کرنی ہے کہ ہمارے حلقے کے لئے مزید پیسے allocate کئے جائیں جبکہ ہم تو صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے حلقوں کے اندر نظر کرم ہی کروا دیں۔ میں آپ کو پھر ذمہ داری کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کی تختی پر میں خود پھول نچھاور کروں گا لیکن کام تو ہو، اُس حلقے کو کس غلطی کی سزا مل رہی ہے، ہم کس کے پاس جائیں اور پری بجٹ بحث کا مقصد کیا ہے؟

جناب چیئر مین! میں آپ کو صرف تین سفارشات دوں گا۔ Distribution اس basis پر ہونی چاہئے کہ اس عوام کی ہر طرح کی ذمہ داری اس حکومت کی ہے۔ یہ بات بھی fact factual ہے کہ لاہور کے اندر per capita budget allocations 60/65/70 thousand rupees ہے اور لاہور شہر سے باہر per capita budget allocation three thousand rupees ہے۔ یہ discrepancy نہیں ہے تو اور کیا ہے، یہ ظلم نہیں ہے تو کیا ہے؟ یہاں پر پری بجٹ allocation and distribution کی بات ہو رہی ہے۔

جناب چیئر مین! میں یہی request کر سکتا ہوں کہ حکومت اس چیز کے اندر اپنی policy change کرے۔ حکومت نے ہم سے بدلہ لینا ہے، ہم سے حکومت کی انا اور عداوت ہے کہ یہاں پر یہ حزب اختلاف کیوں بیٹھی ہے؟ اس میں ہم بھی حکومت سے کچھ نہیں کہہ سکتے اور حکومت بھی ہم سے کچھ نہیں کہہ سکتی لیکن جن لوگوں نے ہمیں ذمہ دار بنا کر بھیجا ہے یہ میرے اوپر لازم ہے کہ میں اُن کی آواز اُٹھاؤں اور آگے صرف ایک سال رہ گیا ہے میں اُن لوگوں کی آواز اُٹھاتا رہوں گا اور میں یہ باور کراتا رہوں گا کہ حزب اختلاف کے لوگوں کے حلقوں کی ضروریات کی ذمہ داری حکومت نے پوری کرنی ہے---

جناب چیئرمین: جی، بہت شکریہ۔ رانا محمد ارشد!

معاون خصوصی برائے وزیر اعلیٰ (رانا محمد ارشد): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت اور موقع دیا۔ کتنا کہنا آسان ہے کہ یہ نہیں ہوا اور وہ نہیں ہوا۔ اگر جناب پرویز مشرف یا چودھری پرویز الٰہی کا دور دیکھا جائے یہی اسمبلی تھی، یہاں پر کھڑے ہو کر ہی بار بار کہا جاتا تھا کہ ہم دس بار پرویز مشرف کو وردی میں ہی صدر منتخب کریں گے۔ آج وہ مشن نہیں ہے آج الحمد للہ اگر 1681۔ارب روپے کا بجٹ ہے تو وہ عوام کے لئے رکھا گیا ہے۔ ان کے دور میں کہا گیا تھا کہ مغلپورہ والا overhead bridge بنے گا لیکن وہ نہیں بنا تو الحمد للہ ہم نے تو ڈیڑھ کلومیٹر لمبا وہ overhead bridge بنا دیا۔ جب یہ بات ہوئی تھی کہ سمن آباد والے گندے نالے کو cover کرنا ہے اور وہاں پر روڈ بننا ہے اُس کے افتتاح تو ہوتے رہے لیکن وہ کام نہ ہوا تو آج الحمد للہ خادم اعلیٰ پنجاب کو اللہ تعالیٰ نے ہمت اور توفیق دی تو انہوں نے اربوں روپیہ وہاں پر لگا کر اُس حلقے کو سنوارا ہے۔

جناب چیئرمین !لاہور کی آبادی دو کروڑ ہے ، لاہور پاکستان کا دل ہے، لاہور پنجاب کا دارالخلافہ ہے تو یہاں کے ہر ہسپتال میں اگر پانچ یا چھ ہزار مریض آتے ہیں تو وہ اکیلے شہر لاہور سے نہیں آتے وہ میرے ضلع شیخوپورہ سے آتے ہیں، وہ ننکانہ صاحب سے آتے ہیں اور میانوالی سے لے کر ڈی جی خان تک کے لوگ لاہور کے ان ہسپتالوں میں علاج کے لئے آتے ہیں۔ جب مریض ہسپتالوں میں آتے ہیں تو وہاں پر medicines بھی استعمال ہوتی ہیں۔ آج پورے پنجاب کے اندر across the board ہر ٹی ایچ کیو میں 50 لاکھ روپے ایمرجنسی کے لئے وہاں پر ایم ایس کی disposal پر رکھا ہے اور کوئی غریب یا مستحق آدمی کسی ٹی ایچ کیو میں جاتا ہے تو اُس کو چوبیس گھنٹے ڈاکٹر ملتا ہے اور free medicine ملتی ہے۔ ڈی جی خان پنجاب کا آخری ضلع ہے لیکن وہاں کے students کو medical کی تعلیم کے لئے لاہور میں نہیں آنا پڑتا، اگر رحیم یار خان پنجاب کا آخری ضلع ہے تو وہاں پر انجینئرنگ یونیورسٹی بن چکی ہے وہاں بچے پڑھتے ہیں اور الحمد للہ وہ خادم اعلیٰ کو دعائیں دیتے ہیں۔ اس سے پہلے میڈیکل کالج اور انجینئرنگ یونیورسٹیاں کیوں نہیں بن گئیں؟

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے 4 phase میں 2 لاکھ 40 ہزار ایجوکیٹرز بھرتی کئے ہیں جس میں وزیر اعلیٰ یا کسی ایم پی اے کا کوئی کوٹا نہیں، اُن کی across the board میرٹ پر ریکروٹمنٹ ہو رہی ہیں۔ ہم نے سرکاری سکولوں کی کوالٹی کو بہتر کیا ہے۔

جناب چیئرمین! میں اس کے باوجود کہتا ہوں کہ ہم نے عوام کی اور بھی خدمت کرنی ہے۔ ہم نے 2017-18 میں ایجوکیشن کا بجٹ اور بڑھانا ہے تاکہ across the board ہر غریب کے بچے کو پرائیویٹ سکولوں سے اچھی تعلیم مل سکے اور وزیر اعلیٰ کا یہی وژن ہے۔ ضلع کی سطح پر ایجوکیشن اتھارٹیز اس لئے بنادی گئی ہیں کہ بہاولنگر جیسے دور دراز اضلاع کے لوگوں کو پنجاب کے سیکرٹری کے پاس لاہور نہ آنا پڑے۔ وہاں کے منتخب نمائندے وہاں پر بیٹھ کر فیصلہ کر سکیں جس میں لوکل گورنمنٹ کو on board لیا گیا ہے تاکہ اُن لوگوں کے سفر کو کم کیا جائے تو اس پر appreciate کیا جانا چاہئے تھا۔ عوام کی خواہش کے مطابق ایجوکیشن اتھارٹیز اور ہیلتھ اتھارٹیز، across the board ہر ضلع میں بن چکی ہیں۔

جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ جو کہتے تھے آج الحمدللہ اُس پر عملدرآمد کیا ہے۔ زمیندار کو یوریا کھاد کی بوری جو 2ہزار روپے میں ملتی تھی اب across the board وہی بوری -/1300 روپے میں مل رہی ہے یہ پہلے کیوں نہیں ہوا؟ یہاں پر یوریا مافیا تھا، یہاں پر DAP کا مافیا تھا۔ DAP کی بوری -/4000 روپے کی ملتی تھی آج الحمدللہ -/2400 روپے کی بوری ہر زمیندار کو مل رہی ہے۔

جناب چیئرمین! آج میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پہلے زمیندار کو سستی بجلی کیوں نہ ملی؟ آج ہر زمیندار کو 5روپے 35 پیسے فی یونٹ بجلی مل رہی ہے اُس کا تعلق کسی بھی سیاسی پارٹی سے ہو۔ پہلے کسی کو یہ توفیق کیوں نہ ہوئی کہ وہ غریب کی بات سنے، وہ غریب کو تعلیم دے، وہ غریب کو صحت کی سہولیات دیں۔ اُس وقت ترجیحات کچھ اور تھیں، وہ ترجیحات عوام کے لئے نہیں تھیں۔ میں انتہائی ادب سے محترمہ وزیر خزانہ سے عرض کروں گا کہ ہمیں تعلیم کا بجٹ بڑھانا ہے اور ہمیں صحت کا بجٹ بڑھانا ہے---

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ جی، رانا لیاقت علی!

رانا لیاقت علی: جناب چیئرمین! شکریہ۔ پاکستان کی رونقیں بحال ہونے میں، پاکستان کو پھلتا پھُولتا دیکھنے اور پاکستان میں جمہوریت کو پروان چڑھنے میں پوری دنیا کی نگاہیں ہم پر جمی ہوئی ہیں۔ وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور اُن کی ٹیم نے انتھک کوشش کر کے پاکستان کو اس بحران سے نکال کر جس طرح ترقی کی راہ پر گامزن کیا ہے وہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ میں اگر کسان کو دیکھوں تو کسان کے لئے کھاد، بیج، زرعی آلات اور ان میں کسان کے لئے

سب سے خوبصورت تحفہ farm to market roads کا ہے اس پر میں محترمہ وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ farm to market roads پر جتنی بھی توجہ دی جائے وہ کم ہے کیونکہ وہ کسان کے کھیتوں میں ایک موٹروے ہے جس سے وہ اپنی اجناس مارکیٹ تک لے کر جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! میں دوسری بات یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمیں جنگلات کے حوالے سے کوئی غور و فکر کرنا چاہئے۔ پاکستان اور خصوصاً پنجاب میں جنگلات ختم ہوتے جا رہے ہیں۔ پرانے وقتوں میں سڑک اور نہروں کی دونوں اطراف، سکولوں میں، پارکوں میں اور جنگلات میں شجرکاری ہوتی تھی آج یہاں پر موسم بہار کی آمد آمد ہے لیکن کہیں پر بھی شجرکاری کی مہم نظر نہیں آ رہی تو ہمیں اس پر working کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! میں تیسری بات یہ کروں گا کہ میرا حلقہ rural area ہے تو ہم سب یہاں پر زور دے رہے ہیں کہ پینے کے صاف پانی کی اشد ضرورت ہے اس پر ہمیں ہنگامی حالات کے طور پر کام کرنا چاہئے۔ میں یہ بھی ذکر کرنا چاہوں گا کہ ہر گاؤں میں چھپڑ، تالاب اور جوہڑ ہیں جو ڈینگی اور بیماریوں کا ہیڈکوارٹر بنے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے محترمہ وزیر خزانہ کے علم میں یہ بات لانا چاہ رہا ہوں کہ وہ جو چھپڑ ہیں ان کو چلڈرن پارکس میں تبدیل کرنا چاہئے پانی کی نکاسی کا اچھا انتظام کرنا چاہئے۔ گاؤں کے لوگوں میں سپورٹس کے رجحان کو بڑھانا چاہئے۔ میں یہاں پر یہ بھی ذکر کرنا چاہوں گا کہ OPC معرض وجود میں آئی ہے تو اوورسیز پاکستانیوں کو بہت تحفظ ملا ہے۔ ہم اوورسیز پاکستانی OPC میں اپنی شکایت درج کراتے ہیں تو اس پر کارروائی ہوتی ہے۔ ہمیں اچھا response مل رہا ہے لیکن اوورسیز پاکستانیوں کو جو سب سے بڑی مشکل آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ جب ہم امید کی کرن کے قریب پہنچتے ہیں تو وہ لوگ اپنے وکلاء کے ساتھ رجوع کر کے معاملات کورٹ میں لے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں یہاں پر وزیراعلیٰ پنجاب سے یہ گزارش کروں گا کہ اوورسیز پاکستانیوں کے لئے سپیشل کورٹس ہونی چاہئیں جو fast track پر کام کریں اور ہمارے معاملات حل ہوں۔ پاکستان کے لئے اوورسیز پاکستانی قیمتی اثاثہ ہیں ان کا اعتماد بحال ہونا چاہئے تاکہ وہ پاکستان میں آکر انوسٹمنٹ کریں۔

جناب چیئرمین! ایک اہم ترین معاملہ پر میں خصوصی توجہ چاہوں گا کہ ہر سال ADP کی سکیموں کے لئے ہم لوکل لیول پر لوگوں سے discuss کرنے کے بعد یہاں پر one to one وزیراعلیٰ

پنجاب سے ملاقاتیں کرتے ہیں اس کے بعد ہماری یہ سکیمیں ADP میں آ جاتی ہیں، وہ سکیمیں پرنٹ ہو جاتی ہیں لیکن بدقسمتی سے میں یہ کہنا چاہوں گا ان پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔ آج کی تاریخ میں میری چار سکیمیں ADP کے لئے ہیں۔ تحصیل پسرور کو تین سڑکیں سیالکوٹ سے ملاتی ہیں۔ ان میں پسرور سے سیالکوٹ، براستہ منڈی ٹھسر وہ پھلورہ بھاگوال سیالکوٹ اور کنگرہ سے سیالکوٹ ہیں، ان تینوں سڑکوں کی ناقص حالت ہے وہ سفر کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

جناب چیئر مین! میری یہ گزارش ہے کہ ان تینوں سڑکوں کو ADP کی باقاعدہ سکیموں میں شامل کیا جائے۔ اس کے علاوہ میرے دو سٹیڈیم چونڈہ سٹیڈیم اور سبز پیر سٹیڈیم ہیں یہ 14-2013 میں مکمل ہونا تھے لیکن وہ 16-2015 میں بھی مکمل نہیں ہو سکے۔ ان ADP کی سکیموں پر ابھی تک عملدرآمد نہیں ہوا، ان سکیموں پر کوئی mechanism بنایا جائے اور ان پر ماہانہ رپورٹ لی جانی چاہئے تاکہ ADP کی سکیمیں اپنی میعاد مدت میں مکمل ہونی چاہئیں۔ بہت شکریہ

جناب چیئر مین: شکریہ۔ محترمہ حسینہ بیگم!

محترمہ حسینہ بیگم: جناب چیئر مین! شکریہ۔ میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا ہے۔ مجھے زیادہ وقت دیا جائے کیونکہ میں بہت دیر بعد بولتی ہوں۔ بہاولپور میں خواتین کے لئے یونیورسٹی بنائی گئی ہے۔ اس کے لئے میں محترمہ وزیر خزانہ سے کہتی ہوں کہ آنے والے بجٹ میں اس کے لئے زیادہ سے زیادہ فنڈز رکھے جائیں تاکہ بچیوں کو کوئی پریشانی نہ ہو۔

جناب چیئر مین! میری دوسری تجویز یہ ہے کہ فلٹریشن پلانٹ ملتانی گیٹ اور بوہڑ گیٹ میں نہیں ہیں۔ عوام کو صاحب پینے کے پانی کی ضرورت ہے وہاں لوگ ہیپاٹائٹس سی، بی اور اے کا شکار ہو رہے ہیں۔ وہاں بہت غریب لوگ رہتے ہیں۔

جناب چیئر مین! میری تیسری گزارش یہ کہ ہیلتھ ورکرز جو گھر گھر جا کر پولیو کے قطرے پلاتی ہیں ان کے تحفظ کے لئے بندوبست کیا جانا چاہئے۔

جناب چیئر مین! ہمارے بہاولپور میں وکٹوریہ ہسپتال ہے وہاں صفائی کا انتظام نہیں ہے اس لئے وہ بیماری کا باعث بنا ہوا ہے۔ میں نے خود visit کیا ہے۔ میں نے جھانجی والا ہسپتال کا visit کیا تو میں نے کہا کہ صفائی تو بہت ہے مگر وہاں ڈاکٹر نہیں ہیں۔ وہاں ڈاکٹروں کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اس کے لئے میری درخواست ہے کہ وہاں ڈاکٹر دیئے جائیں۔

جناب چیئرمین! میں یہ بھی کہتی ہوں کہ کون کہتا ہے کہ بہاولپور میں کام نہیں ہوتا۔ اللہ کا شکر ہے فریڈ گیٹ، ملتانی گیٹ، بوہڑ گیٹ، شکارپوری گیٹ بلکہ سارے گیٹ بہت خوبصورت بنائے گئے ہیں جو دیکھنے کے قابل ہیں۔ ان کی وجہ سے بہاولپور کی شان بدل گئی ہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: محترمہ سعدیہ سہیل رانا!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں ہمیشہ اپنی تقریر کا آغاز شعر سے کرتی ہوں اس لئے حسب روایت اپنی تقریر کا آغاز شعر سے کروں گی کہ:

کٹھن ہے راستہ سچائی کا پرچار کرنا ہے
کہ اب فرعون کے آگے مجھے انکار کرنا ہے
مجھے حق بات کہنی ہے یہی ایمان ہے میرا
وڈیروں کی سیاست کو مجھے بے کار کرنا ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! ہماری محترمہ وزیر خزانہ تشریف رکھتی ہیں اس لئے میں آج تجاویز پر زیادہ focus کروں گی تاکہ حکومت بجٹ میں improvement لاسکے۔

جناب چیئرمین! میری سب سے پہلے ٹیکس کے حوالے سے درخواست ہے کہ اب جو نیا بجٹ آنے والا ہے اس میں نئے ٹیکسوں کو نہ لگانے کے لئے make sure کیا جائے۔ اس غریب پسی ہوئی عوام پر پہلے ہی بہت زیادہ direct and indirect ٹیکسوں کا بوجھ ہے اور ایسے ٹیکس جو خاص طور پر عام عوام کو براہ راست متاثر کرتے ہیں جیسے ٹیلیفون کارڈ لیں تو اس پر میاں منشاء بھی اتنا ہی ٹیکس دیتے ہیں جتنا ایک ریڑھی والا ٹیکس دیتا ہے۔ اس چیز کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے کہ ٹیکسوں کی وجہ سے اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں اضافہ نہ ہو۔

جناب چیئرمین! پنجاب میں پل تو پل بھر میں بن جاتے ہیں لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ مریض فرش پر لیٹ کر مر جاتے ہیں۔ یہ ہمارا بہت بڑا المیہ ہے۔ ہمیں اس چیز کو make sure کرنا ہے کہ ہمارے جو ترقیاتی منصوبے ہیں وہ focused ہوں جو عام شہری کو facilitate کر سکیں۔ ہم نے سستی روٹی سکیم شروع کی جو flop سکیم تھی۔ اس پر 30۔ارب روپے ضائع کئے گئے اور آج تک ہم بنکوں کو بہت بھاری رقم کی صورت میں سود ادا کر رہے ہیں۔ پیلو کیب، سستی روٹی، دانش سکول اور میٹرو بس

سب ایسی سکیمیں ہیں جن پر اخراجات تو بہت ہیں لیکن حکومت عام آدمی کو ریلیف دینے میں ناکام رہی ہے۔

جناب چیئر مین! میری وزیر اعلیٰ و خادم اعلیٰ سے آپ کی وساطت سے گزارش ہے کہ پنجاب کے لوگ بہت بے بس ہیں اس لئے وہ flop سکیموں کی بجائے sustainable ڈویلپمنٹ پر توجہ دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ 100۔ارب کی لاگت سے ہم نے اورنج بنائی ہے اس کو چلانے کے لئے ہمیں 100 میگاواٹ بجلی چاہئے اس وقت یہ پراجیکٹ چلے گا۔اگر یہی ایک سو میگاواٹ بجلی ہم کارخانوں اور صنعتوں کو دیتے تو اس سے عوام کو ریلیف ملتا۔آپ اس حساب سے روز کا پونے دو کروڑ روپیہ ریونیو اکٹھا کر سکتے تھے۔اس پونے دو کروڑ روپے سے روز کی چار بسیں، ایک مہینے میں 120 بسیں اور ایک سال میں 1400 بسیں خرید سکتے تھے جس سے آپ ایک ٹریک کی بجائے پورے لاہور میں ٹریفک کے نظام کو بہتر کر سکتے تھے پر ہماری choice یہ نہیں تھی۔

جناب چیئر مین! اسی طرح 200۔ارب روپے ہم نے صاف پانی کے لئے رکھے ہیں اس کا یہ حال ہے کہ وزیر قانون کے اپنے ضلع فیصل آباد میں ایک بھی فلٹریشن پلانٹ نہیں ہے۔جو working condition میں ہو۔وہ پیسا کہاں گیا اور وہ 100۔ارب روپیہ کہاں لگایا جو شفاف پانی کے لئے رکھا تھا؟ اس کو دیکھا جائے کہ آپ جو فنڈز رکھ رہے ہیں وہ صحیح جگہ پر استعمال ہو رہے ہیں یا نہیں۔یہاں پر 12 کروڑ پنجابی بھائی ہیں یعنی پنجاب کی جو 12 کروڑ آبادی ہے وہ تو خیر اب مردم شماری ہو رہی ہے exact figure بھی سامنے آ جائے گی وہ اگر قطر جا کر بھی مزدوری کرتے ہیں تو بھی وہ اپنے بچوں کو پرائیویٹ سکولوں میں پڑھا سکتے ہیں اور نہ ہی ان کا علاج پرائیویٹ ہسپتالوں میں کروا سکتے ہیں۔پنجاب حکومت کو ایسے منصوبوں پر invest کرنا چاہئے جس سے direct عوام کو ریلیف ملے جیسا کہ پولیس سٹیشن ہیں۔

جناب چیئر مین! ہم نے سیف سٹی کے نام سے ایک بہت بڑا پراجیکٹ متعارف کروایا ہے اس کی بجائے اگر ہم تھانہ کلچر کو بہتر کرنے کی کوشش کرتے اور تھانے کی base کو بہتر کرتے اور ان کو best equipment سے لیس کرتے، ان کو best training دیتے اور ان کو facility دیتے تو اس سے عام آدمی کو ریلیف ملتا۔اگر آپ تھانہ کلچر کو improve and facilitate کرتے تو یہ پراجیکٹ آپ کے سیف سٹی پراجیکٹ سے بہت زیادہ useful ہوتا۔ ہم نے یہ کمی دیکھی ہے کہ ہماری جو اصل انوسٹمنٹ ہے وہ human build کرنے کے لئے ہونی چاہئے۔ہم بلڈنگز تو بناتے ہیں لیکن human resource کو build نہیں کرتے جو کہ ہمارے وقت کی اشد ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! میں اس کے ساتھ ہی ہیلتھ کے حوالے سے بھی تجاویز دینا چاہتی ہوں کہ آپ کا جو rural and urban difference ہے اس کو totally ختم کرکے ماڈل ہسپتال یونین کونسل لیول پر ہونے چاہئیں تاکہ ڈسٹرکٹ ہسپتالوں پر جو بوجھ ہے وہ کم ہو۔ میرے ایک فاضل بھائی ابھی کہہ رہے تھے لاہور میں ہر ڈسٹرکٹ سے مریض آتے ہیں اور یہ ہوتا ہے اور وہ ہوتا ہے تو وہ کیوں آتے ہیں، ان کو نہیں آنا چاہئے یہ سہولت ان کو ان کے doorstep میں ملنی چاہئے، یونین کونسل لیول اور ڈسٹرکٹ لیول پر ملنی چاہئے ناکہ وہ اپنے مریضوں کو اٹھا کر لاہور کی طرف بھاگتے پھریں اور لاہور میں یہ عالم ہے کہ ایک بیڈ پر تین تین مریض موجود ہیں اور اسی طرح سے ادویات کا حال ہے۔

جناب چیئرمین! آپ یہ دیکھیں کہ ہمارے ہاں ٹراما سنٹرز کی سہولیات موجود نہیں ہیں۔ آپ کا ملک حالت جنگ میں ہے۔ آپ کے ملک میں ٹریفک حادثات کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن یہاں پر ٹراما سنٹرز نہیں ہیں۔ یہاں پر ڈسٹرکٹ لیول پر ہر ہسپتال میں ٹراما سنٹر کی سہولت اور ٹرینڈ سٹاف کی availability بہت ضروری ہے یعنی basic جو آپ کا life saving کا mechanism یا مشینری ہوتی ہے اس کی availability ہر ڈسٹرکٹ لیول پر بہت ضروری ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ میری یہ تجاویز ہسپتالوں کے بارے میں بہت اچھی ہیں یہ منسٹر صاحبہ تک پہنچ جائیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ اپنی تجاویز لکھ کر دے دیں کیونکہ ابھی کافی نام رہتے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ باقی سب کی بھی باری آجائے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب چیئرمین! میں صرف دو منٹ اور لوں گی کیونکہ میں سکولز کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ تشریف رکھیں تاکہ باقی سب کی بھی باری آجائے اور ویسے بھی اختصار کو گفتگو کی خوبصورتی سمجھا جاتا ہے۔ اگلے مقرر جناب عبدالرؤف مغل!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اب اگلی مقرر محترمہ مہوش سلطانہ ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب چیئرمین! شکریہ۔ یہاں پر محترمہ وزیر خزانہ بھی موجود ہیں اور میں ان کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے some important suggestion regarding my constituency دینا چاہوں گی۔ پری بجٹ بحث ایک بہت اچھا initiative ہے اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے ہمارے جو بھی انتخابی حلقہ کے issues ہوتے ہیں ہم ان

کو یہاں پر highlight کر سکتے ہیں اور اس سے ہمیں آگے پلاننگ کرنے میں بھی آسانی رہتی ہے اور فنانس کو بھی constituency guidance کی طرف سے ملتی رہتی ہے۔

جناب چیئرمین! میں quickly اپنے issues کی طرف آؤں گی اس میں ایک issue بہت اہم ہے۔ I belong to Choa Saidan Shah that is mainly mining area اور وہاں پر صاف پانی کا بہت issue رہتا ہے کیونکہ وہاں پر coal ہے اور جب وہاں پر زیادہ گہرا بور کیا جاتا ہے تو coal کو وہ touch کرتا ہے جس کی وجہ سے پانی کی availability بہت مشکل ہے تو میں request کروں گی وہاں پر clean drinking water یا واٹر فلٹریشن پلانٹ کو install کروایا جائے۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ جیسے میں نے پہلے بھی عرض کیا یہ ہمارا mining area ہے تو وہاں پر majority of labour that belongs to mine labour اور ان کے بہت زیادہ issues regarding lungs or lungs cancer رہتے ہیں یا اس طرح کی دوسری diseases رہتی ہیں، وہاں پر mining hospital ہے اور THQ ہے۔

جناب چیئرمین! میری یہ request ہوگی کہ وہاں پر lungs treatment کے حوالے سے ایک ڈیپارٹمنٹ ضرور رکھا جائے کیونکہ وہاں پر زیادہ تر بیماریاں lungs کے حوالے سے ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ میں اپنا تیسرا issue highlight کرنا چاہوں گی کہ ہمارا پوٹھوہار region ہے اور we have got land لیکن وہاں پر land کو سیراب کرنے کے لئے ہمیشہ پانی کا مسئلہ رہتا ہے وہاں پر Small Dams بہت ہی important ہیں، جس کے لئے میں specially focus کرنا چاہوں گی وہاں پر پہلے بھی Small Dams کے حوالے سے کافی تجاویز ہیں اور اس کے لئے feasibility بھی بنی ہے۔

جناب چیئرمین! میں معزز محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش کروں گی کہ تحصیل چوآسیدن شاہ کی feasibility اور Small Dams کی تجاویز ضرور لی جائیں۔ وہاں ایک سلو یونین کونسل اور بشارت یونین کونسل ہے وہاں پر ان کی feasibility موجود ہے تو اس کو ضرور include کیا جائے۔ ہمارا علاقہ that is very rich for tourism وہاں پر tourism کی بہت اچھی اور important sites ہیں جس میں ایک important اور historical جگہ گدھالا گارڈن that is in Choa Saidan Shah یہ pre-partition کا پرانا باغ ہے اور سو ایکڑ پر مشتمل ہے۔ یہاں پر

Buddhism کی بھیsite موجود ہے اور وہاں پر اس کے کچھ پرانےstupas موجود ہیں تو میں requestکروں گی کہ tourism کے لئے گدھالا گارڈن کو developکیا جائے تو وہاں پر ایک اچھا tourism resortبن سکتا ہے۔ تحصیل چواسیدن شاہ میں we have got series of forts جن میں بہت اہم ملوٹ فورٹ جو کہ کلر کہار کے بہت قریب ہے، اس کے بعد نندنا فورٹ اور کوسک فورٹ یہ تین سے چار وہاں پر فورٹس ہیں ان کو developکیا جا سکتا ہے اور اس طرح سے ہم tourismکو بہت زیادہ بڑھا سکتے ہیں۔ وہاں پر ہماری ایک بہت ہی اہم جگہ کٹاس راج ہے جو کہ Hindu-religionکے حوالے سے بہت زیادہimportant ہے، وہاں چوا سیدن شاہ میں ایک Buddhismکی siteبھی موجود ہے اور Muslimsکے لئے تو of courseوہاںshrineہے۔ کٹاس راج میں تقریباً 2لاکھ کے قریب tourist ہر سال آتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ وہاں پر different foreignersبھی آتے ہیں سب سے اہم کہ وہreligious tourismکے لئے بہت importantہے کیونکہ وہاں سال میں دو مرتبہ سو یا سو سے زیادہ ہندو یاتری آتے ہیں اور ہم انہیں hostکرتے ہیں۔ جس طرح ہم مکہ، مدینہ حج یا عمرہ کے لئے جاتے ہیں تو ہندو مذہب کے لوگوں کے لئے کٹاس بھیequally importantہے۔

جناب چیئر مین! میں یہاں پر یہ تجویز دینا چاہوں گی کہ کٹاس راج کو ہمیں صرف religious tourismکے لئے صرف انڈیا ہی سےattractنہیں کرنا چاہئے بلکہ ہمیں پوری دنیا کے ہندوؤں کو attract کرنا چاہئے کہ وہ یہاں پر آئیں تو اس سے ہمارا tourism بھی بڑھے گا اور ہمارے revenueمیں بھی اضافہ ہوگا۔

جناب چیئر مین! میں محترمہ وزیر خزانہ کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ request کروں گی کہ وہاں پر ایک tourism hubہے اور وہاں پر بہت سی ایسیsites ہیں جن کی پوری تفصیل میں وقت کی کمی کی وجہ سے یہاں پر بیان نہیں کر سکتی لیکن اس کے لئے ایک پورا plan regarding tourism developکیا جائے۔ اس سے ہمارا soft image internationallyبھی بہتر ہوگا اور ہمارے revenueمیں بھی بہت اضافہ ہوگا۔ آخر میں، میں اپنی تقریر کو wind upکرتے ہوئے جناب چیئر مین آپ کا اور محترمہ وزیر خزانہ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب چیئر مین: اگلی مقرر محترمہ فرح منظور!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اب اگلے مقرر جناب اعجاز خان ہیں۔

جناب اعجاز خان: جناب چیئر مین! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں اپنے حلقے کی بات کرنا چاہوں گا۔ میرا حلقہ راولپنڈی سٹی خاص پی پی۔12 کا علاقہ ہے جس میں باڑہ مارکیٹ، کالج روڈ، گارڈن کالج روڈ، لیاقت باغ اور ٹرنک بازار شامل ہیں وہاں پر ٹریفک کا بہت مسئلہ ہے۔ آپ یقین کریں کہ کافی عرصہ سے وہاں پر پیدل چلنا بھی دشوار ہو چکا ہے اگر آپ گاڑی میں جا رہے ہوں تو ایک کلو میٹر کا فاصلہ طے کرنے میں دو سے تین گھنٹے لگ جاتے ہیں ۔ مین ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال فوارہ چوک میں ہے اگر خدانخواستہ کوئی ایمرجنسی ہو کوئی مریض ہو تو اس کو لے جاتے ہوئے اگر وہ خیر خریت سے پہنچ بھی جائے تو اس کو بھی میرے خیال میں تین گھنٹے صرف ایک کلو میٹر فاصلہ طے کرنے میں لگتے ہیں۔ کسی چوک میں کوئی پولیس والا اور کوئی ٹریفک وارڈن نظر نہیں آتا بلکہ لوگ اپنی مدد آپ کے تحت ٹریفک کا راستہ بناتے ہیں اور جس کے دوران بہت سے لڑائی جھگڑے بھی وہاں پر ہوتے ہیں تو میری آپ کے وساطت سے محترمہ وزیر خزانہ سے یہ درخواست ہوگی کہ راولپنڈی میں خاص طور پر ٹریفک کے مسئلہ کو فوری طور پر حل کیا جائے۔ وہاں پر ناجائز تجاوزات اور غیر قانونی طور پر جو بلڈنگز بن رہی ہیں، پلازے بن رہے ہیں جن کے نقشے بھی پاس نہیں ہوتے، ٹی ایم اے سے مل کر نہ تو اُن کو نقشے کے مطابق بنایا جاتا ہے بلکہ پارکنگ کے لئے بھی جگہ نہیں رکھی جاتی اور setback بھی نہیں کیا جاتا جس طرح ہر روڈ اور نئی بلڈنگ کا دس فٹ کا setback ہوتا ہے بلکہ وہ پرانی بلڈنگ کو توڑ کر دو فٹ آگے چلے جاتے ہیں جہاں پارکنگ بھی نہیں ہوتی۔ میں آپ کی وساطت سے یہ درخواست کروں گا کہ راولپنڈی میں فوری طور پر ٹریفک کے مسئلے کو حل کیا جائے۔

جناب چیئر مین! دوسرا میں ایک اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ میری سوچ کے مطابق آپ جتنی مرضی رقم خرچ کر دیں لیکن جس وقت تک پاکستان کے تھانوں اور عدالتوں کے اندر انصاف قائم نہیں کریں گے تب تک کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ میرے خیال میں انصاف میں کوئی بجٹ نہیں لگتا اور یقین کریں کہ تھانے بکے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ کے وزیر اعلیٰ 26۔ دسمبر کو یہ برملا اقرار کر چکے ہیں کہ تھانے اور کچہریاں پاکستان کے اندر بکتی ہیں۔ میرا یہ سوال ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب خود وزیر اعلیٰ ہیں اور ان کے بڑے بھائی وزیر اعظم ہیں تو ان کے ہوتے ہوئے اگر یہ اقرار کر رہے ہیں تو یہ بھی بتایا جائے کہ تھانوں اور کچہریوں کو

کون بیچتا ہے؟ اللہ کی مخلوق اتنی بے بس ہو چکی ہے کہ یقین کریں جتنے لٹیرے قسم کے لوگ ہیں وہ متعلقہ تھانوں سے مل کر لوگوں کی زمینوں پر ناجائز قبضے کروا رہے ہیں۔ انصاف کی پہلی سیڑھی تھانہ ہے لیکن بقول وزیر اعلیٰ کہ اگر تھانہ بک جائے تو پھر انصاف کی دوسری سیڑھی ضلع کچہری ہے جہاں پر بیٹھا جج بھی بک جائے اور ایک مظلوم کے ساتھ اُس کی حق تلفی ہو جائے تو تھانے کی ایف آئی آر اور ضلع کچہری کے جج کے فیصلے کو سامنے رکھتے ہوئے سپریم کورٹ بھی تقریباً 90 فیصد اسی فیصلے کی پیروی کرتی ہے اور اسی فیصلے کو قائم رکھتی ہے لہٰذا میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ کم از کم انصاف والے معاملے پر فوری طور پر توجہ دی جائے کیونکہ اس میں لوگ بہت بے بس ہو چکے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، خان صاحب! شکریہ۔ چودھری محمد اشرف!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میاں خرم جہانگیر وٹو!

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب چیئرمین! شکریہ۔ پری بجٹ کے حوالے سے ہمارے بہت سارے معزز ممبران نے اپنی تجاویز یہاں پیش کی ہیں اور میں محترمہ وزیر خزانہ کو بھی acknowledge کروں گا کہ وہ بھی تشریف فرما ہیں۔ ہمارا اپوزیشن کا positive انداز میں یہی کام ہے کہ جہاں پر بھی کوئی lacunas یا کمی بیشی ہے اس کو address کریں اور حکومت کی توجہ اس طرف دلائیں۔ میں سب سے پہلے یہ بات کرنا چاہوں گا کہ باہر کے ممالک کی بات ہم تب کریں گے جب ممبران پارلیمنٹ جو لوگوں کے ووٹ لے کر آئے ہیں، وہ خود سمجھیں کہ جس ادارے میں ہم بیٹھے ہیں یہاں ٹھیک طریقے سے perform کر رہے ہیں۔ سب سے پہلے بجٹ allocation پر میں یہ request کروں گا کہ یہ ایک تاریخی عمارت اور اسمبلی ہے جس کے اندر بہت سارے بڑے بڑے سیاستدان آئے اور چلے گئے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ population census کے بعد ہمارے ارکان پارلیمنٹ کی تعداد بڑھی ہے بلکہ آپ نے دیکھا کہ اوپر گیلری میں بھی سیٹیں لگائی گئی ہیں تو پھر ہماری نئی اسمبلی کیوں نہیں بن پا رہی؟ چودھری پرویز الٰہی کے دَور میں اس نئی اسمبلی کا آغاز ہوا لیکن آپ دیکھئے کہ اب اس گورنمنٹ کو بھی پانچ سال گزر گئے ہیں لہٰذا میری یہ request ہو گی کہ اس میں کوئی political mileage نہیں ہے بلکہ ہماری performance کو بہتر کرنے کے لئے اگر نئے بجٹ میں اس بلڈنگ کے لئے allocation کرتے ہوئے اسمبلی کا کام مکمل کیا جائے تو میں on the floor of the House کھڑے ہو کر میاں محمد شہباز شریف کو آ کر شاباش بھی دوں گا اور مبارکباد بھی پیش کروں گا کیونکہ اس کا کسی سیاسی پارٹی سے تعلق نہیں ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ارکان پارلیمنٹ کی عزت اور اس ایوان کی

توقیر کے حوالے سے یہ کام ہوگا۔ اسی طرح میں حکومت کو یہ تجویز بھی دوں گا کہ حکومت کے لئے کیا مشکل ہے کہ اگر ارکان پارلیمنٹ کو ان کے اپنے اپنے حلقوں میں کسی بھی جگہ پر دفاتر دے دے یا لاہور میں دفاتر مہیا کر دے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بھی ہماری performance کافی حد تک بہتر ہوگی۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، وٹو صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! آپ تشریف لائے ہیں تو میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اپوزیشن ممبران جو elect ہو کر آئے ہیں جن کو لوگوں نے ووٹ دیئے ہیں تو ہمارے حلقوں میں کسی قسم کی additional funding تو دُور کی بات لیکن بنیادی funding بھی نہیں ہے۔ ہمارے پیپلز پارٹی کے دورِ حکومت میں وفاقی سطح پر ہمارے ایم این اے صاحبان برابر کے فنڈز لیتے رہے ہیں لیکن یہاں پر میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کے ساتھ ایک ناروا سلوک اختیار کیا جا رہا ہے۔ یہ کسی کے کام آنے والی بات نہیں ہے بلکہ اگر آپ ممبران سے political victimization کرتے ہیں تو کل کو آپ کو بھی بھگتنا پڑتا ہے لہٰذا اس کے لئے میری یہ request ہے کہ یہ آخری سال ہے تو اس میں اپوزیشن کے ممبران اسمبلی کو بھی برابر فنڈز مل جائیں تو میں نہیں سمجھتا کہ اس سے آپ کی governance پر فرق پڑ جائے گا یا آپ کی popularity پر فرق پڑ جائے گا بلکہ اس سے حکومت کی ساکھ میں بہتری پیدا ہوگی کہ یہ اپوزیشن کو بھی ساتھ لے کر چل رہے ہیں۔

جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کسی بھی ملک اور صوبے کا سب سے اہم معاملہ ہوتا ہے اور یہاں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہت ابتر ہے۔ اگر پنجاب کی بات کریں تو وہ اپنی جگہ پر لیکن میں لاہور کی بات کر رہا ہوں کہ 2015 میں 20 فیصد crime ratio بڑھا ہے، 2015 میں 71 ہزار crime صرف لاہور میں ہوئے ہیں باقی murder, gang rape اور property crimes اپنی جگہ پر ہیں۔ یہاں تقریباً پانچ ہزار وارداتیں صرف robbery کی ہوئی ہیں جبکہ ڈکیتی کی 108 وارداتیں ہوئی ہیں اس لئے لاء اینڈ آرڈر کی situation کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ پچھلے دنوں جو bomb blasts ہوئے ہیں اُس کی reports ہمارے پاس نہیں آئیں جن کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں ہیلتھ کے حوالے سے آپ کے سامنے گزارشات پیش کروں گا کہ کسی بھی ضلع میں ایسا ایک بھی ہسپتال نہیں ہے جہاں پر انسان جائے تو وہاں پر ہارٹ کی یا دیگر چیزیں پوری ہو جائیں کیونکہ وہاں پر علاج کی کوئی سہولت نہیں ہے۔ Water Aid Organization کے statistics ہیں کہ پاکستان میں پانچ سال کی عمر سے کم 39ہزار بچے diarrhoea کی وجہ سے ہر سال مر جاتے ہیں یعنی یہ ہمارے حالات ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، wind up کریں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! ہمارے پانچ سال سے کم عمر کے 30 فیصد بچوں کو پانی کی سہولت میسر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب bell بج چکی ہے اس لئے مہربانی کریں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! 16 ملین پاکستانی غیر محفوظ جگہوں سے پانی پی رہے ہیں۔ جہاں پر حالات اس قسم کے ہوں تو وہاں پر ہم میٹرو ٹرین بنانے کا کیسے سوچ سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! سب سے پہلے انسانی زندگی کو اور اس کے بعد باقی چیزوں کو دیکھنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ اگلے مقرر چودھری رفاقت حسین گجر ہیں۔

چودھری رفاقت حسین گجر (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شکریہ۔ مجھ سے پہلے میرے colleague نے بڑی تفصیل کے ساتھ ایجوکیشن اور ہیلتھ پر بات کی ہے اور دوسرے دوستوں نے بھی بات کی ہے۔ میں پانچ منٹ سے پہلے ہی اپنی بات مکمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ میری آپ کے توسط سے محترمہ وزیر خزانہ سے request ہو گی کہ ایجوکیشن میں ابتدا کرتے ہوئے یکساں نصاب تعلیم کے لئے کوئی سسٹم لانے کی کوشش کریں کیونکہ ہم اپنے معاشرے اور صوبے میں طبقاتی نظام خود بخود پیدا کر رہے ہیں۔ اگر ایک ہی ایجوکیشن سسٹم ہو گا تو اس سے شاید بہتری کی امید اور توقع رکھی جا سکتی ہے جس کے لئے میری گزارش ہو گی کہ تعلیم میں یکساں سسٹم کے لئے کوشش کی جائے اور اس کا آغاز کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہیلتھ کے حوالے سے rural areas کے BHUs اور RHCs میں بہت ہی بُری حالت ہے۔ THQs میں آپ کو مشینری بھی available ہوگی اور باقی سارے معاملات بھی ٹھیک ہوں گے لیکن ڈاکٹر صاحبان وہاں پر موجود نہیں ملیں گے جس کی وجہ سے لوگوں کو بڑا مسئلہ درپیش ہے۔ ڈاکٹر صاحبان کے لئے ایسا کوئی package تیار کیا جائے جس سے وہ خوشدلی کے ساتھ وہاں پر اپنی ڈیوٹی سرانجام دے سکیں۔

جناب سپیکر! تیسرے نمبر پر میں اپنی constituency کے حوالے سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہاں سے صرف ایک گھنٹے کی مسافت پر تحصیل نوشہرہ ورکاں ہے لیکن بدقسمتی کے ساتھ مغرب کی نماز کے بعد وہاں زندگی مفلوج ہو جاتی ہے۔ آج ہم نیشنل ایکشن پلان پر بڑی بات کر رہے ہیں لیکن جہاں زندگی مغرب کی نماز کے بعد مفلوج ہو جائے گی اور جہاں پبلک ٹرانسپورٹ کا کوئی concept نہیں ہوگا وہاں بے روزگاری کی وجہ سے لوگ کیا کریں گے؟ میری محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش ہوگی کہ اگر ایک روڈ گوجرانوالہ سے خانقاہ ڈوگراں انٹرچینج کے ساتھ اسے ملا لیا جائے تو کم از کم نوشہرہ ورکاں تحصیل کے لوگوں کی زندگی بھی بہتر ہو سکتی ہے اور وہ اس دھارے میں بھی شامل ہو سکتے ہیں کہ ان کا مزدور بھی شفٹ میں کام کر کے شام کو یا رات کو کسی پہر اپنے گھر پہنچ سکے۔

جناب سپیکر! گوجرانوالہ سے حافظ آباد main road District to District جاتا ہے جس پر پچھلے دس ماہ میں 1175 حادثات ہوئے ہیں۔ میں جو اعداد و شمار دے رہا ہوں یہ میرے نہیں بلکہ ریسکیو 1122 کے ہیں تو میری آپ کی وساطت سے محترمہ وزیر خزانہ سے request ہوگی کہ اگر اس road کی پلاننگ میں کوئی مسئلہ ہے تو اسے دیکھا جائے، اگر وہاں پر divider لگانے ہیں یا اس کی widening کرنی ہے تو اسے بھی دیکھا جائے۔ 1175 حادثات میں کتنے لوگوں کی جانیں گئی ہوں گی اور ہو سکتا ہے کہ اسلام آباد سے لاہور تک حادثات کی اتنی ratio نہ بنتی ہو جتنی ایک سے دوسرے ضلع کی اس سڑک پر بنی ہے لہٰذا وہاں پر ریسکیو 1122 کا انتظام کیا جائے تاکہ لوگوں کو ایمرجنسی کی صورت میں facilitate کیا جا سکے۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ اسے priority پر رکھا جائے۔

جناب سپیکر! کالج اور ایجوکیشن کے حوالے سے میں پہلے بات کر چکا ہوں۔ روڈ کے حوالے سے بات ہو چکی ہے اور اب میں لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا کہ لاء اینڈ آرڈر کے حالات میرے باقی دوستوں نے بیان کئے ہیں تو میں اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہنا چاہوں گا کہ

آج ہماری جتنی آبادی ہو چکی ہے، ہو سکتا ہے کہ اس حساب سے پولیس کی نفری نہ ہو لیکن انہیں مزید facilitate بھی کیا جائے اور ان کا accountability system بھی مزید بہتر کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، احسن ریاض فتیانہ!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! شکریہ۔ ایک تو میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ میری تقریر کے وقت آپ یہاں پر موجود ہیں کیونکہ آپ کے ہوتے ہوئے ہم لوگوں کو شفقت زیادہ محسوس ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا کہ اتنے زیادہ دوستوں سے اور اتنے زیادہ اپنے colleagues سے میاں صاحب کو خراج تحسین پیش کرنے کا سنا کہ اتنا اچھا اور عوام دوست بجٹ پچھلے ساڑھے تین سالوں سے پیش کرتے آرہے ہیں تو میں بھی ان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا۔ کیا خراج تحسین ہے کہ ہمارے صوبے کے اندر ایجوکیشن اور ہیلتھ کے اجتماعی بجٹ سے زیادہ ہماری اورنج ٹرین کا بجٹ ہے؟

جناب سپیکر! میں خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا ان کو کہ کیا انہوں نے کسان دوست سکیمیں اور کیا کسان دوست بجٹ بنائے ہیں کہ کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ 16 فیصد کے حساب سے کسان کو قرض دیا ہے اور باقی کسی بھی کاروباری آدمی یا کسی اور آدمی نے اگر قرض لینا ہو تو وہ اسے 12 فیصد پر قرض دیتے ہیں جبکہ کسانوں کو 16 فیصد شرح سود کے حساب دیا جاتا ہے تو کیا یہ کسان دوست بجٹ ہے؟

جناب سپیکر! میں کسان دوستی کو اور خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا کہ تین چار شوگر ملیں جو مختلف تحصیلوں کے ہزاروں کسانوں کو cater کرتی تھیں تو ان شوگر ملوں کو اٹھا کر ہم اپنی مرضی کی جگہوں پر لے گئے۔ گوجرہ شوگر ملز اٹھا کر لے گئے ہیں جس کی وجہ سے آج بھی کمالیہ شوگر ملز کی ادائیگیاں رکی ہوئی ہیں اور آج بھی وہاں پر کسان لائنوں کے اندر کھڑے ہوئے ہیں اور آج بھی وہاں پر ان کی زمینیں خراب ہو رہی ہیں کیونکہ وہاں پر اتنی شوگر ملیں ہی نہیں رہیں کہ وہاں پر کماد اگایا جائے۔ میں آپ سے ساتھ ہی یہ request کرنا چاہوں گا کہ میری طرف سے حکومت کو خراج تحسین پیش کیا جائے کہ ہم نے جی ایس ٹی plus status تو لے لیا جس کی وجہ سے ہماری ایکسپورٹ تو بہت بڑھ رہی ہیں لیکن اسی ایوان نے 2013 کے اندر ایک قرارداد پاس کی تھی کہ "سمندری مین ڈرین جس کی وجہ سے ہزاروں لاکھوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے ہی کی تھی یا ایوان نے کی تھی؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں نے پیش کی تھی اور ایوان نے متفقہ طور پر پاس کی تھی جو بے چاری "کھوہ کھاتے" چلی گئی کہ اس کے اوپر آج تک کمیٹی نے کوئی میٹنگ ہی نہیں کی اور ہزاروں لوگ اس ڈرین کی وجہ سے موت کا شکار ہیں۔ 38 جگہ سے Environment Department نے sample لئے اور 38 جگہ کا subsoil water 7.5 to 8 percent toxic level نکلا۔ خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ وہ گورنر پنجاب چودھری سرور ہمیں یہاں پر سالہا سال وعدے کر کے گئے کہ clean drinking water دوں گا لیکن وہ خود تو اپنی گورنر شپ چھوڑ کر ادھر چلے گئے لیکن یہاں clean drinking water دینے کے وعدے اسی طرح ادھورے کے ادھورے رہ گئے۔

جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہوں گا کہ یہاں پر ہم لوگ کہتے ہیں کہ عوام دوست بجٹ لے کر آ رہے ہیں تو عوام دوست بجٹ کے اندر مزدور کدھر جاتا ہے، کسان کدھر جاتا ہے اور انہیں ان کے حقوق کیوں نہیں ملتے، کیا inflation کا effect صرف اور صرف industrialist کے اوپر آتا ہے، کیا صرف industrialist کا بنایا ہوا سامان مہنگا ہوتا ہے اور کیا inflation کا result کسان کے اوپر نہیں آتا؟ کیا وجہ ہے کہ 180 روپے فی چالیس کلو گرام کماد سے زیادہ rate پچھلے چار پانچ سالوں کے اندر حکومت نہیں لے جا سکی اور کیا وجہ ہے کہ inflation کا result صرف اور صرف ہم کسان بھگت رہے ہیں اور ہم لوگوں کو اس کا ریلیف نہیں مل رہا جبکہ باقی ہر بندہ تو اپنا ٹیکس آگے سے آگے ڈالتا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے request کرنا چاہوں گا کہ ہم سے جو clean drinking water کے وعدے کئے گئے تھے وہ پورے کئے جائیں اور ہم اپوزیشن کے لوگوں سے جو ٹیکس لیا جاتا ہے---

جناب سپیکر: آپ تجویز کریں ناں کہ کیا ہونا چاہئے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! ہم لوگوں کو ہمارے حلقوں کے لئے فنڈز نہیں دیئے جاتے لیکن ہمارے حلقے کے لوگوں سے ٹیکس تو لیا جاتا ہے تو کیا ہم لوگ اس صوبے کے نہیں ہیں اور اگر ہمارے حلقے کے لوگوں کی یہی غلطی ہے کہ ان لوگوں نے ہمیں یہاں منتخب کر کے بھیجا ہے تو پھر ہم لوگوں کا ٹیکس بھی معاف کیا جائے اور ہمیں پاکستان سے باہر نکال دیا جائے۔ ہمارے حوالے سے لکھ کر ایک نوٹیفکیشن جاری کیا جائے کہ 51 حلقے ہیں جہاں سے اپوزیشن کے ممبران جیتے ہیں جنہیں ہم پنجاب کا حصہ نہیں مانتے اور یہ پاکستان کا حصہ نہیں ہیں۔ ہمیں کسی اور ملک میں بھیج دیں تو ہم اپنے عوام کو لے کر ان ممالک

میں چلے جاتے ہیں۔ ہماری یہی غلطی ہے اور ہمارے 51 حلقوں کو بے شک فاٹا کی طرح declare کر دیں۔

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ میرے حلقے کے اندر چودہ ہیلتھ سنٹرز ہیں اور میرا حلقہ ضلع فیصل آباد کا ہے کوئی راجن پور کا حلقہ نہیں ہے یا جنوبی پنجاب کا حلقہ نہیں ہے تو ان چودہ ہیلتھ سنٹرز میں سے آٹھ سنٹرز میں سٹاف موجود نہیں ہے جو کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے جواب لکھ کر دیا ہے۔ آج سے نہیں بلکہ پچھلے پانچ سالوں سے سٹاف موجود نہیں ہے تو یہ ہماری گڈ گورننس ہے؟ میں محترمہ وزیر خزانہ سے یہ request کروں گا کہ kindly allocated budgets کو release کیا جائے۔ Block allocations کے اندر پیسوں کو نہ رکھا جائے تاکہ اپنی من مانی سکیموں کے اوپر left side اس کو خرچ سکیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے ذریعے یہ آخری request کرنا چاہوں گا کہ kindly تھوڑی سی favour کی جائے اور آپ خود اپنی طرف سے بھی کہیں کہ kindly کسانوں کے اوپر شفقت کی جائے اور "ہتھ ہولا" رکھا جائے کیونکہ ہم majority of the population ہیں اور کسان کشی ختم کر دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ جناب احمد شاہ کھگہ۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ زیب النساء اعوان!

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں محترمہ وزیر خزانہ کی بھی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے مجھے بات کرنے کا وقت اور موقع دیا۔ میں راولپنڈی کی رہائشی ہوں اور راولپنڈی ڈویژن میں ضلع چکوال ہے۔ چکوال شہر سے آگے تلہ گنگ ہے اور تلہ گنگ کے آبائی گاؤں ممدوٹ میں مڈل سکول ہے جسے اپ گریڈ کر کے ہائی سکول کیا جائے۔ محترمہ وزیر خزانہ سے میری گزارش ہے کہ یہ سکول کافی پرانا ہے اور اسے ہائی سکول کا درجہ دیا جائے۔

جناب سپیکر! ایک اور میری گزارش ہے کہ تلہ گنگ سے ممدوٹ تک سڑک انتہائی خستہ حالت میں ہے اور کافی عرصے سے وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے جس کی وجہ سے لوگوں کو آنے جانے میں دقت ہوتی ہے تو اس سڑک کی تعمیر کروائی جائے۔

جناب سپیکر! راولپنڈی میں ہمارے چار تھانہ جات ہیں جن میں تھانہ ائیرپورٹ، تھانہ رتہ امرال، تھانہ ریس کورس اور تھانہ نصیر آباد کی عمارتیں انتہائی خستہ حالت ہیں اور حالات بہت خراب ہیں لہٰذا ان تھانوں کی عمارتیں تعمیر کروائی جائیں۔ پولیس کی نفری بھی بڑھائی جائے کیونکہ جب رمضان

شریف کا مہینہ آتا ہے تو تھانوں کی پولیس مساجد میں چلی جاتی ہے یا کوئی وی آئی پی movement ہوتی ہے تو وہاں چلی جاتی ہے اور اس علاقے میں اگر کوئی ایسا حادثہ یا واقعہ ہو جائے تو پولیس وہاں پر موجود نہیں ہوتی لہٰذا پولیس کی نفری کو بڑھایا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب احمد خان بھچر!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں پری بجٹ بحث کے دوران یہ عرض کروں گا کہ دو دن تو اپوزیشن کے تھے کیونکہ یہ وقت ہم نے مانگا تھا اس لئے میرا خیال تھا کہ جو دو دن پہلے والے تھے اس میں سب حکومتی معزز ممبر تقریر کر چکے ہوں گے۔

جناب سپیکر! بہرکیف 1681-ارب روپے کا بجٹ پیش کیا گیا۔ منسٹر صاحبہ تشریف فرما ہیں تو میں یہ عرض کروں گا کہ جنوبی پنجاب کے لئے 38-ارب روپے رکھے گئے جو کہ بعد میں میٹرو بس اور اورنج ٹرین پر لگا دیئے گئے۔ پنجاب حکومت نے صوبہ بھر کے صاف پانی کے لئے 30-ارب روپے رکھے جس میں سے 2-ارب روپے لگائے گئے اور 28-ارب روپے نہیں لگائے گئے۔ اس وقت دو شعبہ جات تعلیم اور صحت ایسے ہیں جن میں ہمیں اس وقت ایمرجنسی کی ضرورت ہے کہ ایمرجنسی بنیادوں پر ہمیں کام کرنا چاہئے کیونکہ اس وقت 15 لاکھ افراد گندا پانی پینے سے لقمہ اجل بن چکے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اپنے ضلع میانوالی کی بات کروں گا جہاں حالت یہ ہے کہ میانوالی شہر میں اس وقت ڈی ایچ کیو میں صرف ڈیوٹی ڈاکٹرز ہیں کوئی specialization یا specialist ڈاکٹر موجود نہیں ہے۔ حالت یہ ہے کہ field کا کوئی ڈاکٹر نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنی محترمہ وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ اپنی priorities کو set کریں ہمیں بنیادی طور پر یہ کرنا چاہئے کہ پورے صوبے کے لئے priorities بنانی چاہئیں اس میں سے collectively liking and disliking نہیں کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! اس وقت rural Punjab کی حالت یہ ہے کہ صاف پانی تو کیا ہمارے پاس تو پانی ہی نہیں ہے۔ اس وقت موسیٰ خیل اور چھدرو یونین کونسلوں میں پانی کی depth آٹھ اور نو نو سو فٹ زمین کے نیچے سے پانی نکالنا پڑتا ہے اور اس وقت واٹر سپلائی کی سکیمیں وہاں پر بند پڑی ہیں۔ میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ رمضان شریف آ رہا ہے اور پچھلے سال بھی میں نے رمضان شریف سے پہلے محترمہ وزیر خزانہ سے یہ عرض کیا تھا کہ اس وقت وہاں پر لوگ پانی کے لئے لڑ رہے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ شہروں کی ترقی نہ ہو بے شک ہو لیکن ہماری قیمت پر نہ ہو۔

جناب سپیکر! اس وقت میری دو یونین کونسلیں جن میں واں بھچراں اور موسیٰ خیل میں حکومت نے خود بوائز ڈگری کالج notify کئے ہیں لیکن subject to funds دونوں یونین کونسلوں میں اس وقت بوائز ڈگری کالج نہیں بن رہے۔ ہوا یہ ہے کہ کاغذوں میں میانوالی بڑی ترقی کر گیا ہے کہ میانوالی کو backward district سے نکال دیا گیا ہے جس سے ہمارا یہ نقصان ہوا ہے کہ ہماری میڈیکل اور مختلف شعبہ جات کی special seats جو کہ backward علاقوں کو ملتی تھیں، وہ ہمارا کوٹا ختم ہو گیا ہے۔ کاغذوں میں تو ہم backward district سے نکل گئے ہیں اور لاہور میں پہنچ گئے ہیں لیکن اس وقت وہاں حالت یہ ہے کہ ہمارے بچے اور بچیاں 10،10 اور 15،15 کلو میٹر دور ہائی سکول اور ہائر سیکنڈری سکول میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں اور ان کا گناہ صرف یہ ہے کہ انہوں نے ووٹ پی ٹی آئی کو دے دیئے ہیں اور وہاں کے منتخب نمائندے پی ٹی آئی کے ہیں۔ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ بے شک آ جائیں اور وہاں کے حالات ایک دفعہ دیکھ لیں۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کروں گا کہ میانوالی سٹی میرا شہر ہے جس میں سیوریج سسٹم ناکارہ ہو چکا ہے اور وہاں پر ایک انڈر پاس ہے تو میں گزارش کروں گا کہ اعلیٰ حکام میں سے کوئی ادھر آئے اور میں دعا کروں گا کہ اس وقت وہاں پر بارش ہو جائے تو ان کے پاس اگر boats موجود نہ ہوں تو وہ انڈر پاس سے بھی نہیں گزر سکتے۔ میں صرف میانوالی focus کر رہا ہوں اور اب میں آپ کو پورے rural Punjab کے حالات بتا رہا ہوں۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کے rural Punjab کے اضلاع میں اس وقت وہاں پر یہ پوزیشن ہے کہ ہمارے پاس بنیادی سہولتیں ہی نہیں ہیں۔ ہمارے پاس 140-A کے تحت جو ہمارا حق بنتا ہے، وہ بھی دینے میں حکومت ناکام ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: بھچر صاحب! آپ کی بڑی مہربانی جلدی سے wind up کریں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! دو منٹ میں wind up کرتا ہوں۔ اس وقت میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ rural Punjab کی جتنی آبادی ہے وہ اس وقت urban and rural کی تفریق میں جا رہی ہے۔ جب تک آپ چھوٹے اضلاع کو اپ گریڈ نہیں کریں گے، چھوٹے اضلاع کو ہیلتھ وار، ایجوکیشن وار اپ گریڈ نہیں کریں گے تو اس وقت تک آپ پنجاب کی ترقی میں کوئی کردار ادا نہیں کر سکتے اور پنجاب کی ترقی ہونی بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! آپ خود کسان ہیں تو کسانوں کے معاملات کے حوالے سے دیکھ لیں کہ اپٹما کے لئے اسحاق ڈار اور وزیر اعظم صاحبان available ہوتے ہیں لیکن کسان اتحاد والوں کو ادھر دھکے اور ڈنڈے پڑتے ہیں تو کسانوں کے لئے اس وقت یہ حالات ہیں۔ مونجی، گندم اور کپاس کے حوالے سے بات کروں گا کہ اب گندم کی خریداری کا وقت آ رہا ہے تو میں اس سلسلے میں یہی عرض کروں گا کہ rural Punjab پر توجہ دیں اور اسے اپ گریڈ کریں تو پنجاب میں خوشحالی آئے گی وگرنہ شہروں کی خوشحالی سے rural Punjab میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: مہربانی۔ جن معزز ممبران کی باری نہیں آ سکے گی وہ اپنی تقریر لکھ کر دے دیں ہم متعلقہ وزیر صاحبہ تک پہنچا دیں گے۔ جی، چودھری غلام مرتضیٰ!

چودھری غلام مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے محترمہ وزیر خزانہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جو تجاویز انہوں نے پہلے لی تھیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ان پر بڑی حد تک عملدرآمد بھی ہوا ہے اور یہ بھی خوش نصیبی ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب دن رات بڑی مشقت اور محنت کرتے ہیں۔ اس میں بھی شک نہیں کہ ان کے ثمرات اور اثرات بھی آتے ہیں اور یہ بھی possible نہیں ہے کہ کوئی شخص یہ claim کر سکے کہ وہ 100 فیصد معاملات کو درست طریقے سے چلا رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اتنا بڑا صوبہ ہے تو اس کے انتظامی معاملات کو درست کرنے کے لئے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی ٹیم میں اگر اضافہ ہو تو ان کے اپنے بوجھ میں بھی کمی ہو گی۔

جناب سپیکر! پری بجٹ بحث کے لئے آپ نے مجھے موقع دیا ہے تو اس حوالے سے میری صرف یہ گزارشات ہیں کہ آنے والے بجٹ میں صحت کے شعبے کو top priority ملنی چاہئے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ infrastructure پر بہت زیادہ کام ہوا ہے۔ سڑکیں بنی ہیں اور واقعی بڑے شہروں سے ہٹ کر اب چھوٹے شہروں میں بھی سڑکیں نظر آنا شروع ہو گئی ہیں جسے میں appreciate کرتا ہوں کہ کارپٹ roads چھوٹے چھوٹے شہروں تک اور ہمارے دیہاتوں میں بھی بننا شروع ہوئی ہیں۔ آپ کے infrastructure پر بہت اچھی progress ہے اور اگر problem آ رہا ہے تو صحت کے حوالے سے سب سے زیادہ ہے کہ چھوٹے شہر جیسے میں نے last time بھی کہا تھا جیسے ہارون آباد اور ضلع بہاولنگر کی طرح دور دراز کے علاقوں میں دو بڑے problem ہیں جن میں پینے کا صاف پانی ہرگز ہرگز بھی موجود نہیں ہے۔ دو میں سے ایک کام کر دیا جائے یا تو صاف پینے کا پانی اگر مہیا کریں تو اس میں ultimately بیماریوں میں کمی آئے گی۔ ایک تو صاف پینے کے پانی کا بندوبست اچھا نہیں

ہے۔Last time آپ نے صاف پانی فلٹریشن پلانٹ کا ذکر کیا تھا تو اس پورے سال میں پورے ضلع بہاولنگر میں اب بھی میں نے پوچھا کہ صاف پانی پراجیکٹ یعنی فلٹریشن پلانٹ پر کوئی خاطر خواہ پیشرفت نظر نہیں آ رہی حالانکہ وہ منصوبہ بہت اچھا تھا اور یقین کریں کہ میں دلی طور پر اسے عبادت کا درجہ سمجھتا ہوں کہ جو بھی اس منصوبے کو مکمل کرے گا اسے لوگوں کی بڑی دعائیں ملیں گی کہ پانی کی وجہ سے سب سے زیادہ لوگ بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ براہ مہربانی آپ اس پر focus کریں کیونکہ یہ آپ کی ترجیح تھی اور اس کو دوبارہ سے اپنی ترجیح میں شامل کریں۔

جناب سپیکر! ہوتا یہ ہے کہ ہمارے جیسے چھوٹے علاقوں میں جب کوئی شخص بیمار ہو جاتا ہے تو 70 سے 80 فیصد مریضوں کو THQs میں سہولت نہ ہونے کی وجہ سے اور ڈاکٹروں کا یہ وتیرہ بھی ہے کہ وہ دو سیکنڈ سے پہلے، جتنی دیر میں، میں نے یہ speech کی اتنی دیر میں وہ پانچ مریضوں کو refer کر دیتے ہیں۔ یہ سوچے بغیر کہ غریب شخص پتا نہیں کیسے ہسپتال تک پہنچا ہے اور اس کے پاس اتنے وسائل بھی ہیں کہ وہ لاہور جا کر اپنا علاج کروا سکے یا ملتان میں تو کسی کو بہاولپور، کسی کو ملتان اور کسی کو لاہور refer کر دیتے ہیں۔ THQs میں آپ اس چیز کو مشن کے طور پر لے لیں کہ ہر THQ میں تحصیل ہیڈکوارٹرز میں یہ compulsion کر دیں، اس کو جرم قرار دے دیں کہ کوئی ڈاکٹر، پہلے ان کو facility دے دیں کہ کوئی ڈاکٹر کسی مریض کو refer نہ کرے کہ آپ علاج کے لئے بڑے شہر میں چلے جائیں۔ کم از کم ان امراض کے لئے کہ جو راستے میں وہ دم توڑ جاتے ہیں اور سب سے زیادہ اموات دل کے دورہ کے باعث ہوتی ہیں کیونکہ اس میں پہلے تین گھنٹے crucial ہوتے ہیں۔ اب جس مریض کے پہلے تین گھنٹے crucial ہیں تو اسے پانچ گھنٹے کے سفر پر روانہ کر دیں گے تو ultimately اس مریض نے راستے میں دم توڑ دینا ہے۔ اس بات کو مشن کے طور پر لیا جائے کہ ہر THQ میں Cardiac ICU کو لازمی قرار دیں تاکہ کسی مریض کو ڈاکٹر ہرگز نہ کہہ سکے کہ آپ چار سو کلومیٹر یا پانچ سو کلومیٹر کے سفر پر روانہ ہو جائیں اور راستے میں جاتے ہوئے دم توڑ دیں۔ یہ میری گزارش ہے، یہ بہت بڑی نیکی ہوگی، لوگ اس کو مدتوں تک یاد رکھیں گے اور آپ کو دعائیں دیں گے اگر ہر THQ میں Cardiac ICU کو لازماً قرار دے دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں کسان کے حوالے سے بات کروں گا کہ ہمارا کسان 70 فیصد ہونے کے باوجود بھی ابھی تک پس رہا ہے۔ حالانکہ وہ پورے ملک کی معیشت کو چلانے کا باعث ہیں۔ خدارا ان کے لئے یہ سہولت دی جائے کہ جہاں پر نہری پانی کی کمی ہے وہ کمی دور کر دی جائے، ان کو صرف نہری پانی

ہی دے دیں کیونکہ کسان سب سے زیادہ مشقت کرتا ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ وہ مشقت کر کے اپنی زندگی گزارتا ہے اس لئے کسان کے لئے نہری پانی کا وافر بندوبست کریں۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بھی بہت شکریہ۔ میاں محمد کاظم علی پیرزادہ!

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! میں اپنی معروضات میں سب سے پہلے یہ عرض کروں گا کہ جو وزیراعلیٰ نے مختلف initiatives لئے ہیں اُن میں KPRRP کو پورے صوبے میں سب سے زیادہ پذیرائی ملی اور یقیناً دیہی آبادی کو بہت فائدہ ہوا ہے۔ یہ ایک ایسا initiative ہے جو بڑے عرصے بعد ہم کاشتکاروں اور دیہاتی لوگوں کے لئے لیا گیا اس میں میری تجویز یہ ہے کہ ہر حلقے کے جو زمینی حقائق ہیں اس کے مطابق اس کی allocation کی جائے۔ میرا حلقہ سو کلومیٹر لمبے ایریا میں ہے وہ دریا اور چولستان کے درمیان واقع ہے۔ اس کے فنڈز مجھے ملے ہیں لیکن اس کا وہ impact نظر نہیں آتا۔ KPRRP بہت ہی کامیاب منصوبہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس دفعہ اس کے اندر مزید پیسے allocate کئے جائیں کیونکہ یہ urbanization کو بھی روکنے میں مددگار ثابت ہوگا اور اس سے ہم نہ صرف اپنی فصلیں بہتر طریقے سے منڈیوں میں پہنچا سکتے ہیں بلکہ ہمارے روزگار کو بھی فائدہ ہوگا۔ Urbanization آنے والے دنوں میں پاکستان کے لئے بہت بڑا مسئلہ ہوگا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ابھی بھی بہت بڑا مسئلہ ہوگا۔ آپ کے سامنے ہے کہ لاہور میں ٹریفک اور امن وامان کو سنبھالنے کے لئے کتنے وسائل خرچ کئے جا رہے ہیں۔ آپ کو ٹریفک کے لئے روزانہ نئی روڈز بنانی پڑ رہی ہیں اور پل تعمیر کرنے پڑے رہے ہیں اگر آپ urbanization کو نہیں روکیں گے تو پھر آپ لاہور کو کہاں لے کر جائیں گے؟ اب تو لاہور گرمیوں اور سردیوں دونوں میں ہی برابری کی بنیاد پر بڑھ رہا ہے اور بارڈر تک پہنچ گیا ہے۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ ہمارے جو دیہاتی علاقے ہیں ان پر توجہ دی جائے اور چھوٹے شہروں پر خصوصی توجہ دی جائے تاکہ یہ urbanization رُک سکے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: میری دوسرے نمبر پر یہ request ہے کہ جہاں پر ہمارا نہری پانی موجود ہے، جہاں water allocation ہے وہ تو urbanize ہو گیا ہے کہیں ملیں لگ گئی ہیں، کہیں ہاؤسنگ سوسائٹیز بن گئی ہیں۔ اس پانی کی تقسیم کے لئے بھی جلد از جلد کوئی فیصلہ کیا جائے اور ہمارے ٹیل کے علاقوں میں پانی پہنچانے کے لئے ضرور مہربانی کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! میں آپ کو شکریہ کا موقع دیتا ہوں اگر میری آخری عرض سن لیں۔ (قہقہہ)

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! میں نے زیرو آر کے لئے بڑا اہم مسئلہ یہاں پر۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اہم مسئلہ پہلے نہیں چھیڑتے بعد میں اہم مسئلہ کا ذکر کرتے ہیں۔

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! آئندہ احتیاط کروں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، کریں۔

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! میں نے یہاں پر سوال کیا ہے کہ ہمارا ستلج ایک آمر نے فروخت کر دیا اس کا نقصان یہ ہوا کہ ہمارا چولستان وہاں پر غیر آباد پڑا ہے اور آباد زمینوں کے لئے بھی پانی مکمل طور پر نہیں ہے۔ ہمارے ساتھ اضافی زیادتی ہو رہی ہے کہ قصور کی ٹینریز کا پانی ستلج میں جا رہا ہے۔ وہ اتنا زہریلا پانی ہے کہ اس سے آبی حیات تو ختم ہی ہو گئی ہے لیکن ہماری انسانی زندگیوں کو بھی شدید خطرات ہیں۔ میں نے اس پر یہاں زیرو آر نوٹس پر جو سوال کیا ہوا ہے اس پر مجھے ہر روز ایک نئی date مل جاتی ہے kindly اگر اس پر مجھے بات کرنے کے لئے علیحدہ ٹائم مل جائے تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: آپ کو اتنا ٹائم مل گیا ہے آپ اس پر بات کریں۔

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! اس حوالے سے میری عرض یہ ہے کہ وہاں پر ایک سکیم launch ہوئی تھی جس کے ذریعے اس پانی کو treat کر کے دریا میں ڈالا جانا تھا۔

جناب سپیکر: جی، ہم نے سنا یہی ہے جو آپ کہہ رہے ہیں۔

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! آپ کا گندا پانی ہماری طرف جا رہا ہے آپ کو شاید اس سے کوئی فائدہ ہو رہا ہو لیکن وہ گندا پانی آپ کی بھی زیر زمین جا رہا ہے۔ کچھ ٹینریز وہاں پر کنوئیں بنا کر زیر زمین direct پانی ڈال رہی ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! وہ ہمارے پورے پنجاب کے پانی کو آلودہ کر رہے ہیں یہ صرف ہمارے دریا کے اوپر مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ مسئلہ تمام دریاؤں پر چل رہا ہے۔ یہ بڑا serious issue ہے، یہ انسانی جانوں کا سوال ہے اس لئے میری گزارش ہو گی کہ اس پر کوئی seriousness دکھائی جائے اور کوئی کمیٹی form کی جائے جو اس کو دیکھے اس لئے میری گزارش ہے کہ آپ ایک ایوان کی کمیٹی constitute کر دیں کیونکہ یہ ہمارا بہت اہم مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: آپ پری بجٹ میں کیا بتائیں گے، وہ بتا دیں۔

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! میں پری بجٹ میں اپنے حلقے کے لئے زندگی کی بھیک مانگ رہا ہوں جو گندا پانی وہاں جا رہا ہے ہمیں اس سے بچایا جائے۔ (قہقہہ)

میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کا کوئی تدارک کیا جائے اور اس پانی کو treat کر کے دریا میں ڈالا جائے۔

جناب سپیکر: وہ treatment plant پہلے ہی لگے ہوئے ہیں اور منسٹر صاحبہ نے note کر لیا ہے۔

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! انہوں نے note نہیں کیا۔ (قہقہہ)

اس کے لئے آپ کمیٹی بنائیں۔

جناب سپیکر: میرے پاس ریکارڈ میں موجود ہے، آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ مذاق نہ کریں۔

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! میں مذاق نہیں کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! میں serious بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحبہ نے بھی note کر لیا ہے اور ادھر بھی آپ کی بات note ہو رہی ہے اور وہ کارروائی میں لکھی جا رہی ہے۔

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں پھر اس کو دیکھیں گے۔ محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! شکریہ۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو نہایت مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ میں پری بجٹ تقریر کرنے سے پہلے یہ بات کرنی چاہوں گی کہ یہ پری بجٹ کی

جو پریکٹس ہو رہی ہے یہ بہت اچھی ہے۔ ہمارے کچھ بھائیوں نے ایسی بات کی جس کا میں جواب دینا ضروری سمجھتی ہوں۔انہوں نے پری بجٹ کی بجائے پچھلے ادوار کو سامنے رکھ کر اپنی[*****]دھونے کی کوشش کی ہے۔رانا ارشد صاحب نے ایک بات کہی جس میں چودھری پرویزالٰہی کا ذکر کیا۔۔۔

جناب سپیکر:یہ غیر پارلیمانی لفظ ہے اس کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میں آج ان کو دعوے کے ساتھ یہ کہتی ہوں کہ چودھری پرویزالٰہی کا پانچ سال کا دور اور میاں محمد شہباز شریف کے تمام ادوار کو comparison کریں تو چودھری پرویزالٰہی کے دور کا کوئی مقابلہ نہیں ہے۔(شور وغل)

جناب سپیکر:آرڈر پلیز،آرڈر پلیز۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!یہ میں نے معزز ممبر رانا ارشد کی بات کا جواب دیا ہے کہ چودھری پرویزالٰہی کے پانچ سال کا دور اور میاں شہباز شریف کے تمام ادوار اور آئندہ آنے والے دور بھی اللہ نہ کرے کہ وہ آئے ان کا مقابلہ کر لیں۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر:آرڈر پلیز۔محترمہ!آپ اپنی بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!میں یہ گزارش کرنا چاہوں گی کہ چودھری پرویز الٰہی نے جب اپنا دور ختم کیا تو اُس وقت 100۔ارب روپے surplus میں تھے اور ہماری آئی ایم ایف سے جان چھوٹ گئی تھی۔ میں اپنی محترمہ وزیر خزانہ سے یہ کہوں گی کہ پورے صوبے کی عوام یہ جاننا چاہتی ہے کہ اِس وقت ہماری قوم،پورا صوبہ اور ہمارے آنے والی نسلوں پر کتنا قرضہ ہے میں یہ figures جاننا چاہوں گی؟(شور وغل)

جناب سپیکر:آرڈر پلیز،آپ کیا کر رہے ہیں؟ محترمہ کو بات کرنے دیں اور مجھے اُن کی بات سننے دیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!یہ جتنا میرا ٹائم ضائع کر رہے ہیں میں اتنا ٹائم add کرواؤں گی کیونکہ میں کسی کی بات میں نہیں بولی تھی۔اگر یہ اس طرح کریں گے اور ایسی روایت قائم کریں گے تو پھر ہم بھی یہی کریں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ!میں نے آپ کو floor دیا ہے آپ بات کریں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں محترمہ وزیر خزانہ سے یہ request کروں گی کہ مہربانی کر کے بتائیں کہ اِس وقت ہم کتنے مقروض ہیں، ہماری آنے والی نسلیں کتنی مقروض ہیں ان قرضوں سے جو ہم سکیمیں بناتے ہیں اُن کو ہم کتنا utilize کرتے ہیں اس کی تفصیل ایوان میں جاننا ہمارے لئے بہت ضروری ہے؟ ہم بڑے بڑے بجٹ اور figures پیش کرتے ہیں۔ یہاں minority کے انہی کے بھائی تھے جنہوں نے کہا کہ پچھلے سال ایک ارب 60 کروڑ روپے کا بجٹ announce ہوا اور بعد میں ان کو بتایا گیا کہ صرف 80 کروڑ روپے ملے گا لیکن آج تک ان کو ایک روپیہ تک نہیں دیا گیا جبکہ اگلا بجٹ آنے والا ہے۔ میں تو ان ہی کے ٹریژری بنچوں کے بھائی کی بات کر رہی ہوں۔ مہربانی کر کے figures بول دینا۔ بڑی بڑی باتیں کر دینا اور بڑے بڑے منصوبوں کی announcement کر دینا لیکن یہ بتائیں کہ اس کی utilization پر کس طرح عملدرآمد کیا جا رہا ہے؟۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، آپ کیا کر رہے ہیں؟ ان کو بات کرنے دیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ حکومت کا تقریباً آخری سال ہے۔ ریسکیو 1122 سابقہ وزیراعلیٰ چودھری پرویز الٰہی کا انسانیت دوست اقدام تھا جس میں لاہور کے شہریوں نے اس سے استفادہ کیا، لاہور کے لوگوں کی جانیں بچیں اور وہ آج اپنے خاندانوں میں خوش و خرم زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا یہ پڑتا ہے کہ موجودہ گورنمنٹ نے اس ریسکیو 1122 کا اتنا بُرا حال کر دیا ہوا ہے کہ اس کے ساتھ ایک سوتیلی ماں والا سلوک کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ کہوں گی کہ یہ ایک ایسی سروس تھی جس سے لوگوں کی جانیں بچتی تھیں۔ اب ان کے ساتھ کیا کیا جا رہا ہے؟ بجائے اس کے کہ اس میں بہتری لائی جاتی، میں ایک example دیتی ہوں کہ ضلع لیہ میں تحصیل ہسپتال کی پرانی پھٹیچر گاڑیاں ریسکیو 1122 کو دی جا رہی ہیں۔ آپ یہ سروس دیکھیں کہ کون سی سروس ہے اور ان کو گاڑیاں کون سی provide کی جا رہی ہیں؟ اور ان کو گاڑیوں کی مرمت کے لئے پیسے بھی نہیں دیئے جا رہے۔ یہ نہایت افسوسناک بات ہے اور میری محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ ان کے بجٹ میں اضافہ کیا جائے اور اس سروس کو تحصیل لیول پر introduce کیا جائے۔

وزیر آثار قدیمہ (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ سروس already تحصیل سطح پر کام کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں نے تو بات ابھی شروع کی ہے، وہاں پر انہوں نے کیا کیا ہے؟ یہ تو غلط بات ہے۔ Consumer Courts کے حوالے سے میں بات کرنا چاہوں گی۔ اب آپ کی مصنوعی مہنگائی تقریباً 50 فیصد آبادی سے زائد غریب آبادی کا بہت بڑا مسئلہ بن چکی ہے۔ سابقہ وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی کے دور میں 2004 میں through قانون سازی عام صارف کے تحفظ کے لئے یہ Consumer Courts بنائی گئی تھیں لیکن افسوس کے ساتھ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ آپ wind up کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میری بات سنیں۔

جناب سپیکر: Please wind up کریں۔ آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرے اس بھائی نے اتنی لمبی بات کی ہے تو آپ نے ان کو کچھ نہیں کہا۔ ابھی انہوں نے میرا اتنا ٹائم ضائع کیا اور آپ نے ان کو کچھ نہیں کہا۔ اب میں تین منٹ مزید لوں گی۔

جناب سپیکر: جی، آپ ایسے بات نہ کریں۔ آپ کی بات ٹھیک نہیں ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! نہیں، یہ کوئی بات نہیں، چودھری پرویز الٰہی کے نام سے آپ سارے پریشان کیوں ہو جاتے ہیں؟ آپ سارے تڑپ کیوں اٹھتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ wind up کریں۔ آپ کیا کر رہی ہیں؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! گیارہ کروڑ کے صوبے کی جو عوام ہے اس کے لئے گیارہ عدالتیں ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ یہ Consumer Courts بڑھائی جائیں چونکہ یہ ایک واحد ایسا ذریعہ ہے جس میں آپ کو کسی وکیل کی ضرورت نہیں ہوتی اور صرف ایک روپے کے ٹکٹ سے آپ اپنا مسئلہ یا اپنی شکایت وہاں جا کر بیان کر سکتے ہیں لہٰذا اس قسم کی facility کو بڑھانا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی، بہت شکریہ

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ایک رپورٹ کے مطابق ہر پانچ منٹ بعد پاکستانی عوام کینسر کا شکار ہو رہی ہے یعنی ہر پانچ منٹ بعد ایک آدمی کینسر کی زد میں آ رہا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس کے لئے

خصوصی بجٹ رکھا جائے۔ اسی طرح ہیپاٹائٹس کی تعداد اس وقت تقریباً ایک کروڑ سے زیادہ ہو چکی ہے۔ اس وقت سکولوں میں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا ایک منٹ ختم ہو گیا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ بہت important تجاویز ہیں وہ جو کہہ رہے تھے کہ سب کچھ اچھا ہے۔ میں آپ کو بتادوں کہ کتنا کچھ اچھا ہے۔ اس وقت مردم شماری ہو رہی ہے اور ہمارے اساتذہ سے کیا کام لیا جا رہا ہے؟ اس وقت سیشن کا آغاز ہے اور ہمارے اساتذہ کرام کو مردم شماری میں لگا دیا گیا ہے۔ بہت سے ایسے محکمے ہیں جس میں سرپلس لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کی ڈیوٹیاں لگا دی جائیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ ڈاکٹر مراد راس!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آپ میری بات سنیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں نے آپ کی بات سن لی ہے، اور کتنی سنوں؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میری ایک دو تجاویز ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آپ کو بات سننی چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کیا تکرار کر رہی ہیں، بیٹھے بیٹھے بات کرنا آپ کا کیا طریقہ ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا سارا ٹائم ضائع ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے آپ کا ایک سیکنڈ بھی ضائع نہیں ہونے دیا۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ ڈاکٹر مراد راس صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جب تک یہ بند نہیں ہوگا میں شروع کیسے کروں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحبہ سے ضرور پوچھوں گی کہ ہماری عوام، ہمارے بچے اور آنے والی نسلوں کو کتنے پیسوں کا مقروض کر دیا ہے؟ وہ اس کا جواب ضرور دیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں یہ بات کروں گا کہ کل ڈپٹی سپیکر صاحب نے یہاں پر کہا تھا کہ جو حکومت کام کرتی ہے اس کی اپوزیشن میں سے کوئی تعریف نہیں کرتا تو میں تعریف سے شروع کرتا ہوں کہ پنجاب حکومت نے کرپشن میں ماسٹر ڈگری لے لی ہے اس لئے میں ان کی تعریف اس طرح کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں بہت زیادہ improvement ہوئی ہے کیونکہ سب سے پہلے 30۔ارب روپے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز حزب اقتدار خواتین ممبران کی طرف سے
"جھوٹ، چور مچائے شور" کی آوازیں)

جناب سپیکر! اگر یہ اس طرح کریں گے تو شور مچانا مجھے بھی آتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ان کو بات کرنے دیں۔ آرڈر پلیز آرڈر۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! 30۔ارب روپے صاف پانی کے لئے رکھے گئے لیکن ان 30۔ارب روپے میں سے صرف 2۔ارب روپیہ صاف پانی پر استعمال کیا گیا۔ میرا حلقہ جہاں پر وزیراعظم اور وزیراعلیٰ کا گھر بھی ہے وہاں پر میں نے اپنی مدد آپ کے تحت 17 واٹر فلٹریشن پلانٹس لگوائے ہیں جو کہ حکومت کا کام تھا لوگوں کو صاف پانی دینا۔ میں نے ابھی تک اپنی مدد آپ کے تحت سترہ کچی آبادیوں میں واٹر فلٹریشن پلانٹس لگائے ہیں جس کا مطلب ہے کہ کم از کم 60 سے 70 ہزار لوگ صاف پانی پی رہے ہیں۔ یہ حکومت کا کام تھا جو کہ ہم خود کر رہے ہیں اور حکومت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اب میں کرپشن کی بات کرتا ہوں، یہ بات میں اس لئے کر رہا ہوں کیونکہ حکومت نے ہمیں ایک روپیہ دیا نہیں، حکومت کو اپوزیشن سے پتا نہیں خوف کس چیز کا ہے؟ ہم یہ سارا کچھ اپنی مدد آپ کے تحت کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اب میں سب سے بڑا issue اٹھانا چاہتا ہوں جو کہ میں ہر سال یہاں پر اٹھاتا ہوں۔ یہ صرف میرے علاقے کے قبرستان کا issue نہیں ہے، لاہور کے یہاں پر جتنے ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں، قبرستان کا اتنا serious issue ہے کہ گلبرگ کے اندر اس وقت قبروں کے اوپر قبریں بنائی جا رہی ہیں۔ یہ تین سال سے بات ہو رہی ہے اور آج چوتھا سال ہے یہی بات ہو رہی ہے لیکن ابھی تک کچھ نہیں کیا گیا۔ محترمہ وزیر خزانہ نے پہلے یہ ساری باتیں صاف پانی کی بھی سنی ہیں، ہم تو خود ہی فلٹریشن پلانٹس لگوا رہے ہیں لیکن آپ نے مدد کرنی نہیں ہے۔ آپ اپنی speech میں اس بارے میں شاید کچھ کہہ دیں لیکن ہو کچھ نہیں رہا۔ آپ میرے ساتھ چلیں میں آپ کو دکھاتا ہوں کہ جہاں پر پانی کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! دوسری چیز یہ کہ آپ قبرستان کی بھی چار سال سے بات سن رہی ہیں۔ کیوں نہیں کچھ کر رہے ہیں مجھے سمجھ نہیں آ رہی؟ قبروں کے اوپر قبریں بن رہی ہیں کچھ نہیں کیا جا رہا۔ اب اس سے آگے چلتے ہیں کیونکہ میں بات جلدی کرنا چاہ رہا ہوں کیونکہ مجھے پتا ہے کہ گھنٹی بج جائے گی۔ آپ سکولوں کے حالات چل کر دیکھیں، گلبرگ، ماڈل ٹاؤن، گارڈن ٹاؤن کے سکولوں میں کیسے حالات ہیں۔

جناب سپیکر! میں محترمہ وزیر خزانہ سے کہتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ چلیں اور وہاں پر حالات دیکھیں کہ وہاں پر بچوں کے پاس یونیفارم نہ ہے اور ایک ایک کلاس کے اندر 70،70 سٹوڈنٹس بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم نے خود ان بچوں کو یونیفارم دیئے ہیں، ہم نے وہاں پر بچوں کے parents کو چیزیں دی ہیں۔ آپ چل کر دیکھیں کہ وہاں پر جو فرنیچرز کے حالات ہیں، آپ نے یہ چیزیں دے دیں لیکن آپ ہمارے ساتھ چلیں اور ہم آپ کو چیزوں کی اصل شکل دکھاتے ہیں کہ وہ کیا ہے؟

جناب سپیکر! اب میں ہسپتالوں کی حالت زار کا ذکر کروں گا۔ چلڈرن ہسپتال کو دیکھیں، مجھے پتا ہے کہ جن لوگوں کے بچوں کی جانیں چلی گئیں کیونکہ وہاں وینٹی لیٹر نہیں ہے۔ میں ایک بندے کا نام یہاں سے لے لیتا ہوں کہ چینل سٹی 42 کے جناب عمران یونس ہیں ان کے بچے کی جان چلی گئی کیونکہ وہاں وینٹی لیٹر نہیں ہے۔ ماں باپ کو بیٹھ کر وہاں پمپ کو ہاتھ سے دبانا پڑتا ہے اور جب ان کے ہاتھ تھک جاتے ہیں تو بچوں کی جان چلی جاتی ہے۔ یہ facts ہیں، یہ اصلیت ہے اور یہ اصلی چہرہ ہے جو ہم سارے اُٹھ کر یہاں تعریفیں کر رہے ہیں کہ سب کچھ اچھا ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کو جواب دینا ہے اور کس کو جواب دینا ہے؟ یہاں پر سب سمجھتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ کو جواب دینا ہے لیکن ہم نے جا کر اللہ تعالیٰ کو بھی جواب دینا ہے اس لئے لوگوں پر رحم کریں اور کوئی ایسا بجٹ بنائیں، ہر سال ایک ہی پھٹیچر بجٹ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ ان کو کوئی تجویز دیں ناں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ایک ہی پھٹیچر بجٹ ہر سال آ جاتا ہے۔ صرف اس کی تاریخ بدل دی جاتی ہے لیکن بجٹ وہی ہے۔ یہاں پر معزز ممبر حسینہ بیگم صاحبہ کہہ گئی ہیں، اب میرے خیال میں ابھی اُٹھ کر چلی گئیں۔ انہوں نے ابھی بات کی ہے کہ گورنمنٹ فلٹر پلانٹس کے فلٹر نہیں بدلے جا رہے۔ وہ میرے پاس آئیں وہ فلٹرز میں بدل دیتا ہوں کیونکہ حکومت نے ان کے لئے کچھ نہیں کرنا۔

جناب سپیکر! میں حسینہ بیگم صاحبہ کو کہہ رہا ہوں کہ اگر انہوں نے واٹر فلٹریشن پلانٹس کے فلٹرز change کروانے ہیں تو میں ان کو فلٹر change کروا دیتا ہوں، یہاں پر بیٹھ کر بڑی بڑی زبردست باتیں کی جا رہی ہیں۔ آپ کچی آبادیوں میں چلیں، اور دیکھیں جو سیوریج کا حال ہے وہاں پر لوگ اس وقت سیوریج کا پانی پی رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں پچھلے سال بھی بوتل پانی کی لے کر آیا تھا اور یہاں پر بیٹھ کر آپ کو دکھائی آپ نے حالات دیکھے تھے کہ پانی کے حالات کیا ہیں۔ ایک سال گزر گیا، تین سال گزر گئے اور چار سال گزر گئے لیکن کوئی بہتری نہیں کی گئی۔ میں آپ کو یہ بتادوں کہ 9-ارب روپے کی signal free روڈ بنائی جاسکتی ہے مگر 5-ارب روپے کا سیوریج change نہیں کیا جاسکتا۔ جیل روڈ سے لے کر فیروزپور روڈ تک 5-ارب روپے میں سیوریج سسٹم change ہوتا ہے کیونکہ یہ سب کچھ زمین کے نیچے ہے جو نظر نہیں آتا اور وہ کرنا نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میری صرف آخری request ہے کہ ایک عوام دوست بجٹ لے کر آئیں، جو پھٹیچر بجٹ ہے اس کی تاریخ بدلنا بند کریں، صرف تاریخ بدل دی اور پرنٹ ہو جاتا ہے، عوام دوست بجٹ لائیں، عوام کا خیال کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ محترمہ راحیلہ انور!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! شکریہ۔ آبپاشی کا نظام 1906 میں انگریز نے یہاں پر قائم کیا اور 1960 میں جب سندھ طاس معاہدہ ہوا تو ہم جو جہلم والے ہیں، جن کا سب سے زیادہ حق اس پانی پر تھا ہماری جگہ وہ پانی دوسرے districts کو دے دیا گیا۔ پہلے دن سے میں مطالبہ کرتی آرہی ہوں اور مجھ سے پہلے 1960 میں میرے والد محترم نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ جہلم کو بھی اس میں شامل کیا جائے، جہلم کو بھی ایک نہر دی جائے۔ پچھلے بجٹ میں تو نہر کے لئے کچھ بجٹ رکھا گیا، کچھ پیسے allocate کئے گئے لیکن اس سے تو صرف یہ ہے کہ اس کا ڈیزائن بنا تو میں اپنی بہن سے یہ request کروں گی کہ مہربانی کر کے اس بجٹ میں اتنا پیسا ضرور رکھ دیجئے کہ کم از کم وہ نہر مکمل ہو جائے۔

جناب سپیکر! ہمارے ہاں ایک بڑا ہی شدید قسم کا پانی کا بحران ہے، ہم لوگ جس ایریا سے ہیں وہ کوئی canal irrigated نہیں ہے، وہاں پر اگر چھوٹے ڈیمز بنا دیئے جائیں تو میرا خیال ہے کہ ہمارا مسئلہ بہت حد تک حل ہو جائے گا۔ کسان جو اس وقت پس رہا ہے، ہمارے علاقے میں تو اس وقت کسان

کے کوئی اچھے حالات ہی نہیں ہیں۔ ہمارا تو وہ حال ہے کہ ہم ہر وقت صرف آسمان کی طرف دیکھتے رہتے ہیں کہ شاید ہمارے لئے کوئی بہتری ہو جائے۔ وہاں پر نالہ گھان ہے، نالہ بونہار ہے جن سے ہر سال ہماری فصلیں جب چھوٹی سی ہی ہوتی ہیں تو وہ تباہ ہو جاتی ہیں اگر ان پر ڈیمز بنا دیئے جائیں تو میرا خیال ہے کہ میرا علاقہ بھی شاداب ہو جائے گا، وہاں پر بھی یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میں کہوں گی کہ چھوٹے ڈیمز پر خاص طور پر بہت زیادہ دھیان دیا جائے۔ میرے گاؤں دارا پور کا سٹرکچر کچھ ایسا ہے کہ پہاڑوں سے پانی آتا ہے اور وہ ضائع ہو جاتا ہے، الٹا وہاں پر لوگوں کی جو فصلیں کھڑی ہوتی ہیں ان میں چلا جاتا ہے اور وہ فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ وہاں پر ایک چھوٹے ڈیم کی بہت ضرورت ہے بلکہ جگہ جگہ چھوٹے ڈیمز بنانے چاہئیں۔

جناب سپیکر! ابھی پھر وہی پانی کا مسئلہ، میرے علاقے میں تو پینے کا پانی نہیں ہے۔ میری بہن بیٹھی ہوئی ہیں اگر انہیں تھوڑا سا بھی یاد ہو تو میں نے انہیں کس طرح بڑی humble request بھی کی تھی اور وہ کہتے ہیں کہ اب میں کیا کہہ سکتی ہوں کہ ان الفاظ میں اپیل کی تھی، میانی ڈھن دو فیز میں مکمل ہوئی، وہاں جا کر دیکھیں کہ کیا حالات ہیں، اس کا پانچ کلو میٹر کا علاقہ تنول جو open آتا ہے اور وہ جب open آتا ہے تو اس میں ہر طرح کے جانور مرے ہوئے ملتے ہیں، وہ پھر جب لوگوں تک پہنچتا ہے تو آپ خود سمجھدار ہیں کہ وہ کون سا صاف پانی ہے جو لوگوں کو یہ پینے کے لئے دے رہے ہیں۔ ہماری بیبیاں چار چار، چھ چھ گھڑے سروں پر رکھ کر پہاڑوں سے جب نیچے اترتی ہیں تو ان کی حالت دیدنی ہوتی ہے۔ میں نے ان عورتوں کے حالات کا پچھلی دفعہ بھی یہی مسئلہ یہاں پر اٹھایا تھا، یہی request کی تھی کہ خدارا ہمیں انسان سمجھیں، جانور نہ سمجھیں، جانور بھی وہ پانی نہیں پیتے ہیں جو پانی آپ لوگوں نے ہمارے لئے وہاں دیا ہوا ہے تو once again میں اس ایوان میں کھڑے ہو کر request کروں گی کہ خدارا ہمیں انسان سمجھیں، ہمیں پینے کا پانی دے دیں، ہمیں فلٹریشن پلانٹس نہیں چاہئیں، ہمیں پینے کا پانی چاہئے، at least وہاں کی عورتوں پر رحم کیجئے، بچوں پر رحم کیجئے، جو میرا خیال ہے کہ ایک کان سے آپ لوگ سنتے ہیں اور دوسرے سے نکال دیتے ہیں لیکن میں تو یہاں کھڑے ہو کر اپنی بہن سے request ہی کر سکتی ہوں کہ ہمیں بھی انسان سمجھیں، جانور مت سمجھیں۔

جناب سپیکر! UET ٹیکسلا کا ایک sub Campus بڑے عرصے سے میری پہلی تقریر سے لے کر جب میں ایوان میں آئی، میں نے اپنی بہن کو request کی، ان سے پہلے جو وزیر خزانہ تھے، سالہا سال میں ان سے request کرتی آئی کہ خدا کے لئے ہمیں UET ٹیکسلا کا sub campus

دے دیں، وہ کس طرح کام کر رہا ہے، ہمیں کیا سزا ہے، میرے علاقے کو کیا سزا ہے کہ وہاں پر ایک sub campus بھی نہیں بن سکتا؟ میں ایک دفعہ پھر ان سے request کروں گی کہ kindly ہمیں ایک sub campus دے دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ مہربانی فرمائیں!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ۔

جناب سپیکر: ٹائم دیکھیں کتنا ہو گیا ہے۔ چلیں، میں آپ کو ایک منٹ دیتا ہوں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! وہاں کالا گھان پر 40 کروڑ روپے کی لاگت سے ایک bridge بنا ہے، جو ہمارا پیسا، ہمارے taxes کا پیسا وہاں پر لگا ہے اس کے pillars گر گئے اور کہا گیا کہ ہوا کے جھونکے سے گر گئے، جو پل ہوا کے جھونکے سے گر جاتا ہے تو اس کے اوپر سے گاڑیاں کیسے گزریں گی، وہ پیسا کہاں لگا؟ اس کے pillars آج بھی گرے ہوئے ہیں اور اس کی sides پر گاؤں اتنا گہرائی میں چلا گیا کہ انہوں نے plan ہی نہیں کیا کہ وہاں ان گاؤں والوں کے لئے یہ کیا کریں گے۔ سروس روڈز بنائی جائیں، میں محترمہ وزیر خزانہ سے humble request کروں گی کہ وہاں پر ڈرینج اور سڑکیں بنا دی جائیں تاکہ وہ گاؤں والے بھی کسی دنیا میں آ جائیں۔

جناب سپیکر! آخر میں صرف دو لفظی بات ہے۔ جہلم والے جتنا ریونیو دے رہے ہیں، جتنے taxes دے رہے ہیں، اگر ایک فیصد بھی ہمارے اس علاقے پر لگا دیا جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں یہاں کسی چیز کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ وہ وہاں جا کر ہماری help کریں بلکہ ہمارے ہی پیسے ہمارے اوپر اگر آپ نے لگائے تو ہمارے حالات بہتر ہو جائیں گے، ہم آپ سے یہ request کر رہے ہیں، ہمارا ریونیو دیکھیں اور یہ دیکھیں کہ آپ میرے اس علاقے پر کیا لگا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! آخر میں اتنا کہوں گی کہ جو ہمارے جیسے ایریاز ہیں، جو ریموٹ ایریاز ہیں ہمیں انسان سمجھیں، یہ نہیں ہے کہ تخت لاہور کو تو آپ آسمان پر لے جائیں، بات لاہور سے شروع ہوتی ہے اور لاہور پر ہی ختم ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ بہت شکریہ، بڑی مہربانی۔ محترمہ شُنیلارُوت!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں نے تو ابھی پورا بولا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ دیکھیں، ٹائم کیا ہو گیا ہے۔ آپ کی بڑی مہربانی، شکریہ۔ شُنیلارُوت! آپ کا نام میں نے پہلے پکارا تھا لیکن آپ اس وقت نہیں تھیں۔ میں آپ کو اب پانچ منٹ سے ایک سیکنڈ بھی اوپر نہیں دوں گا۔ میں نے ان کو wind up کرنے کے لئے بھی ٹائم دینا ہے ناں۔ جی، محترمہ!

محترمہ شُنیلارُوت: جناب سپیکر! آپ نے مجھے ٹائم دیا میں آپ کی شکر گزار ہوں۔ پچھلے سال جب ہماری بجٹ speech ہو رہی تھی اور اس وقت ہماری minorities کے حکومتی بنچز پر جو ممبران بیٹھے تھے وہ بہت خوش ہو رہے تھے اور بڑی زور زور کی تالیاں بھی بجا رہے تھے، اس وقت محترمہ وزیر خزانہ نے یہ کہا تھا کہ ایک ارب سات کروڑ روپے minorities کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ Minorities ڈویلپمنٹ بجٹ میں 46 کروڑ روپیہ رکھا گیا جس میں سے جو خرچ ہوا وہ تقریباً 14 کروڑ روپیہ تھا، میرا یہ سوال ہے کہ 32 کروڑ روپیہ جو ہے وہ کہاں گیا؟ اس کے علاوہ 22 کروڑ روپیہ scholarships کے لئے بھی مختص کیا گیا اور اس پیسے کا بھی ہمیں بتایا جائے کہ یہ کہاں کہاں پر خرچ ہوا؟

جناب سپیکر! میری تجویز یہ ہے کہ ایک ارب روپیہ minorities کے لئے اگلے سال ADP کے لئے رکھا جائے۔ یہ پیسا لوکل باڈیز کے through ان حلقوں میں distribute کیا جائے جہاں پر minorities زیادہ تعداد میں رہتی ہے، scholarships کی مد میں جو پیسے مختص کئے گئے ہیں ان کو properly advertise کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے استفادہ کر سکیں۔

جناب سپیکر! دوسرے نمبر پر میں یہ کہنا چاہوں گی کہ جو کرسمس کا فنڈ ہے، جو 5 ہزار روپیہ ہے اس کو بڑھا کر 10 ہزار روپیہ فی خاندان کر دیا جائے، اس کا وعدہ محترمہ وزیر خزانہ نے کیا تھا اور میں سمجھتی ہوں کہ آئندہ آنے والے بجٹ میں اس کو ضرور شامل کیا جائے گا۔ اس کو 6 ہزار families سے بڑھا کر کم از کم 20 ہزار families پر divide کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ کرسمس فنڈ جو ہے میں چاہتی ہوں کہ اس کی distribution through minority MPAs کی جائے نہ کہ دوسرے ہمارے جو majority کے MPAs ہیں یہ ان کے through distribute ہو جائے۔ یہ ہمارے elected minority seats پر جو ممبرز ہیں ان کے through جانا چاہئے اور above party affiliation یہ تمام MPAs جو minority seats پر ہیں ان کے through جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں پانچ فیصد کوٹا کی بات کروں گی۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس کو properly advertise نہیں کیا جاتا، لوگوں کو بتایا نہیں جاتا، یہ صرف گریڈ۔1 اور 4 کے لئے نہ ہو بلکہ تمام گریڈز کے لئے ہو۔ آرمڈ فورسز، سول سروسز اور ہائر رینکس آف پولیس کیڈر کے جو ہیں ان میں بھی یہ دیا جائے۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی چاہتی ہوں کہ ملازمتوں میں اقلیتوں کا جو 5 فیصد کوٹا مختص ہے اسے increase کیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! ایجوکیشنل پروفیشنل کالجز اور انسٹیٹیوشنز میں کوٹا بڑھایا جائے تاکہ minorities کے زیادہ سے زیادہ بچے آ سکیں اور یہ بہت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ میں minority populated areas میں سے یوحنا آباد کی بات کرنا چاہتی ہوں کہ ---

جناب سپیکر: جی، نوابزادہ عبدالرزاق خان نیازی! محترمہ! اب آپ تشریف رکھیں، آپ کی بڑی مہربانی۔ آپ کا شکریہ۔ ایوان کا وقت پندرہ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! یوحنا آباد کے رہائشی صاف پانی نہ ملنے کی وجہ سے گٹر کا پانی پی رہے ہیں اور مختلف امراض میں مبتلا ہو کر روز مر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کی بات آ گئی ہے اب repetition کی ضرورت نہیں ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! انہیں جانوروں کی طرح treat نہ کیا جائے بلکہ انہیں بہتر سہولتیں مہیا کی جائیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کی بڑی مہربانی، تشریف رکھیں۔ جی، نیازی صاحب! آپ کو دو منٹ دیئے جاتے ہیں اس سے زیادہ ٹائم نہیں ہو گا چونکہ پھر محترمہ وزیر خزانہ نے بحث wind up کرنی ہے۔

نوابزادہ عبدالرزاق خان نیازی: جناب سپیکر! دو سے تین منٹ کر دیں۔

جناب سپیکر: جو صاحبان تجاویز دینا چاہتے ہیں وہ اپنی تحریری تجاویز محترمہ وزیر خزانہ کو لکھ کر دے دیں۔ جی، نیازی صاحب! دو منٹ میں بات مکمل کریں۔

نوابزادہ عبدالرزاق خان نیازی: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کی توجہ پنجاب سیڈ کارپوریشن کی طرف دلاتا ہوں کہ پنجاب سیڈ کارپوریشن وہ ادارہ ہے جو سارے پنجاب کی زراعت کے لئے سیڈ پیدا کرتا ہے لیکن اس کی قیمتیں مارکیٹ سے دُگنا زیادہ ہیں۔ ان اداروں کو ہزاروں ایکڑ زمین اسی کام کے لئے

دی ہوئی ہے کہ اس پر سیڈ کاشت کیا جائے پھر اسے آگے بیچا جائے۔ مہربانی کر کے اس سیڈ کی قیمت کم کی جائے،اسے subsidies کیا جائے یا پھر اس ادارے کو بند کر دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے محترمہ وزیر خزانہ کی توجہ اپنے حلقے اور خاص طور پر دیہاتی علاقوں کی طرف دلانا چاہتا ہوں جہاں پر لوگ basic rights سے محروم ہیں ان کی سڑکیں نہیں ہیں، پانی نہیں ہے، سیوریج نہیں ہے، ڈرینج نہیں ہے، سکولوں کی بُری حالت ہے اور basic health facilities نہیں ہیں۔ پی پی۔218 خانیوال میں 105 چکوک ہیں اور آپ ان 105 چکوک میں سے کسی بھی چک میں جا کر دیکھیں کہ اگر بارش ہو جائے تو گزرنے کا راستہ نہیں ہوتا۔ میں خاص طور پر التجا کروں گا کہ چونکہ ان چکوک کی حالت بہت بری ہے اس لئے ان میں ڈرینج کے بندوبست کے لئے سکیم اسی ADP میں رکھی جائے۔ 10/R کے چک نمبر 80،58،44،62،24،27،34،70،67 اور 68، 15/L کے چک نمبر 80،89،88 اور 84 میں اتنا بُرا حال ہے کہ اگر بارش ہو جائے تو کوئی گزر نہیں سکتا لہٰذا دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ ان چکوک میں ڈرینج کی سکیم اسی ADP میں رکھی جائے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ

نوابزادہ عبدالرزاق خان نیازی: جناب سپیکر! سارے شہر خانیوال کے سیوریج کا پانی سبزیوں کی کاشت کے لئے استعمال ہو رہا ہے جس سے ہیپاٹائٹس بہت زیادہ ہے اور خاص طور پر اس سائیڈ کے جو چکوک ہیں ادھر 98 فیصد اموات ہیپاٹائٹس کی وجہ سے ہوتی ہیں اور وہاں پر 80 فیصد لوگوں کو ہیپاٹائٹس ہے۔ مہربانی کر کے اس کا بندوبست کیا جائے اور سیوریج کا پانی سبزیوں کی کاشت میں استعمال نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ وزیر خزانہ! اپنی speech wind up کریں۔

کورم کی نشاندہی

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! چونکہ پنجاب کی عوام کے انتہائی اہم issues پر بحث wind up ہوئی ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ kindly کورم پورا کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: ذرا اپنی طرف بھی دھیان کریں۔ ذرا پیچھے دیکھیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں تو آزاد ممبر ہوں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ کورم کی نشاندہی کی گئی ہے، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہٰذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہٰذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے لابی میں بیٹھے ہوئے اپنے حزب اختلاف کے ساتھیوں سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اب محترمہ وزیر خزانہ wind up speech کرنے لگی ہیں تو اس وقت کورم پورا ہے بلکہ hundred plus معزز ممبران یہاں ایوان میں اس وقت موجود ہیں لیکن حزب اختلاف کے بنچوں کی طرف بھی ذرا دھیان کر لیا جائے کیونکہ وہ تو بالکل خالی پڑے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: اس وقت حزب اختلاف کے بنچوں پر جناب احسن ریاض فتیانہ تشریف فرما ہیں اور وہ آزاد ممبر ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سے مراد یہ ہوا کہ اس وقت حزب اختلاف کے بنچوں پر کوئی ایک آدمی بھی نہیں بیٹھا ہوا۔

جناب سپیکر: کوئی بات نہیں، وہ ضرور کہیں نہ کہیں بیٹھے ہوئے سُن رہے ہوں گے۔ جی، محترمہ وزیر خزانہ صاحبہ!

پری بجٹ بحث

(---جاری)

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں تمام ممبران اسمبلی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے اس پری بجٹ بحث میں دلچسپی لی اور بہت زور دار انداز میں participate کیا اس کا اندازہ اس طرح سے لگایا جا سکتا ہے کہ تقریباً 65 معزز ممبران نے تقاریر کی ہیں اور اگر سوالنامے ملائیں تو 100 سے زیادہ ممبران اسمبلی نے participate کر کے اپنی آراء سے ہمیں مستفید کیا ہے---

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت 10 منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! یہ میرے لئے بہت خوشی کی بات ہے کہ ممبران اسمبلی اپنے حلقوں کے ساتھ ساتھ پورے صوبہ پنجاب کو یہاں پر represent کر رہے ہیں۔ یہ سب سے بڑا policy making forum ہے اور اس حوالے سے تمام معزز ممبران نے اپنی اپنی ذمہ داری نبھائی ہے۔ میں حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے معزز ممبران کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے اس پری بجٹ بحث میں participate کیا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس وقت ایوان میں اپوزیشن موجود نہیں ہے تو پھر آپ کس کا شکریہ ادا کر رہی ہیں؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! اپوزیشن کے معزز ممبران اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں لیکن میں پھر بھی ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میں اس معزز ایوان سے کہوں گی کہ آپ کی دی ہوئی آراء کو ہم محکمہ خزانہ کی طرف سے تحریری طور پر بہت ذمہ داری اور تفصیل کے ساتھ ڈیپارٹمنٹس کو بھجوائیں گے تاکہ سارے محکمہ جات ان تجاویز کی روشنی میں اپنے بجٹ فائنل کریں اور میں

اس مقدس ایوان کو اس بات کی assurance دیتی ہوں کہ جب مختلف محکمہ جات کی طرف سے تخمینہ جات محکمہ خزانہ میں آئیں گے تو اس میں آپ کی priorities reflected ہوں گی۔

جناب سپیکر! میرے لئے یہ بھی بہت خوش آئند بات ہے کہ قائد حزب اختلاف نے کل بہت اچھی تقریر کی ہے۔ انہوں نے بہت اہم امور کی نشاندہی کی ہے اور میں اس کا خیر مقدم کرتی ہوں۔ قائد حزب اختلاف نے policy making میں ہمارا ساتھ دیا اور انہوں نے اپنی جن آراء سے ہمیں

آگاہ کیا ہے ان کو ہم نے بہت seriously لیا ہے، ان کو نوٹ کیا ہے اور جس حد تک ہو سکے گا ہم ان پر عملدرآمد بھی کریں گے۔ قائد حزب اختلاف نے ایک تجویز یہ بھی دی ہے کہ پری بجٹ سیشن کو strengthen کرنے کے لئے Standing Committees کو بھی involve کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں ان کی اس تجویز کو بھی welcome کرتی ہوں اور انشاء اللہ کوشش کروں گی کہ اس بجٹ سے پہلے budget meeting exercise میں کسی طرح ہم تمام Standing Committees کو بھی involve کر لیں۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے کل اپنی تقریر میں کہا تھا کہ 2008 میں صوبے کے پاس اضافی وسائل موجود تھے جبکہ آج صوبہ پنجاب مقروض ہے۔ میں قائد حزب اختلاف کو یہ واضح کرنا چاہتی ہوں کہ ان کی انفارمیشن صحیح نہیں ہے۔ آج اللہ تعالیٰ کے کرم سے صوبہ پنجاب کی مالی پوزیشن 2008 کی نسبت بہت مستحکم ہے۔ ہم 2008 کے مقابلے میں اس وقت زیادہ stable اور بہتر financial position میں ہیں۔ صوبہ پنجاب کے قرضوں کے حوالے سے کل قائد حزب اختلاف نے بات کی تھی اور آج بھی کچھ معزز ممبران نے یہ بات point out کی ہے تو اس بابت میں وضاحت کرنا ضروری سمجھتی ہوں۔ دیکھیں، قرضوں کو economy کے relation میں دیکھا جاتا ہے۔ Debt-to-GDP ratio صحیح indicator ہوتا ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ قرضوں کی وجہ سے economy پر بوجھ بڑھ رہا ہے یا نہیں۔ میں یہاں پر بہت خوشی سے اعلان کرنا چاہتی ہوں کہ اس وقت 2008 کی نسبت Debt-to GDP ratio کم ہے۔

جناب سپیکر! میں اس ایوان کو یہ بھی بتانا چاہتی ہوں کہ Debt-to-GDP ratio اس وقت تین یا چار فیصد سے زیادہ نہیں ہے۔ ہم کسی بھی معیار سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ economy کو ہم نے قرضوں کے بوجھ تلے دبا دیا ہے۔ یہ statement بالکل غلط ہے اور یہ کسی بھی لحاظ سے صحیح نہیں بلکہ یہ irresponsible statement ہے۔ یہ statement ثبوت کے بغیر دی گئی ہے۔ ہمارے ایک معزز ممبر نے یہ بات بھی کہی ہے کہ ہم نے debt کا بوجھ بڑھا دیا ہے۔ اس وقت صوبہ پنجاب کے outstanding debt ہماری economy کے صرف تین سے چار فیصد ہیں اور یہ قرضے اس سے زیادہ بالکل نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے صحت اور تعلیم کے حوالے سے چند ترجیحات کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح دیگر معزز ممبران اسمبلی نے بھی ان ترجیحات پر بڑا زور دیا ہے۔ انہوں نے زرعی

تحقیق، کسانوں کو subsidy دینے، فصلوں کی انشورنس کرنے اور سولر ٹیوب ویلز کی فراہمی پر زور دیا ہے۔ میں ان تجاویز کا خیر مقدم کرتی ہوں اور یقین دہانی کرواتی ہوں کہ حکومت already ان تجاویز پر عمل پیرا ہے۔ حکومت پہلے ہی کسانوں کو بلا سود قرضے فراہم کر رہی ہے۔ یہ سکیم پورے پنجاب میں launch ہو چکی ہے۔ ہزاروں کسان بلا سود قرضوں سے مستفید ہو رہے ہیں۔ اس سکیم سے وہ کسان مستفید ہو رہے ہیں جن کی زمین ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم ہے۔ فصلوں کی انشورنس پر ہم مشاورت کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ اس بابت بھی کچھ اقدامات لئے جائیں گے۔ جہاں تک inputs پر GST کی بات ہے تو یہ وفاقی حکومت کا subject ہے۔ ہم اس معاملے کو بھی وفاقی حکومت کے ساتھ take up کریں گے۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے مقامی حکومتوں کو empower کرنے کی بات کی ہے۔ یہاں یہ بات بھی ہوئی ہے کہ ان کو وسائل دیئے جائیں۔ میں یہ بتانا ضروری سمجھتی ہوں کہ Interim Provincial Finance Commission Award already in placed ہے۔ اس کے تحت مقامی حکومتوں کو رقوم transfer کی جا رہی ہیں۔ مجھے یہ کہتے ہوئے بہت خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ پہلے سے زیادہ رقوم مقامی حکومتوں کو transfer کی جا رہی ہیں یعنی اب 44 فیصد provincial resources مقامی حکومتوں کو transfer کئے جا رہے ہیں جو پہلے سے بہت زیادہ higher proportion ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ important municipal services یعنی تعلیم اور صحت وغیرہ میں لوکل نمائندگان کی مدد سے اور ان کی تجاویز کو سامنے رکھتے ہوئے services delivery میں improvement لائیں اسی لئے ہم نے لوکل گورنمنٹ کو financially autonomous کیا ہے اُن کو PSE Award کے ذریعے پتا چل جاتا ہے کہ اُن کو سال کے شروع میں کتنا ملنا ہے یہاں پر اس حوالے سے بات کی گئی تھی اور تجاویز دی گئی تھیں تو ہم نے اس حوالے سے اس پر already عملدرآمد کر لیا ہے۔ لوکل گورنمنٹس کو سال کے شروع میں پتا چل جائے گا کہ کتنا بجٹ ملنے والا ہے تو وہ اُس کے تحت اپنے ترقیاتی کام کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! موجودہ پری بجٹ سیشن میں ہمارے معزز ممبران نے جن شعبوں کو highlight کیا ہے میں اُس کی بڑی مختصراً summary آپ کے سامنے پیش کرنا ضروری سمجھتی ہوں کہ ہم نے چار دن کی بجائے اس پر پانچ دن debate کی۔ معزز ممبران نے ہمارے ساتھ cooperate کیا اور اپنی اپنی تجاویز دیں۔ میں مختصراً یہ بتا دوں کہ آپ کی تجاویز کے تحت ہماری ترجیحات کن کن areas میں ہونی چاہئیں۔ معزز ممبران نے سب سے زیادہ تعلیم کے فروغ پر زور دیا ہے اُس میں پرائمری ایجوکیشن کو اولیت دی گئی ہے، اُس میں سکولوں کی اپ گریڈیشن کے ساتھ ساتھ

ٹیچرز کی اسامیوں کے معیار اور ان کی ٹریننگ کا اہتمام اور facilities missing کے حوالے سے بھی زور دیا گیا ہے۔ اُس کے ساتھ ساتھ محکمہ صحت کے حوالے سے DHQ Hospitals کی تعداد میں اضافے کو کافی importance دی گئی ہے، اس کے ساتھ ساتھ paramedics staff کی تربیت پر بھی زور دیا گیا ہے اور missing equipments پر بھی زور دیا گیا ہے۔ امن وامان کے context میں معزز ممبران نے قانون نافذ کرنے والے ادارہ جات کی اصلاحات اور ٹریننگ پر زور دیا ہے۔ کم آمدنی والے طبقات کے لئے گھروں کی فراہمی اور Construction of Industries کی پروموشن پر بھی زور دیا گیا ہے۔ ہم نے ایک intervention کی تھی جس کو معزز ممبران نے بڑا سراہا ہے وہ farm to market roads ہیں اور اس کو مزید آگے لے کر جانے کی تجویز بھی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ شعبہ زراعت کو جدید بنیاد پر استوار کرنے کے لئے بھی خصوصی subsidies دینا اور rural ڈویلپمنٹ پر زور دیا گیا ہے۔ نوجوانوں کے لئے فنی تعلیم کی فراہمی کی بات کی گئی۔ ٹیکس کی اصلاحات، اُن کی promotion and consultation کے لئے Lahore Chamber of Commerce and Industries سے مشاورت کا بھی مشورہ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں معزز ممبران کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ ہم نے یہ پچھلے سال بھی کیا اور اب بھی اُن سے مشاورت کرنے کا ارادہ ہے۔ ہم Industry and Commerce کو اپنے ساتھ لے کر چل رہے ہیں، ٹیکس ضرور لے کر آ رہے ہیں اور بجٹ ضرور بنا رہے ہیں لیکن جس حد تک ممکن ہو اُن کی تجاویز کو سامنے رکھ کر یہ سب کام کر رہے ہیں۔ ہم نے laws کی بھی باقاعدہ analysis کی ہے اُس میں ایجوکیشن میں missing facilities and equipments of Tertiary Health Care, focus of BHU's, data monitoring پر معزز ممبران نے اہمیت دی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ لاء اینڈ آرڈر میں data CCTVs, non-salary budget, monitoring, data feedback and especially feedback of citizens تو انشاء اللہ ہم اس کو مزید مستحکم کرنے کی کوشش کریں گے۔ معزز ممبران نے resource mobilization پر بات کی کہ مزید taxes نہ لگائیں۔

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میری گزارش ہے کہ ہم نے پچھلے دو تین سال میں پنجاب میں tax revenue ضرور بڑھایا ہے لیکن ہم نے کسی بھی stage پر tax revenue بڑھانے کے لئے existing tax payer پر زیادہ بوجھ نہیں ڈالا۔ ہم نے taxes اُن لوگوں سے لئے ہیں جو پہلے

taxes نہیں دے رہے تھے اور اسی طرح ہم اگلے سال بھی اسی strategy پر عملدر آمد کریں گے۔ ہم tax administration improve کر کے under tax and un-tax sectors کو tax net میں لاکر اپنے sources mobilize کریں گے تاکہ ہم اس صوبے کی ترقی کو آگے بڑھا سکیں اور معزز ممبران نے جو تجاویز دی ہیں اُن ترجیحات کو fulfill کرنے کے لئے ہمیں نہ کہیں سے پیسے چاہیئں تو ہماری strategy clear ہے کہ جو لوگ tax net میں نہیں ہیں ہم اُن کو tax net میں لائیں گے اور tax payers پر زیادہ بوجھ نہیں ڈالیں گے۔

جناب سپیکر: اجلاس کا ٹائم 10 منٹ اور بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میں آخر میں آپ کی وساطت سے یقین دہانی کراتی ہوں کہ یہاں پر معزز ممبران نے ہمیں جن ترجیحات کی نشاندہی کرائی ہے وہ budget making میں پوری طرح سے ہمارے focus میں رہیں گی۔ ہم اپنی ترجیحات کو اُسی کی basis پر determine کریں گے۔ ہم نے ایک growth strategy بنائی ہوئی ہے اُس کے تحت ہم آپ کی ترجیحات کو accommodate کریں گے اور 18-2017 کا بجٹ بھی انشاء اللہ آپ کو ایک عوام دوست بجٹ نظر آئے گا، ایک ترقی یافتہ بجٹ نظر آئے گا، ایک progressive and latest budget نظر آئے گا جو کہ پنجاب کے لوگوں کی quality of life and income level کو بڑھائے گا۔ بہت شکریہ

زیرو آور نوٹس

جناب سپیکر: آپ کا بھی بہت شکریہ۔ جی، اب ہم زیرو آور نوٹس لیتے ہیں۔ پہلا زیرو آور نوٹس نمبر 189/17 سردار علی رضا خان دریشک کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس زیرو آور نوٹس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا زیرو آور نوٹس نمبر 190/17 چودھری رفاقت حسین گجر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس زیرو آور نوٹس کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا زیرو آور نوٹس نمبر 191/17 جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس زیرو آور نوٹس کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا زیرو آور نوٹس نمبر 192/17 بھی جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس زیرو آور نوٹس کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا زیرو آور نوٹس نمبر 193/17 بھی جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس زیرو آور نوٹس کو بھی

dispose of کیا جاتا ہے اگلا زیرو آر نوٹس نمبر 17/194 میاں طارق محمود۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا زیرو آر نمبر 17/195 میاں محمد کاظم علی پیرزادہ کا ہے، جی پیرزادہ!

دریائے ستلج میں قصور کی ٹینریز اور فیکٹریز کا پانی ڈالنے کا انکشاف

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک فوری نوعیت کے معاملے کو زیر بحث لایا جائے جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ قصور میں واقع Tanneries and factories کا زہر آلود پانی دریائے ستلج میں ڈالا جا رہا ہے جس کی وجہ سے دریائے ستلج کا پانی بھی زہر آلود ہو رہا ہے جس سے قصور، اوکاڑہ، بہاولنگر، بہاولپور، وہاڑی اور پاکپتن کا زیر زمین پانی آلودہ ہو رہا ہے اور آبی حیات مر رہی ہے اور زرعی زمین بنجر ہو رہی ہے لہٰذا مجھے اس مسئلے پر زیرو آر کے تحت بولنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پیرزادہ صاحب!

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! انہوں نے مجھے جو جواب دیا ہے 1988 میں KTWMA کے نام سے ایک ایجنسی بنائی گئی تھی جس کی مشینری upto the mark نہ تھی اور اُس پر ایک کروڑ روپیہ لگا کر کچھ بہتر کیا گیا ہے جب کہ حقیقت میں حال یہ ہے کہ وہاں پر کوئی treatment plant نہیں چل رہا اور مختلف Tanneries کے پانی کو نالوں کے ذریعے channelize کر کے ایک جگہ پر لانا تھا اس کے سوا کوئی کام نہیں ہوا۔ اس کا mercury and poison material زیر زمین جا رہا ہے اور اب صورتحال اُس سے بھی بدتر یہ ہے کہ کچھ فیکٹریوں نے کنوئیں کھود کر اُن کے اندر زہر آلود پانی ڈالنا شروع کیا ہوا ہے۔ ہمارے جو اضلاع دریائے ستلج کی ٹیل پر آباد ہیں وہاں پر اس سے انسانی زندگیوں کو بہت خطرہ ہے تو آپ سے میری درخواست ہو گی کہ آپ اس ایوان کی ایک کمیٹی تشکیل دیں کیونکہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ حکومت پنجاب ایک طرف خطیر رقم سے پینے کا صاف پانی فراہم کر رہی ہے اور دوسری طرف ان tanneries کا پانی treat نہ ہونے کی وجہ سے نیچے والا پانی poisons ہو رہا ہے تو میری درخواست ہو گی کہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے اس سے انسانی جانوں کو خطرہ ہے تو اس پر ایک کمیٹی تشکیل دی جائے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحول (جناب اکمل سیف چٹھہ): جناب سپیکر! اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ ضلع قصور میں چمڑہ سازی کی فیکٹریوں سے ٹینری کے عمل سے کیمیکل والا فاضل شدہ پانی پیدا

ہوتا ہے جس کی treatment انتہائی ضروری ہوتی ہے۔ آلودہ پانی کی treatment کے لئے قصور ٹینریز ویسٹ مینجمنٹ ایجنسی نے ایک پلانٹ لگایا ہوا ہے جس میں 12600 کیوبک میٹر پانی یومیہ treat ہو سکتا ہے۔ ماحولیاتی لیبارٹری سے treat شدہ پانی کا تجزیہ بھی کروایا گیا ہے اور اس کے نتائج ماحولیاتی معیار کے مطابق نہ تھے۔ Treatment plant کا پانی سات کلو میٹر کا فاصلہ طے کرتے ہوئے پانڈو کی ڈرین میں گرتا ہے۔ محکمہ تحفظ ماحول کی طرف سے KTWMA کے خلاف کیس بنا کر ماحولیاتی عدالت میں جمع کروا دیا گیا ہے۔ جس کا نمبر 14/398 ہے اور آئندہ تاریخ سماعت 2017-04-13 ہے۔ KTWMA کی مشینری خراب ہونے کی وجہ سے کچھ عرصہ پلانٹ بند رہا ہے تاہم ڈی سی او قصور اور دیگر افسران کی کوششوں سے KTWMA میں treatment plant چلانے کے لئے منصوبہ بندی کی گئی ہے۔ ابتدائی طور پر خصوصی کاوش کے باعث مشینری کو ایک کروڑ روپے کی لاگت سے ٹھیک کروا کر اسے operational کر دیا گیا ہے اور یہ پلانٹ آٹھ گھنٹے روزانہ چل رہا ہے۔ مزید یہ ہے کہ اس پلانٹ کی استعداد کار کو بڑھانے اور مالی انتظامی مسائل حل کرنے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

ملک احمد سعید خان: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی اس معاملہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

ملک احمد سعید خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس میں گزارش یہ ہے کہ جو سوال پیرزادہ صاحب نے پیش کیا ہے یہ بڑا جائز سوال ہے۔ اس میں محکمہ کی طرف سے جو response آ رہا ہے وہ بڑا نامناسب ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ جس treatment plant کا ذکر کیا جا رہا ہے یہ دو phases میں تھا۔ اب جو وہاں پر processing کر رہا ہے تو اس کی pre treatment کی qualification ہے۔ اس کا جو دوسرا مرحلہ ہے وہ ابھی تک نامکمل ہے اور جب تک وہ مکمل نہیں ہوگا تو اس میں کوئی شبہ نہیں ہے یہ پانی seepage کر رہا ہے جو وہاں کی آبادی کے لئے مضر ہے۔ یہاں پر پانڈو کی ڈرین کا ذکر کیا گیا ہے اور اسے ستلج میں ڈالا جا رہا ہے۔ اس میں آگے جتنے آنے والے اضلاع ہیں وہ سارے اس سے متاثر ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میری معزز پارلیمانی سیکرٹری سے یہ گزارش ہوگی کہ اس پر آپ محکمہ سے جواب طلب کریں اور ان سے یہ بات ضرور پوچھیں کہ treatment plant کو دو phases میں مکمل کیا جانا تھا اس کا ایک مرحلہ مکمل ہوا ہے باقی پچھلے پندرہ بیس سال سے نامکمل ہے۔ وہ مکمل کیا جانا

چاہئے یا جس طرح محرک نے یہاں پر تحریک پیش کی ہے اس طرح کیا جائے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس معاملہ پر سپیشل کمیٹی بنادی جائے تو میرے خیال میں وہ زیادہ مناسب ہو گا۔

جناب سپیکر: اس پر سپیشل کمیٹی نہیں بن سکے گی۔ اس معاملہ کو پہلے سے موجود تحفظ ماحول کی کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اس کی رپورٹ دو ماہ کے اندر ایوان میں پیش کی جائے گی۔ اب اگلا زیرو آر نوٹس ملک محمد وارث کلو کا ہے جی، ملک صاحب!

سیٹلائٹ ٹاؤن نمبر 3 قائد آباد خوشاب میں غیر مستحق افراد کو الاٹمنٹ کا انکشاف

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے فوری نوعیت کے معاملہ کو زیر بحث لایا جائے جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ سیٹلائٹ ٹاؤن نمبر 3 قائد آباد خوشاب کے پلاٹوں کی قرعہ اندازی ہوئی ہے جس میں مستحق افراد کی بجائے غیر مستحق افراد کو پلاٹ الاٹ کر دیئے گئے ہیں۔ اس بابت محکمہ انٹی کرپشن میں ایف آئی آر بھی درج ہوئی ہے مگر ایسی کوئی کارروائی مزید نہ ہو سکی ہے لہٰذا مجھے اس مسئلہ پر زیرو آر نوٹس کے تحت بولنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب! بات کریں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! اس سلسلہ میں، میں ایک short statement دوں گا کہ وہاں جو low cost ہاؤسنگ سوسائٹیز ہیں ان کی شرائط اور قیود ہیں ان کے مطابق قرعہ اندازی ہوتی ہے۔ وہاں scrutiny نہیں ہوئی، کوئی جانچ پڑتال نہیں ہوئی تو ایک ایک گھر میں وہاں چار چار پلاٹ نکلے ہیں اور غیر مستحق افراد millionaire اور billionaire ہیں ان کو انہوں نے پلاٹ دیئے ہیں اور modus operandi یہ کرتے ہیں کہ blank form کے نمبر قرعہ اندازی میں ڈال دیتے ہیں جب ان کے نمبر نکل جاتے ہیں تو اس کے مطابق اپنی مرضی سے form filling کرتے ہیں۔ اس پر سپیشل کمیٹی بنائی جائے۔

جناب سپیکر: اس معاملہ کو ہاؤسنگ کی کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اس کی رپورٹ دو ماہ کے اندر ایوان میں پیش کی جائے گی۔

آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 17-مارچ 2017 صبح 9:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔